بینک دولت پاکستان

گورنر کی سالانہ رپورٹ

2022-2023ء

گورنر کی سالانہ رپورٹ

2022-2023ء

29 دسمبر 2023ء

بینک دولت پاکستان

گورنر کی سالانہ رپورٹ

2022-2023ء

اس رپورٹ میں پیش کردہ تجزیے مالی سال 23ء (جولائی 2022ء تا جون 2023ء) کے اعدادوشمار کے نتائج کی بنیادپر تیار کیے گئے تھے۔
انھیں نومبر 2023ء میں اس وقت دستیاب اعدادوشمار استعمال کرتے ہوئے حتمی شکل دی گئی۔

© بینک دولت پاکستان 2023ء
شعبہ معاشی پالیسی جائزہ

ایک جلد میں اشاعت
گورنر کی سالانہ رپورٹ 2022–2023ء

مطبع: پاکستان سیکیورٹی پرنٹنگ پریس کارپوریشن (پرائیویٹ) لمیٹڈ۔ شعبہ مطبوعات، کراچی

تعدادِ طباعت: 750
صفحات کی تعداد: 84

ویب لنک

تاریخ طباعت: 22 دسمبر 2023ء

یہ رپورٹ قابل اطلاق قوانین کے تحت بینک دولت پاکستان کی جانب سے شائع کی گئی ہے۔ تعلیمی اور غیر تجارتی مقاصد کے لیے یہ رپورٹ جزوی یا کلی طور پر نقل کی جاسکتی ہے بشرطیکہ حوالہ دیا جائے کہ یہ بینک دولت پاکستان کی اشاعت ہے۔

ایس بی پی ایکٹ 1956ء کی شق (1)39 (جنوری 2022ء تک ترمیم شدہ) کے تحت تیار کی گئی، جس میں بتایا گیا ہے کہ ''گورنر بینک کے اہداف کے حصول، زری پالیسی کے طرزِ عمل، پاکستان کی معیشت اور مالی نظام کی کیفیت سے متعلق سالانہ رپورٹ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ملاحظے کے لیے پیش کریں گے۔''

بینک دولت پاکستان کے اہداف

اہداف

ایس بی پی ایکٹ 1956ء کی شق 4(ب) (جنوری 2022ء تک ترمیم شدہ) میں بینک دولت پاکستان کے درج ذیل اہداف بیان کیے گئے ہیں:

1۔ بینک کا بنیادی ہدف ملکی قیمتوں میں استحکام کا حصول اور انھیں برقرار رکھنا ہے۔

2۔ بینک کے بنیادی ہدف سے انحراف کیے بغیر، بینک پاکستان کے مالی نظام کے استحکام میں حصہ لے گا۔

3۔ ذیلی دفعات (1) اور (2) سے مشروط، بینک حکومت کی عمومی اقتصادی پالیسیوں کی معاونت کرے گا تاکہ ترقی کو فروغ دینے اور پاکستان کے پیداواری وسائل کے بھرپور استعمال میں حصہ لے سکے۔

قیمتوں میں استحکام کی تعریف

قیمت میں استحکام کا مطلب ہے حکومت کے مہنگائی کے وسط مدتی ہدف کے تحت مہنگائی کو کم اور برقرار رکھنا۔

(ایس بی پی ایکٹ 1956ء کی شق 2(ک ب) (جنوری 2022ء تک ترمیم شدہ)

بورڈ آف ڈائریکٹرز

جناب جمیل احمد (چیئرپرسن)	گورنر، اسٹیٹ بینک
جناب امداد اللہ بوسال	سیکریٹری، فنانس، حکومتِ پاکستان
ڈاکٹر علی چیمہ	نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر
ڈاکٹر سید اکبر زیدی	نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر
جناب نجف یاور خان	نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر
جناب فواد انور	نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر
جناب زاہد ایف ابراہیم	نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر
جناب محفوظ علی خان	نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر
جناب محمد علی لطیف	نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر

زری پالیسی کمیٹی

جناب جمیل احمد (چیئرپرسن)	گورنر، اسٹیٹ بینک
ڈاکٹر عنایت حسین	ڈپٹی گورنر، اسٹیٹ بینک
جناب سلیم اللہ	ڈپٹی گورنر، اسٹیٹ بینک
جناب محمد علی ملک	ایگزیکٹو ڈائریکٹر، اسٹیٹ بینک
ڈاکٹر نوید حامد	بیرونی رکن
ڈاکٹر حامد مختار	بیرونی رکن
ڈاکٹر ایس ایم تراب حسین	بیرونی رکن
جناب نجف یاور خان	نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر اسٹیٹ بینک بورڈ
جناب محمد علی لطیف	نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر اسٹیٹ بینک بورڈ
جناب فواد انور	نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر اسٹیٹ بینک بورڈ

نامۂ ترسیل

بینک دولت پاکستان

کراچی۔

29 دسمبر 2023ء

محترم چیئرمین صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق (1)39 کے تحت، سال 2023-2022ء کے لیے بینک کے اہداف کے حصول، زری پالیسی کے طرزِ عمل، پاکستان کی معیشت اور مالی نظام کی کیفیت سے متعلق سالانہ رپورٹ مجلسِ شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ملاحظے کے لیے پیشِ خدمت ہے۔

نیک خواہشات کے ساتھ،

آپ کا مخلص

جمیل احمد

(جمیل احمد)

گورنر

چیئرپرسن، بورڈ آف ڈائریکٹرز

محترم محمد صادق سنجرانی

چیئرمین

سینیٹ

اسلام آباد

نامۂ ترسیل

بینک دولت پاکستان

کراچی۔

29 دسمبر 2023ء

محترم اسپیکر صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق (1) 39 کے تحت، سال 2023-2022ء کے لیے بینک کے اہداف کے حصول، زری پالیسی کے طرزِ عمل، پاکستان کی معیشت اور مالی نظام کی کیفیت سے متعلق سالانہ رپورٹ مجلسِ شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ملاحظے کے لیے پیشِ خدمت ہے۔

نیک خواہشات کے ساتھ،

آپ کا مخلص

(جمیل احمد)

گورنر

چیئر پرسن، بورڈ آف ڈائریکٹرز

محترم راجہ پرویز اشرف

اسپیکر

قومی اسمبلی

اسلام آباد

فہرست

	گورنر کا اظہارِ خیال	1
1	پاکستان کی معیشت اور مالی نظام کی کیفیت	5
2	قیمتوں کا استحکام اور زری پالیسی کا طرز عمل	23
3	مالی استحکام	37
4	حکومت کی اقتصادی پالیسیوں سے تعاون کے اقدامات	49
	ضمیمہ 1: پاکستان کے مالی نظام کا اسٹرکچر اور ضوابطی ساخت	65
	فرہنگ	67

اشکال کی فہرست

شکل 1.1 الف عالمی اجناس کے قیمت کے اشاریے میں رجحانات 6
شکل 1.1 ب عالمی اجناس کے قیمت کے اشاریے–سال بسال 6
شکل 1.2 کلیدی ضوابطی اور مالیاتی اقدامات 7
شکل 1.3 مجموعی خام سرمائے کی تشکیل 8
شکل 1.4 ترسیلاتِ زر اور کرب مارکیٹ کے پریمیم میں نمو 8
شکل 1.5 منتخب معیشتوں کی برآمدی نمو 9
شکل 1.6 پاکستان کا ادائیگیوں کا توازن 9
شکل 1.7 الف کرنسی میں تغیر پذیری–روپے میں ماہ بہ ماہ تبدیلیاں 10
شکل 1.7 ب گذشتہ برسوں کے دوران کرنسی میں تغیر پذیری 10
شکل 1.8 نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضے کی خالص تقسیم 12
شکل 1.9 الف شہری مہنگائی میں رجحان 13
شکل 19 ب دیہی مہنگائی میں رجحان 13
شکل 1.10 مالی منڈی کے دباؤ کے اشاریے کا رجحان 17
شکل 1.11 الف خردہ بینکاری لین دین کی ترکیب: مقداریں 19
شکل 1.11 ب خردہ بینکاری لین دین کی ترکیب: حجم 19
شکل 2.1 مہنگائی کی پیش گوئیاں اور 12 مہینوں کی حرکت پذیر مہنگائی۔مالی سال 23ء 24
شکل 2.2 الف مہنگائی کی توقعات اور قوزی مہنگائی: مالی سال 23ء 25
شکل 2.2 ب توانائی کی قیمتیں اور قوزی مہنگائی 25
شکل 2.2 ج شرح مبادلہ کی قدر میں کمی اور قوزی مہنگائی 25
شکل 2.3 بلند تعدد کے حامل طلب کے اظہاریے 25
شکل 2.4 الف م س 23ء کی دوسری ششماہی میں مہنگائی تیزی سے کم ہوئی 26
شکل 2.4 ب م س 23ء کی دوسری ششماہی میں زری سختی کی رفتار سست ہوئی 26
شکل 2.5 معاشی پالیسی کی بے یقینی کا اشاریہ 26
شکل 2.6 قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی 28
شکل 2.7 شبینہ ریپوریٹ کا پالیسی ریٹ سے انحراف 34
شکل 2.8 مالی سال 23ء میں بین البینک سیالیت کے اظہاریے 35
شکل 3.1 بینکاری شعبے کے استحکام کا نقشہ 37
شکل 3.2 بینک اور ایم ایف بیز کے قرض گیروں کے اجزائے ترکیبی 38
شکل 3.3 منتخب سنگل فیکٹر حساسیت کے دھچکوں کے نتائج 40
شکل 3.4 معمولِ کار اور دباؤ کی صورتِ حال میں حقیقی اور متوقع شرح کفایت سرمایہ 43
شکل 3.5 کریڈٹ ریٹنگ کی تعدّد کی تقسیم 44
شکل 3.6 اسٹیٹ بینک کے ضوابطی اور نگرانی فریم ورک کے کلیدی عناصر 45

جداول کی فہرست

جدول1.1	نئے اقدامات کے بغیر محاصل میں حقیقی اور ممکنہ نمو	11
جدول1.2	مالی شعبے کے اثاثوں کے اجزائے ترکیبی	14
جدول1.3	بینکوں، ترقیاتی مالی اداروں اور مائیکرو فنانس بینکوں کی بیلنس شیٹ کے کلیدی متغیرات	15
جدول1.4	اسلامی بینکاری کی کارکردگی	17
جدول1.5	مالی منڈیوں کے اہم متغیرات میں حرکت پذیری	18
جدول1.6	ای بینکاری لین دین کے ذرائع	20
جدول2.1	پاکستان میں مہنگائی	23
جدول2.2	اسٹیٹ بینک کی کلی معاشی پیش گوئیاں اور اصل نتائج برائے مالی سال23ء	27
جدول3.1	بینکوں، ترقیاتی مالی اداروں اور مائیکرو فنانس بینکوں کے کلیدی اصابت کے اظہاریے	39

گورنر کا اظہارِ خیال

حالیہ برسوں میں بڑھتی ہوئی غیر یقینی صورتِ حال عالمی معیشت کی نمایاں خصوصیت رہی ہے۔ عالمی وبا، جغرافیائی سیاسی تناؤ، عالمی اجناس کی قیمتوں کا سپر سائیکل اور موسمیاتی آفات—اِن دھچکوں سے دنیا ہل گئی ہے۔ مالی سال 2023ء پالیسی سازوں کے لیے غیر معمولی مشکلات کا مسلسل چوتھا سال رہا۔ روس یوکرین کے تنازعے کے نتیجے میں کووڈ کے بعد اشیا کی عالمی قیمتوں میں اضافے سے زیادہ تر ترقی یافتہ اور ابھرتی ہوئی معیشتوں میں مہنگائی کئی دہائیوں کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی اور عالمی مالی حالات دباؤ کا شکار رہے۔ اگرچہ سال کے آخر تک اجناس کی قیمتوں میں کچھ کمی آئی تاہم دنیا کے بڑے مرکزی بینکوں کے جارحانہ پالیسی کے موقف اور عالمی اقتصادی سرگرمیوں میں سست روی کے باوجود مہنگائی کا مضمر دباؤ برقرار رہا۔

ملک کی دیرینہ ساختی کمزوریوں، جیسے پست ٹیکس بنیاد، کمزور پیداواری صلاحیت اور مسابقت، اور بلند سرکاری قرض، جو معیشت میں دھچکوں کی برداشت کو کم کرتی ہیں، کی وجہ سے ان مسائل اور متعدد ملکی دھچکوں کا اثر خاص طور پر پاکستان میں ظاہر ہوا۔ مالی سال 2023ء کا آغاز پچھلے دو برسوں کے دوران مضبوط نمو اور مالی سال 22ء کی چوتھی سہ ماہی میں ایندھن اور بجلی کی زرِ اعانت کے اب تک موجود اثرات کے پس منظر میں ہوا۔ مالی سال 23ء کے آغاز میں آنے والے موسم گرما کے سیلاب نے معیشت پر مضر اثر ڈالا جس کے زندگیوں، معاش اور بنیادی ڈھانچے پر تباہ کن اثرات سال بھر موجود رہے۔ مالی سال 2023ء میں بھی غیر یقینی سیاسی صورتِ حال تھی جو مالی سال 22ء کی آخری سہ ماہی میں نمایاں ہو گئی اور مالی سال 23ء کے بیشتر حصے کے دوران جاری رہی۔ جیسے جیسے سال آگے بڑھتا گیا، سیلاب، مالی سال 23ء کی پہلی ششماہی میں اجناس کی مسلسل بلند عالمی قیمتوں اور بیرونی کھاتے پر بڑھتے ہوئے دباؤ کے منفی اثرات شرحِ مبادلہ اور مہنگائی کی شرح میں نمایاں ہونے لگے۔

آئی ایم ایف کے توسیعی فنڈ سہولت پروگرام کے نویں جائزے کی تکمیل میں تاخیر اور بیرونی رقوم کی کمی کے باعث طے شدہ بیرونی ادائیگیوں نے بھی بیرونی کھاتے اور روپے پر دباؤ میں اضافہ کیا۔ اس کے ساتھ ہی، جس طرح مالیاتی یکجائی کا منصوبہ بنایا گیا تھا وہ منصوبے سے کم ٹیکس محاصل کے سبب پورا نہ ہو سکا جس کی وجہ معاشی سست روی اور زرِ اعانت میں ہدف سے کم کمی تھی حالانکہ مالی سال 22ء کی چوتھی سہ ماہی میں مالیاتی پیکیج میں ایندھن اور بجلی کی زرِ اعانت ختم کر دی گئی تھی۔ اگرچہ مالیاتی اور بنیادی توازن دونوں گذشتہ سال کے مقابلے بہتر ہوئے، تاہم ان کے بجٹ اہداف بڑے مارجن سے پورے نہ ہو سکے۔ یہ صورتِ حال سال کی دوسری ششماہی میں مالیاتی پالیسی اقدامات جیسے ریگولیٹری ڈیوٹی اور جی ایس ٹی کی شرحوں میں اضافہ، اور مالیاتی (ضمنی) ایکٹ 2023ء کے ذریعے اعلان کردہ کچھ نمایاں گو کہ تاخیر سے کیے گئے اضافی ٹیکس اقدامات کے باوجود پیش آئی۔ ان اقدامات نے بھی مہنگائی کے دباؤ میں اضافہ کیا جو پہلے سے ہی بلند تھا۔

اس مشکل ماحول میں اسٹیٹ بینک نے سال بھر اپنی سکڑاؤ کی پالیسی کو جاری رکھا۔ مالی سال 23ء کے دوران اسٹیٹ بینک نے پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر 825 بیسس پوائنٹس کا اضافہ کیا، جس سے ستمبر 2021ء سے اب تک مجموعی اضافہ 1,500 بیسس پوائنٹس ہو گیا۔ اس کے علاوہ مرکزی بینک نے روپے اور عام قیمتوں پر بڑھتے ہوئے دباؤ کے تناظر میں ملکی طلب اور درآمدات پر قابو پانے کے لیے متعدد اقدامات کیے۔ یہ اقدامات اگرچہ مختصر مدت میں معاشی سرگرمیوں پر ان کے مضمرات کے پیش نظر مشکل اور تکلیف دہ ہیں، تاہم نظام الاوقات کے مطابق بیرونی قرضوں کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے اور درمیانی مدت میں معاشی استحکام کو درپیش بلند تر خطرات کو محدود کرنے کے لیے ضروری تھے۔

سیلاب کے اثرات، پیداوار کی بڑھتی ہوئی لاگت، کم بیرونی طلب، زرِ مبادلہ کی رکاوٹوں، مہنگائی کے بڑھتے ہوئے دباؤ کے ساتھ اسٹیٹ بینک اور حکومت کے پالیسی اور انتظامی اقدامات کی بنا پر مالی سال 23ء میں حقیقی جی ڈی پی کی شرحِ نمو منفی 0.2 فیصد ہو گئی۔ بڑے پیمانے کی اشیا سازی (ایل ایس ایم) پچھلے دو برسوں میں دوہندسی نمو کے بعد تقریباً 10

فیصد سکڑ گئی جبکہ زراعت کی نمو سست پڑ گئی جس کا سبب سیلاب سے فصلوں خصوصاً کپاس اور چاول کو پہنچنے والے نقصانات تھے۔ ملکی طلب اور نجی شعبے کے قرضے میں کافی اعتدال کے باوجود مالی سال 23ء میں اوسط قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی بڑھ کر 29.2 فیصد ہو گئی، جو گذشتہ سال 12.2 فیصد تھی۔

مالی سال 23ء کے لیے مہنگائی کے اعداد و شمار اسٹیٹ بینک کے 29 – 27 فیصد کے نظر ثانی شدہ مہنگائی کے تخمینے کی بالائی حد کے قریب تھے، جو 7 – 5 فیصد کے وسط مدتی ہدف سے کافی انحراف ہے۔ عالمی رجحانات کے مطابق بڑھتی ہوئی مہنگائی کا محرک اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافے کے علاوہ مضمر دباؤ تھا جس کا اظہار قیمتوں میں وسیع البنیاد اضافے کے طور پر ہوا۔ یہ وسیع البنیاد اضافہ ایندھن اور غذا کی گرانی کی صارفین کو منتقلی، شرح مبادلہ میں کمی، بلند مہنگائی کی توقعات اور اجرتوں میں اضافے کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ عوامل سیلاب کے اثرات، توانائی کی قیمتوں پر نظر ثانی اور بالواسطہ ٹیکسوں اور محاصل میں اضافے کے علاوہ تھے جو اشیا اور خدمات کی مارکیٹ کی قیمتوں میں اضافہ کرتے ہیں۔

مہنگائی کے دباؤ اور معیشت پر بوجھ ڈالنے والے دیگر عوامل نے مالی سال 23ء کے دوران مجموعی ملکی کلی مالی حالات کو تناؤ میں رکھا۔ تاہم مالی شعبے کی صحت برقرار رہی۔ ڈپازٹ کی نمو میں کچھ اعتدال کے باوجود بینکاری شعبہ مستحکم رہا بلکہ سیالیت کی کوریج، اثاثوں کے معیار اور شرح کفایت سرمایہ میں بہتری دیکھی گئی اور مجموعی قرضوں کی فیصد کے لحاظ سے غیر فعال قرضوں کی شرح مستحکم اور پچھلے سال کی سطح کے قریب رہی۔ تاہم خرد مالکاری بینکوں کی غیر فعال قرضوں کی شرح سیلاب کے اثرات اور سست معیشت کی وجہ سے بڑھ گئی۔ تاہم خرد مالکاری بینکوں کے لیے اسٹیٹ بینک کے ضوابطی اور نگرانی کے اقدامات نے غیر فعال قرضوں میں نمایاں اضافے پر قابو پانے اور قرضے کی دستیابی کو بہتر بنانے میں مدد کی۔ اسٹیٹ بینک نے ابھرتے ہوئے بہترین طور طریقوں اور مارکیٹ کی بدلتی ہوئی حرکیات کے مطابق اپنے ضوابطی فریم ورک اور نگرانی کی اثر انگیزی کو مضبوط بنانے کے لیے متعدد اقدامات بھی کیے۔

مالیاتی استحکام کو یقینی بنانے کے علاوہ اسٹیٹ بینک نے اپنے حکومت کی معاشی پالیسیوں میں اعانت کرنے کے مقصد کے سلسلے میں کئی اقدامات کیے تاکہ ملک کے وسائل کی ترقی اور بھرپور استعمال میں اپنا حصہ ڈالا جاسکے۔ یہ اقدامات اسٹیٹ بینک کے ثلاثی مقاصد کے مطابق ہیں کیونکہ ان سے مالی استحکام میں مدد ملتی ہے۔ مالی شمولیت کے نقطہ نظر سے ان اقدامات میں مالی شمولیت کی قومی حکمت عملی اور 'برابری پر بینکاری' کی پالیسی کا تسلسل شامل ہے۔ ان اقدامات سے بنیادی مالی خدمات بشمول بچت، قرضہ اور ادائیگیوں تک رسائی کو بہتر بنانے اور مالی شمولیت میں صنفی فرق کو کم کرنے میں مدد ملی۔ 'برابری پر بینکاری' سے خواتین کے فعال اکاؤنٹس میں اضافے، مالی اداروں میں خواتین عملے کے بہتر تناسب اور خواتین کے لیے مخصوص مالی مصنوعات کے آغاز کے لیے خواتین کے مالی خدمات کے شعبوں/ ٹیموں کے قیام کے حوالے سے نتائج برآمد ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ سیلاب سے متاثرہ زرعی شعبے کی مدد کے لیے اسٹیٹ بینک نے وزیر اعظم کے کسان پیکیج پر عملدرآمد کیا اور مالی سال 23ء کے دوران زرعی قرضے کا بلند تر ہدف حاصل کیا۔ مزید برآں، قومی غذائی تحفظ کے تقاضوں کے پیش نظر مرکزی بینک نے گندم اور دیگر فصلوں کے لیے قرض کی علامتی حد میں اضافہ کیا۔

اسٹیٹ بینک نے ڈجیٹل مالی خدمات کی رسائی کو بڑھانے کے لیے بھی کئی اقدامات کیے ہیں۔ بینک نے آگاہی مہمیں شروع کیں جس نے آسان موبائل اکاؤنٹس کی تعداد کو دوگنے سے زیادہ کرنے میں مدد کی، فوری ادائیگی کے نظام 'راست' پر لین دین کے حجم اور سائز کو نمایاں طور پر بڑھانے کے لیے مسلسل تعاون فراہم کیا اور ڈجیٹل بینکوں کے لائسنسنگ اور ریگولیٹری فریم ورک کے تحت ڈجیٹل ریٹیل بینکوں کے قیام کے لیے پانچ درخواست دہندگان کو این او سی جاری کیے۔ اسٹیٹ بینک نے ڈجیٹل بینکاری مصنوعات اور خدمات کی سیکورٹی کو بڑھانے اور غیر مجاز/ غیر قانونی ڈجیٹل قرض دینے والی ایپس (apps) سے صارفین کی حفاظت کے لیے بھی کئی اقدامات کیے۔ ان کے علاوہ، اسٹیٹ بینک نے سوفٹ ویئر/ آئی ٹی سروس کمپنیوں اور فری لانسرز کی برآمدات کی حوصلہ افزائی اور ملک میں سرمایہ کاری اور ترسیلاتِ زر کو بڑھانے کی خاطر مختلف چینلز کے ذریعے بیرونِ ملک مقیم پاکستانیوں کی مدد کے لیے مختلف اقدامات کیے۔

اس دوران اسلامی بینکاری مسلسل ترقی کر رہی ہے اور مالی سال 23ء میں اس کے مجموعی اثاثوں اور ڈپازٹس میں اضافہ ہوتا رہا۔ اسٹیٹ بینک وفاقی شریعت عدالت کے ربا کے فیصلے پر عمل درآمد کے لیے بھی اقدامات کر رہا ہے۔ اس مقصد کے لیے اسٹیٹ بینک مطلوبہ فریم ورک تیار کرنے کی خاطر اہم متعلقہ فریقوں سے فعال طور پر رابطے میں ہے۔ چنانچہ بینک کے تنظیمی ڈھانچے کو بھی تبدیل کیا گیا ہے اور اسلامی مالیات گروپ قائم کیا گیا ہے جس میں دو شعبے ہیں یعنی شعبہ اسلامی مالیاتی پالیسی اور شعبہ اسلامی مالیاتی ترقی تاکہ حصول مقاصد کے لیے ایک مرتکز طریقہ کار اپنایا جاسکے۔

یہ اقدامات ملک کی طویل مدتی معاشی نمو اور ترقی کے لیے اہم ہیں۔ اس کے ساتھ مالیاتی پالیسی اور مؤثر انتظام بھی قیمتوں کے اور مالی استحکام کے لیے اہم ہیں۔ ان میں مندرجہ ذیل اقدامات شامل ہیں: غذا اور توانائی کی رسدی زنجیروں کو مضبوط کرنا، پیداواری صلاحیت میں اضافہ کرنا، غیر رسمی معیشت کے حجم کو کم کرنا اور ٹیکس محاصل کو بہتر بنانا۔ اسی طرح اگرچہ قیمتوں میں استحکام کی ذمہ داری مرکزی بینک پر عائد ہوتی ہے تاہم قیمتوں کے دباؤ پر قابو پانے کے لیے حکومتی اخراجات میں کمی لانا اور سرکاری قرضوں کی پائیداری کے لیے محاصل کی وصولی میں اضافہ ضروری ہے۔

اسٹیٹ بینک مالی سال 25ء کے اختتام تک 5 سے 7 فیصد کے وسط مدتی ہدف کے حصول کی خاطر بلند مہنگائی کو مستقل ہونے سے روکنے اور مہنگائی کی توقعات کو منجمد رکھنے کے لیے فیصلے کرتا رہے گا۔ اس کا انحصار جغرافیائی سیاسی تناؤ، غیر متوقع موسمی حالات اور اجناس کی عالمی قیمتوں میں ناموافق حرکات سے پیدا ہونے والے منفی دھچکوں کی عدم موجودگی پر ہے۔ قریبی مدت میں تخفیفی زری پالیسی کے اثرات، ملکی رسد میں بہتری، اجناس کی عالمی قیمتوں میں نرمی اور بلند اساس کے اثر سے مالی سال 24ء میں اوسط مہنگائی 22.0 – 20.0 فیصد تک کم ہونے کی توقع ہے۔ ساتھ ہی بنیادی طور پر فصلوں کے بہتر منظرنامے کی وجہ سے معاشی سرگرمی میں معتدل بحالی کی توقع ہے۔ بلند تعدّد کے اظہاریوں کے اعداد و شمار سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جولائی 2023ء سے معاشی سرگرمیاں اپنی زیریں ترین سطح تک پہنچنا شروع ہو جائیں گی۔ عبوری تخمینوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 24ء کی پہلی سہ ماہی میں جی ڈی پی 2.13 فیصد بڑھی جبکہ مالی سال 23ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اس میں 0.96 فیصد نمو ہوئی تھی، جو مالی سال 24ء کے لیے اسٹیٹ بینک کی پورے سال کی 3.0–2.0 فیصد کی پیش گوئی کے مطابق ہے۔ دوسری جانب جولائی 2023ء میں آئی ایم ایف کے ساتھ 3.0 ارب ڈالر سے زائد کے اسٹینڈ بائی ارینجمنٹ کے بعد 1.2 ارب ڈالر کی آمد کے ساتھ جاری انتظامی مہم کے نتیجے میں شرح مبادلہ پر دباؤ کم ہوا ہے۔ عالمی اور ملکی نمو میں معمولی بہتری کے باعث برآمدی آمدنی میں متوقع اضافے سے بھی زرِمبادلہ کے ذخائر کو سہارا ملنے کی امید ہے۔ اسٹیٹ بینک کا تخمینہ ہے کہ مالی سال 24ء میں جاری کھاتے کا خسارہ جی ڈی پی کے 0.5 سے 1.5 فیصد تک گر جائے گا۔

تاہم عالمی اجناس کی قیمتوں کی راہ کے حوالے سے غیر یقینی صورتِ حال، زیادہ تر ترقی یافتہ معیشتوں میں ہدف سے زائد مہنگائی اور عالمی مالی حالات پر اس کے ممکنہ اثرات، اور دھچکوں کے لیے پاکستان کی حساسیت کے پیش نظر، اسٹیٹ بینک زری پالیسی فیصلوں میں ردّوبدل کرنے کے لیے اپنے اعدادوشمار پر منحصر نقطہ نظر کو برقرار رکھے گا تاکہ مہنگائی کے بدلتے ہوئے قریب مدتی منظرنامے کے مطابق عمل کیا جاسکے۔ چنانچہ چوتھے اسٹریٹجک پلان وژن 2028ء کے تحت اسٹیٹ بینک زری پالیسی کی ترسیل اور وسط مدتی مہنگائی کی پیش گوئیوں کی گہری تفہیم سمیت اپنی تجزیاتی اور پیش گوئی کی صلاحیتوں کو مزید مضبوط کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ پاکستان پہلے بھی مشکل حالات سے گذر چکا ہے اور ہم مہنگائی کو کم کرنے، مالی استحکام کو یقینی بنانے اور ملکی وسائل کے بھرپور استعمال اور ترقی کے لیے حکومت سے مل کر کام کرنے کو تیار ہیں۔

1 پاکستان کی معیشت اور مالی نظام کی کیفیت

مالی سال 2023ء معیشت کے لیے ایک اور دشوار سال تھا۔ مختلف دھچکوں کے ابھرنے کی وجہ سے دباؤ اور غیر یقینی صورتِ حال میں اقتصادی سرگرمیوں میں کمی کے سبب مہنگائی کئی دہائیوں کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی۔ اسی اثنا میں، بیرونی کھاتے کی کمزوریاں بڑھ گئیں جس کی وجہ سے زرمبادلہ کے ذخائر اور شرحِ مبادلہ دباؤ میں رہے۔ ان حرکیات کے باعث اسٹیٹ بینک کی جانب سے مختلف کُلّی محتاطیہ اقدامات پر عمل درآمد کے ساتھ ساتھ زری پالیسی میں سختی برقرار رکھنا ناگزیر ہوگیا، جس کا آغاز ستمبر 2021ء میں ہوا تھا۔ ملکی طلب کو کم کرنے اور درآمدات پر قابو پانے کے لیے یہ اقدامات کیے گئے، جبکہ مالی استحکام تخمینے سے کم رہا۔ ان دشواریوں کے باوجود ملک کا مالی شعبہ قرضوں اور مالی خدمات کی فراہمی میں ہموار طور پر اور بلا رکاوٹ کام کرتا رہا۔ اگرچہ مالی شعبے کے اثاثوں میں گذشتہ سال کے مقابلے میں تیزی سے اضافہ ہوا تاہم نامیہ لحاظ سے یہ جی ڈی پی کے فیصد کے طور پر گھٹ گئی۔

1.1 پاکستانی معیشت کی کیفیت

مالی سال 23ء کے دوران پاکستان کو انتہائی غیر یقینی کُلّی معاشی ماحول کا سامنا کرنا پڑا۔ مالی سال 20ء کے دوران فقید المثال وبائی مرض کے نتیجے میں عالمی سکڑاؤ کے باعث ملک کی حقیقی جی ڈی پی نمو مالی سال 52ء کے بعد پہلی بار منفی رہی۔ اوسط قومی صارف اشاریہ قیمت (این سی پی آئی) مہنگائی کئی دہائیوں کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی۔ جاری کھاتے کے خسارے میں کمی کے باوجود بیرونی کھاتے پر دباؤ برقرار رہا اور خاصے اتار چڑھاؤ کے سبب مقامی کرنسی کی قدر تیزی گھٹ گئی۔ اگرچہ یہ پیش رفت معیشت میں دیرینہ ساختی کمزوریوں کی عکاسی کرتی ہیں، تاہم عالمی اور ملکی دھچکوں نے ان نتائج کو مزید بڑھا دیا۔

مالی سال 22ء کی دوسری ششماہی سے یہ دھچکے معیشت کو متاثر کرنے لگے اور پورے مالی سال 23ء کے دوران برقرار رہے جس کا سبب سیاسی غیر یقینی صورتِ حال، آئی ایم ایف کی توسیعی فنڈ سہولت (ای ایف ایف) پروگرام کے نویں جائزے کی تکمیل میں تاخیر اور سخت عالمی مالی حالات تھے۔ خاص طور پر، تباہ کن سیلاب نے معیشت پر وسیع اثرات مرتب کیے، جن میں زندگیوں، معاش، فصلوں اور سڑکوں کے انفراسٹرکچر کا نقصان شامل تھا، جس نے رسدی زنجیر کے امور کو متاثر کیا۔ مزید برآں، مالی سال 23ء کی پہلی ششماہی تک عالمی اجناس کی مسلسل بلند قیمتوں، اور مالی سال 22ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران منصوبے سے زائد مالی توسیع اور اس کے بعد مالی سال 23ء میں بجٹ سے کم یکجائی کے منفی اثرات نے اہم کُلّی معاشی اشاریوں، بالخصوص مہنگائی اور بیرونی کھاتے کو بری طرح متاثر کیا۔

ان چیلنجوں کے رد عمل میں اسٹیٹ بینک نے مالی سال 23ء کے دوران پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر 825 بیسس پوائنٹس (بی پی ایس) اضافے کے ساتھ زری پالیسی کو سخت کرنے کا عمل جاری رکھا جس کا مقصد طلب کے دباؤ کو کم کرنا اور مہنگائی کی توقعات کو بے قابو ہونے سے روکنا ہے۔ قوزی مہنگائی میں مسلسل اضافے اور بیرونی کھاتے کے بڑھتے ہوئے دباؤ کی وجہ سے مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی میں معاشی حالات مزید دشوار ہونے کے ساتھ، اسٹیٹ بینک نے مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی کے دوران پالیسی ریٹ میں 600 بی پی ایس کا اضافہ کیا جبکہ پہلی ششماہی میں 225 بی پی ایس اضافہ کیا گیا تھا۔ اسٹیٹ بینک نے ملکی طلب پر قابو پانے اور درآمدات میں کمی کے لیے بھی مختلف اقدامات متعارف کرائے۔ اگرچہ ان سے درآمدی ان پٹ اور خام مال کی دستیابی کم ہوگئی، تاہم ایک ایسے وقت میں جب بیرونی رقوم کی آمد نہیں ہو رہی تھی، یہ اقدامات بیرونی کھاتوں کے دباؤ کو کم کرنے اور معاشی استحکام کو زیادہ دشوار چیلنجوں سے بچانے کے لیے ناگزیر تھے۔ علاوہ ازیں، جیسے جیسے سال آگے بڑھا حکومت نے مالی توازن کو بہتر بنانے کی کوشش کرتے ہوئے توانائی کے نرخوں میں اضافہ کیا اور ضوابطی ڈیوٹیاں اور اضافی ٹیکس عائد کیے۔

بین الاقوامی پیش رفت

مالی سال 23ء کے اختتام تک عالمی اجناس کی قیمتوں میں سال بسال بنیاد پر کمی واقع ہوئی۔ تاہم، بتدریج نرمی کے باوجود، اجناس کی قیمتیں سال کے آغاز

شکل 1.1 الف: عالمی اجناس کے قیمت کے اشاریے میں رجحانات

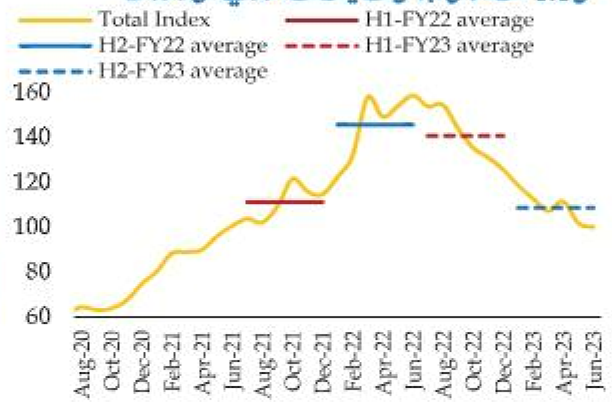

شکل 1.1 ب: عالمی اجناس کے قیمت کے اشاریے۔ سال بسال

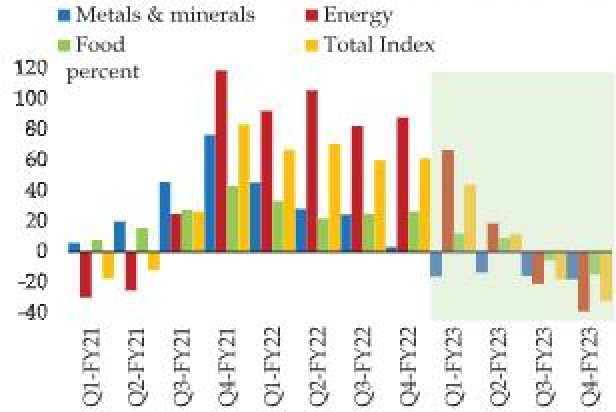

Source: World Bank

خاص طور پر پہلی ششماہی کے دوران، بلند رہیں۔ پہلی سہ ماہی کے اختتام تک، عالمی اجناس کی قیمتوں کا اشاریہ 40 فیصد سال بسال زائد تھا، خاص طور پر خوراک اور توانائی کی قیمتیں، جن سے روس-یوکرین تنازعے کے حوالے سے بڑھتی ہوئی غیر یقینی صورتِ حال، توانائی کی پست رسد کے بارے میں خدشات، اور خوراک اور کھاد کی قیمتوں پر مہنگی توانائی کے اثرات کی عکاسی ہوتی ہے (**شکل 1.1 الف** اور **ب**)۔ اس کے ساتھ ساتھ دیگر کرنسیوں کے مقابلے میں ڈالر کی قدر میں اضافے اور افرادی قوت کی منڈی کے سخت حالات کے نتیجے میں قوزی مہنگائی بڑھ گئی، جس نے بہت سی ترقی یافتہ اور ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں میں کئی دہائیوں کی بلند ترین مہنگائی پیدا کرنے میں کردار ادا کیا۔

بلند مہنگائی اور جغرافیائی و اقتصادی غیر یقینی صورتِ حال کے پیشِ نظر، عالمی مرکزی بینکوں نے ہم آہنگی کے ساتھ کام کیا اور جارحانہ طور پر اپنی زری پالیسیوں کو سخت بنایا۔ مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی کے دوران اجناس کی قیمتوں میں کمی کی وجہ سے سال کے اختتام تک عمومی مہنگائی اپنی بلند ترین سطح سے نیچے آگئی۔ تاہم عمومی گرانی کے مقابلے میں قوزی مہنگائی بدستور مستحکم رہی۔ ان عوامل کے امتزاج کے ساتھ ساتھ امریکہ اور چین کے مابین تجارتی تناؤ نے عالمی اقتصادی سرگرمیوں اور صارفین کی طلب کو سست کر دیا، جن میں وہ ممالک بھی شامل ہیں جو پاکستان کے اہم برآمدی مقامات ہیں۔

حقیقی شعبہ

عالمی منڈیوں اور معیشتوں میں ہونے والی تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ ملکی غیر یقینی صورتِ حال اور دھچکوں نے پاکستان میں اقتصادی سرگرمیوں پر کثیر جہتی اثرات مرتب کیے۔ اوّل، پست بیرونی طلب نے ملکی پیداوار کم کرنے میں کردار ادا کیا۔ دوم، سال کی پہلی ششماہی کے دوران عالمی سطح پر اجناس کی بلند قیمتوں کے ساتھ ساتھ دوسری ششماہی میں روپے کی قدر میں کمی اور توانائی کے مقامی نرخوں میں اضافے سے پیداواری لاگت بڑھ گئی۔ سوم، اسٹیٹ بینک اور حکومت کی جانب سے کیے گئے مختلف اقدامات کے باعث درآمدات میں کمی آئی، حکومت کی اضافی مالیاتی کوششوں سے بھی یہ رجحان مستحکم ہو گیا۔ مالی سال 23ء کے دوران پالیسی ریٹ میں اضافے اور مالی سال 22ء میں مجموعی طور پر 675 بی پی ایس اضافے کے تخفیفی اثرات کو ان اقدامات سے تقویت ملی (**شکل 1.2**)۔ چہارم، سال کے آغاز سے ہی پست بیرونی طلب اور آئی ایم ایف کی جانب سے ای ایف ایف کے نویں جائزے کی تکمیل سے متعلق غیر یقینی صورتِ حال کے پس منظر میں زرِ مبادلہ کی رکاوٹوں اور سیلاب کے باعث پیدا ہونے والی رسد کی قلت نے سال کے آغاز ہی سے ملکی پیداوار کو متاثر کیا۔

مالی سال 23ء کے دوران موسم کی شدت کی وجہ سے شعبۂ زراعت میں فصلوں کی پیداوار ایک فیصد گھٹ گئی جبکہ گذشتہ سال اس میں 8.2 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ خشک سالی جیسے حالات کی وجہ سے موسم خریف کے آغاز میں کپاس کی بوائی پہلے ہی ہدف سے کم ہوئی تھی۔ بعد ازاں شدید مون سون اور اس کے

شکل 1.2: کلیدی ضوابطی اور مالیاتی اقدامات

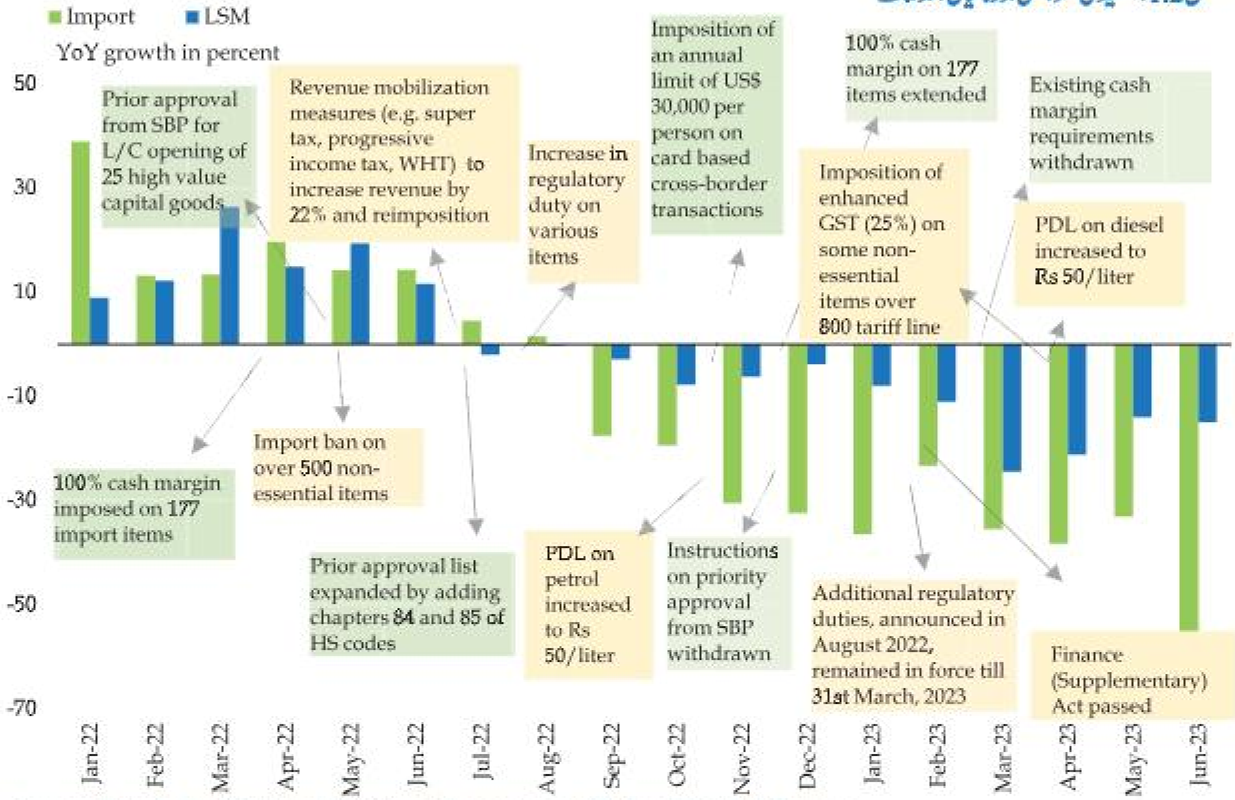

Sources: State Bank of Pakistan, Ministry of Commerce and Federal Board of Revenue

نتیجے میں آنے والے سیلاب نے کپاس اور چاول کی فصلوں کو کافی نقصان پہنچایا۔ تاہم، گندم کی زبردست فصل اور گنے کی بلند پیداوار سے نقصانات کی جزوی طور پر تلافی ہوئی کیونکہ سیلاب کے بعد پانی کی بہتر دستیابی نے ان کی یافتوں کو بڑھانے میں مدد دی۔ زرعی خام مال کے تناظر میں، زرعی قرضوں میں خاصے اضافے کے باوجود، بالخصوص مہنگی کھاد کی وجہ سے بلند پیداواری لاگت نے فصل کی پیداوار کو بھی متاثر کیا۔ حالانکہ لائیو سٹاک میں جانور شماری کی درمیانی مدت میں اضافے کے تخمینے کے باعث زراعت کے شعبے میں 1.6 فیصد نمو ہوئی، اگرچہ یہ مالی سال 22ء کے دوران ہونے والی 4.3 فیصد نمو کے مقابلے میں بہت کم تھی۔

سخت عالمی معاشی حالات کے سبب تخفیفی مالیاتی اور زری اقدامات کے ساتھ سیلاب کی وجہ سے بڑے پیمانے کی اشیا سازی (ایل ایس ایم) میں بھی تقریباً 10 فیصد کی وسیع البنیاد کمی واقع ہوئی۔ اگرچہ پیداوار میں پورے سال ہی کمی رہی، تاہم مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی میں یہ کمی زیادہ واضح تھی۔ 22 میں سے 18 شعبوں کی پیداوار میں کمی ہوئی جن میں ٹیکسٹائل، خوراک، دواسازی، پٹرولیم ریفائننگ، گاڑیوں اور غیر دھاتی معدنیات جیسے کئی اہم شعبوں کی پیداوار مالی سال 16ء کے بعد سے اپنی کم ترین سطح پر آگئی۔ خاص طور پر ٹیکسٹائل کا شعبہ سیلاب اور پست بیرونی طلب کے باعث کپاس کی فصل کو پہنچنے والے نقصانات سے متاثر ہوا۔ ملبوسات کے سوا، ٹیکسٹائل کے تقریباً تمام ذیلی شعبوں میں برآمدات کے حجم میں کمی سے اس کا پتا چلتا ہے۔ مزید برآں، متعدد ٹیکسٹائل اور گاڑیوں کی فرمز نے وقتاً فوقتاً اپنی پیداوار روک دیں کیونکہ سیاسی غیر یقینی صورتِ حال اور دشوار معاشی حالات نے کاروبار اور صارفین کے احساسات کو شدید متاثر کیا۔

اجناس پیدا کرنے والے شعبوں میں سکڑاؤ اور خدمات کے شعبے، خاص طور پر تھوک اور خردہ تجارت اور مالیات وبیمہ پر اس کے اثرات کے نتیجے میں حقیقی جی

ڈی پی کی شرح نمو گذشتہ دو برسوں کے تقریباً 6 فیصد سے گھٹ کر 0.2 فیصد رہ گئی۔ اخراجات کے لحاظ سے، کھپت کا حصہ جی ڈی پی کا تقریباً 94 فیصد رہا جبکہ پی ایس ڈی پی کے لیے محدود مالیاتی گنجائش کے سبب سرمایہ کاری متزلزل رہی۔ سرمایہ کاری میں کمی معیشت کی پیداواری صلاحیت اور مستقبل کی اقتصادی نمو، بیرونی کھاتے اور مہنگائی پر اس کے منفی اثرات کے پیشِ نظر پریشان کن ہے **(شکل 1.3)**۔

شکل 1.3: مجموعی خام سرمائے کی تشکیل

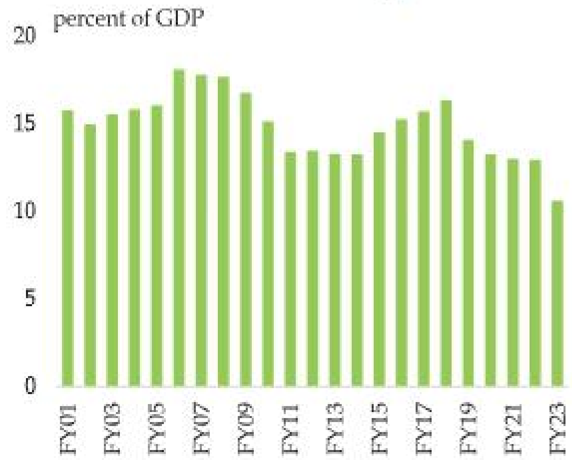

Source: Pakistan Bureau of Statistics

بیرونی شعبہ

سست شرح نمو کا باعث بننے والے عوامل جاری کھاتے کے خسارے میں 86 فیصد کی بڑی کمی کا سبب بنے کیونکہ پالیسی پر مبنی درآمدات میں بھاری کمی نے کارکنوں کی ترسیلات زر اور برآمدات میں کمی کا اثر زائل کردیا۔ مالی سال 23ء میں کارکنوں کی ترسیلات زر میں 13.6 فیصد کمی واقع ہوئی جو چھ برسوں میں درج کی گئی پہلی کمی تھی۔ امریکہ کے سوا، تمام اہم راہداریوں سے ترسیلات زر میں وسیع البنیاد کمی ہوئی نیز مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی کے دوران ترسیلات زر میں کمی کی رفتار مزید بڑھ گئی۔ اگرچہ اس کی وجہ اقتصادی سرگرمیوں میں سست روی اور عالمی معیشتوں میں ضروریاتِ زندگی کی بڑھتی ہوئی لاگت ہے، تاہم یہ مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی کے دوران خام تیل کی قیمتوں میں کمی کی بھی عکاسی کرتی ہے جس نے تیل برآمد کرنے والے ممالک میں اقتصادی سرگرمیوں کو متاثر کیا۔ بالخصوص مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی میں بڑھتی ہوئی ملکی غیر یقینی صورتِ حال، شرحِ مبادلہ کے اتار چڑھاؤ میں اضافہ اور بلند کرب پریمیم نے بھی باضابطہ چینلز کے ذریعے ترسیلات زر کے بہاؤ کو کم کرنے میں کردار ادا کیا **(شکل 1.4)**۔

شکل 1.4: ترسیلاتِ زر اور کرب مارکیٹ کے پریمیم میں نمو

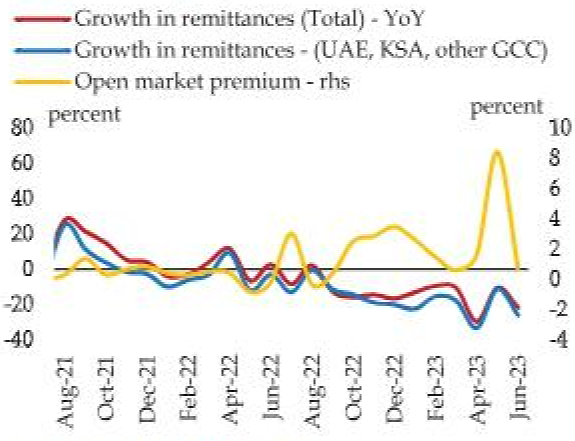

Source: State Bank of Pakistan

عالمی طلب میں سست روی کی وجہ سے مالی سال 23ء کے دوران ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں کی برآمدات میں کمی واقع ہوئی۔ تاہم، پاکستان کی برآمدات ملکی اور بیرونی دھچکوں کی وجہ سے ہمسر معیشتوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ متاثر ہوئیں جس کا سبب ساختی کمزوری تھی **(شکل 1.5)**۔ مالی سال 23ء میں ملکی برآمدات میں 14 فیصد کمی ریکارڈ کی گئی، جبکہ سیلاب کے بعد کپاس، چاول اور پھلوں جیسی برآمدی فصلوں کو نقصان پہنچنے کے باعث مالی سال 23ء کی دوسری سہ ماہی سے یہ کمی نمایاں طور پر نظر آئی۔ برآمدات میں کمی ٹیکسٹائل اور نان ٹیکسٹائل زمروں میں یکساں طور پر وسیع البنیاد تھی جس کی وجہ برآمدی قیمتوں اور حجم دونوں میں کمی تھی۔ روایتی برآمدی منڈیوں میں سست روی کی وجہ سے ملبوسات کی برآمدات کے حجم میں نمایاں اضافے کے باوجود ٹیکسٹائل کی برآمدات میں تقریباً 15 فیصد کمی واقع ہوئی۔ چینی مال کی ترسیل میں کووڈ کی وجہ سے پیدا ہونے والی رکاوٹوں کے باعث یورپی یونین اور امریکہ کے خریدار برآمدی آرڈرز کے لیے متبادل رسد کاروں کی طرف متوجہ ہوئے جس سے ملبوسات کی برآمدات کو فائدہ ہوا۔ نان ٹیکسٹائل اشیا کے زمرے میں کل 1.2 ارب ڈالر کی کمی میں چاول اور پھلوں کی برآمدات کا حصہ تقریباً 45 فیصد

رہا۔ بلند قیمتوں کے باوجود غیر باسمتی چاول، جو چاول کی برآمدات میں کثیر حصے کا حامل ہے، کی برآمد مالی سال 23ء کے دوران تقریباً 18 فیصد کم ہوئی۔[1]

شکل 1.5: منتخب معیشتوں کی برآمدی نمو

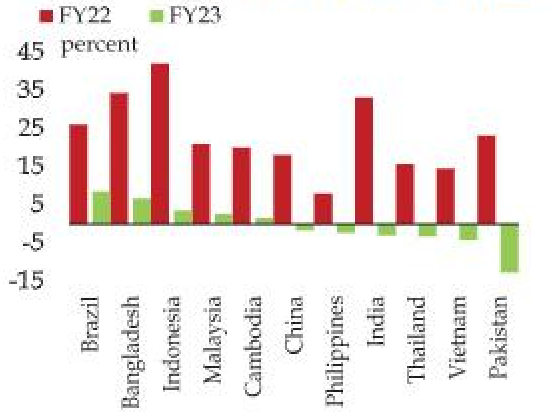

Source: Haver

اس کے مقابلے میں مالی سال 23ء کے دوران درآمدات میں تقریباً 27 فیصد کمی آئی، جہاں توانائی کی مصنوعات کے مقابلے میں غیر توانائی درآمدات میں کمی زیادہ تھی۔ ملکی طلب اور اقتصادی سرگرمیوں میں کمی کی وجہ سے مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی کے دوران درآمدات میں کمی زیادہ نمایاں تھی۔ درآمدات میں کمی سے عالمی سطح پر اجناس کی گرتی ہوئی قیمتوں اور ایسے وقت میں جب روپے کی قدر میں تیزی سے کمی نے درآمدات کو ماند کرنا شروع کر دیا تھا جس سے اسٹیٹ بینک اور حکومت کی جانب سے کیے گئے مختلف پالیسی اقدامات کے اثرات کی عکاسی ہوتی ہے۔ مالی سال 23ء میں توانائی کی درآمدات میں صرف 27 فیصد کمی واقع ہوئی کیونکہ پہلی ششماہی میں تیل کی عالمی قیمتیں بلند رہیں جبکہ سال کے دوران غیر توانائی درآمدات میں تقریباً 33 فیصد کمی آئی۔ زراعت اور کیمیائی اشیا، مشینری کے شعبے، خاص طور پر موبائل فونز اور بجلی پیدا کرنے والی مشینری، نقل و حمل اور دھات کی درآمدات سب میں نمایاں کمی دیکھی گئی۔

شکل 1.6: پاکستان کا ادائیگیوں کا توازن

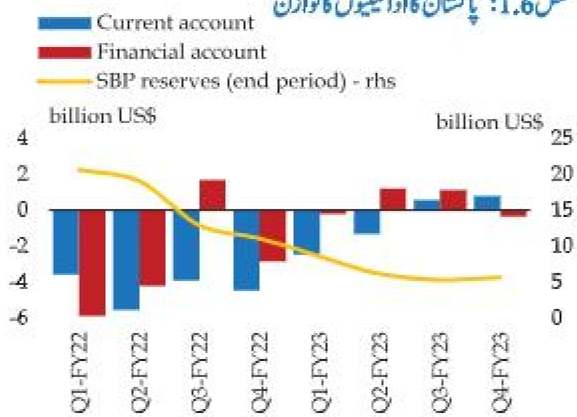

Source: State Bank of Pakistan

تاہم جاری کھاتے کے خسارے میں تیزی سے کمی کے باوجود مالی سال 23ء کے دوران رقوم کی آمد میں کمی کی وجہ سے ملک کا بیرونی کھاتہ دباؤ کا شکار رہا۔ مالی سال 23ء کے دوران مالی کھاتے سے 1.8 ارب ڈالر کا خالص اخراج ہوا جبکہ مالی سال 22ء کے دوران 11.3 ارب ڈالر کی خالص آمد ہوئی تھی۔ جیسے جیسے سال آگے بڑھا غیر ملکی سرمایہ کاری اور سرکاری اور نجی غیر ملکی قرضوں سمیت مجموعی آنے والا بہاؤ کمزور ہوتا گیا (**شکل 1.6**)۔ کثیر فریقی اور دوطرفہ قرض دہندگان نے آئی ایم ایف کے ای ایف ایف پروگرام کی تکمیل کے بارے میں غیر یقینی صورتِ حال کی وجہ سے اپنی فنانسنگ روک دی تھی۔ سخت عالمی مالی حالات کی وجہ سے اس وقت اس کے اثرات بدتر ہوگئے جب پاکستان کا کنٹری رسک پریمیم اور کریڈٹ ریٹنگ ابتر ہونے لگی، جس کی وجہ سے کمرشل ذرائع سے قرض لینا مشکل ہوگیا۔ گذشتہ سال کے مقابلے میں قرضوں کی بلند ادائیگی، جس میں طویل مدتی کثیر فریقی قرضے، دسمبر 2022ء میں عرصیت پوری کرنے والے یورو بانڈ، اور تجارتی قرضے شامل تھے، سے اس دباؤ میں اضافہ ہوگیا۔ اس کے نتیجے میں مالی سال 23ء کے اختتام تک اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے سیال ذخائر 5.3 ارب ڈالر کی کمی سے 4.5 ارب ڈالر رہ گئے۔ ان حالات کے ساتھ ساتھ دیگر کرنسیوں کے مقابلے میں ڈالر کی مجموعی قدر میں اضافے کے نتیجے میں مالی سال 23ء کے دوران ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر 28.4 فیصد گھٹ گئی، جب مالی سال

1 عمومی تجارتی اعداد و شمار اسٹیٹ بینک کے توازنِ ادائیگی (ادائیگیوں) کے اعداد و شمار پر مبنی ہیں۔ تاہم بلحاظ اشیا برآمدات اور درآمدات پر بحث پاکستان دفتر شماریات کی جانب سے فراہم کردہ مالیت اور حجم کے کسٹم ڈیٹا پر مبنی ہے۔

23ء کی دوسری ششماہی میں بڑھتی ہوئی معاشی اور سیاسی غیر یقینی صورتِ حال کے سبب اتار چڑھاؤ میں اضافہ دیکھا گیا (**شکل 1.7 الف** اور **1.7 ب**)۔

مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ

مالی سال 23ء کے دوران مالیاتی اور بنیادی توازن میں معمولی بہتری آئی جو حکومت کے مالی استحکام کے منصوبے کا حصہ تھی۔ تاہم، یہ بہتری میزانیہ اہداف سے بہت کم تھی۔ مالی سال 23ء کے دوران مالیاتی خسارہ گھٹ کر جی ڈی پی کا 7.8 فیصد رہ گیا جبکہ مالی سال 22ء میں یہ 7.9 فیصد تھا، تاہم یہ 4.9 فیصد کے ہدف سے بہت زیادہ تھا۔ اسی طرح بنیادی توازن مالی سال 22ء کے 3.1 فیصد خسارے سے بہتر ہو کر 0.8 فیصد تک پہنچ گیا، تاہم بجٹ سے زیادہ سبسڈی، سیلاب سے متعلق غیر متوقع امدادی اخراجات اور تخمینے سے کم محصولات کی وجہ سے یہ 0.2 فیصد کے بجٹ فاضل سے کم رہا۔ دوسری جانب روزافزوں قرضے کے اسٹاک اور شرح سود کے پس منظر میں سودی ادائیگیوں میں اضافے کے بعد محصولات کا توازن بگڑ گیا۔

اگرچہ مالی سال 23ء کے دوران سودی اور غیر سودی اخراجات میزانیہ اہداف سے تجاوز کر گئے، تاہم مالیاتی خسارے میں توقع سے کم کمی کی بڑی وجہ سودی ادائیگیوں میں 83 فیصد اضافہ تھا بالخصوص ملکی قرضوں پر۔ اس سے حکومت کی مستقل طور پر وسیع مالی ضروریات اور بڑھتی ہوئی شرح سود کے ماحول میں مالیاتی خسارے کو پورا کرنے کے لیے ملکی وسائل پر بڑھتے ہوئے انحصار کی عکاسی ہوتی ہے۔ مزید برآں، کرنسی کی قدر میں کمی اور گذشتہ سال قرضہ واپسی کی معطلی کے اقدام (ڈی ایس ایس آئی) کی میعاد ختم ہونے سے بھی سودی ادائیگیاں بڑھ گئیں جو مالی سال 23ء میں وفاقی ٹیکس محصولات کے تقریباً 81 فیصد کے مساوی تھیں جبکہ گذشتہ برس یہ 52 فیصد کے برابر تھیں۔

وفاقی غیر سودی اخراجاتِ جاریہ میں تقریباً 4.4 فیصد کمی ہوئی، تاہم یہ میزانیہ ہدف سے کم تھی۔ اس بہتری کی وجہ زرِ اعانت میں 29 فیصد کمی اور گرانٹس میں 14 فیصد کمی تھی، حالانکہ سیلاب کے اثرات میں کمی کے لیے سماجی تحفظ پر بجٹ سے زیادہ اخراجات کیے گئے تھے۔ تاہم زرِ اعانت پر حقیقی اخراجات اب بھی میزانیہ اختصاص کے مقابلے میں 63 فیصد زیادہ تھے، اضافی زرِ اعانت میں تقریباً 48 فیصد حصہ بجلی کے شعبے کا تھا، جس میں بجلی کی پیداوار اور تقسیم کار کمپنیوں کو ٹیرف میں فرق کی ادائیگیاں بھی شامل تھیں۔ دوسری جانب گذشتہ کئی برسوں کی مسلسل کمی کے بعد مالی سال 23ء میں وفاقی ترقیاتی اخراجات میں معمولی اضافہ (جی ڈی پی کے فیصد کے طور پر) دیکھا گیا۔

جہاں تک محاصل کا تعلق ہے، ایف بی آر کے محصولات کی نمو گذشتہ سال کے 30 فیصد کے مقابلے میں کم ہو کر 16.6 فیصد رہ گئی۔ اگرچہ ایف بی آر کے محصولات نے نظر ثانی شدہ ہدف کو تقریباً پورا کر لیا تاہم متعدد عوامل نے ایف بی آر ٹیکسوں کی سست نمو میں کردار ادا کیا۔ ان میں یہ عوامل شامل ہیں: درآمدات

شکل 1.7 الف: کرنسی میں اتار چڑھاؤ – روپے میں ماہ بہ ماہ تبدیلیاں

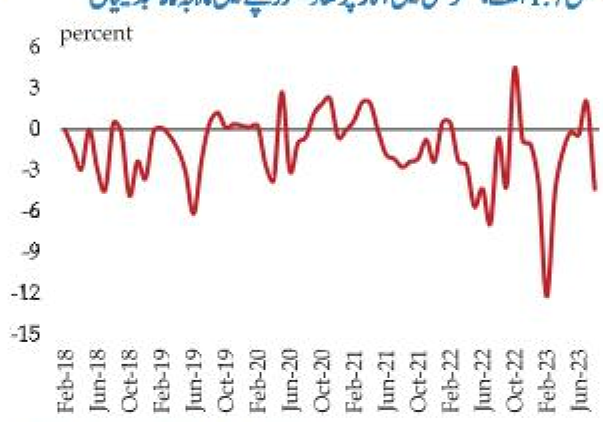

Source: State Bank of Pakistan

شکل 1.7 ب: گذشتہ برسوں کے دوران کرنسی میں اتار چڑھاؤ

جدول 1.1: نئے اقدامات کے بغیر محاصل میں حقیقی اور ممکنہ نمو- مالی سال 23ء

اساس	(اے) اساسی نمو^الف^ (فیصد)	(بی) لچک کا پیمانہ^ب^	ٹیکس کی مد*	ممکنہ لچک کی بنا پر نمو (نئے اقدامات کے بغیر) (اے*بی)^ج^ (فیصد)	ایف بی آر ٹیکس میں حقیقی نمو (فیصد)
نامیہ جی ڈی پی	26.2	1.16	بلاواسطہ ٹیکس (م)	30.4	49.3
درآمدات (روپے کے لحاظ سے)	-5.35	1.11	بلاواسطہ ٹیکس (د)	-5.9	0.8
نامیہ بڑے پیمانے کی اشیا سازی	21.2	1.12	سیلز ٹیکس (م)	23.7	23.0
درآمدات (روپے کے لحاظ سے)	-5.35	1.1	سیلز ٹیکس (د)	-5.9	-7.0
درآمدات (روپے کے لحاظ سے)	-5.35	1.1	کسٹم ڈیوٹی	-5.9	-7.5
نامیہ بڑے پیمانے کی اشیا سازی	21.2	0.9	ایف ای ڈی (م)	19.1	19.4
درآمدات (روپے کے لحاظ سے)	-5.35	0.74	ایف ای ڈی (د)	-4.0	-38.5

*(م) ملکی؛ (د) درآمدات

ماخذ: الف پاکستان اقتصادی سروے مالی سال 23ء؛ ب ایف بی آر کی مبنی بر ثبوت پیش گوئی مالی سال 23-2022ء (جدول-9)؛ ج لچک کی بنا پر نمو کے لیے ایف بی آر کے فارمولے پر مبنی

میں تخفیف؛ ملکی طلب میں نمایاں اعتدال؛ تباہ کن سیلاب؛ ڈیزل اور پٹرول پر صفر جی ایس ٹی؛ اور ڈیوٹیوں پر ایڈہاک چھوٹ، جیسے سیلاب کے تناظر میں امدادی سامان کی درآمد اور فراہمی پر چھوٹ۔ ماسوا بلاواسطہ ٹیکس کے، جو مالی سال 23ء کے مجموعی ٹیکس اضافے میں ہونے والے تقریباً تمام اضافے کا سبب تھے، زیادہ تر ٹیکسوں میں توقع سے پست کارکردگی دکھائی دی جو عام طور پر ٹیکس اساس میں نمو سے پیدا ہوتی ہے (**جدول 1.1**)۔ اس کے نتیجے میں ایف بی آر کا ٹیکس اور جی ڈی پی کا باہمی تناسب مالی سال 22ء کے 9.2 فیصد سے کم ہو کر 8.5 فیصد رہ گیا۔

بلند مہنگائی، شرحِ مبادلہ میں کمی اور فنانس ایکٹ 2022ء اور فنانس (ضمنی) ایکٹ 2023ء، جس میں تنخواہوں پر انکم ٹیکس کی شرح میں اضافہ بھی شامل تھا، میں ٹیکس کی شرحوں میں اضافے؛ بینکوں اور دیگر شعبوں پر سپر ٹیکس میں اضافے؛ اور جی ایس ٹی کو 17 فیصد سے بڑھا کر 18 فیصد کرنے کے باوجود یہ ناقص کارکردگی دکھائی دی۔ دوسری طرف، بلاواسطہ ٹیکسوں میں نمو ان ٹیکسوں کے بالواسطہ وصولی کے طریقوں، یعنی ود ہولڈنگ ٹیکس اور ایڈوانس ٹیکس، میں نمو کی وجہ سے ہوئی۔ ایک ایسی معیشت میں، جس میں ٹیکس اساس محدود ہے اور بے ضابطگی کی سطح بلند ہے، بلاواسطہ ٹیکسوں کی بالواسطہ وصولی مہنگائی کو بڑھاتی ہے، کیونکہ ٹیکسوں کی لاگت اشیا اور خدمات کی حتمی قیمت تک منتقل ہو جاتی ہے۔ ٹیکس محصولات کے مقابلے میں وفاقی نان ٹیکس محاصل میں تقریباً 43 فیصد اضافہ ہوا جس کی بنیادی وجہ مالی سال 23ء میں پیٹرولیم ڈیولپمنٹ لیوی (پی ڈی ایل) کی وصولیوں میں چار گنا سے زائد اضافہ ہے۔ اس کے باوجود مالی سال 23ء میں پی ڈی ایل کی وصولیاں میزانیہ رقم سے 32 فیصد کم تھیں کیونکہ دورانِ سال پی ڈی ایل کی اوسط شرح 50 روپے فی لٹر کی مکمل شرح سے بہت کم رہی، خاص طور پر ہائی اسپیڈ ڈیزل پر۔

محصولات کی ہدف سے کم وصولی اور کمزور بیرونی مالکاری کے پیشِ نظر حکومت نے خسارے کی مالکاری کے لیے زیادہ تر ملکی ذرائع پر انحصار کیا، جو مالی سال 23ء میں سرکاری قرضوں میں اضافے کا تقریباً 57 فیصد رہا۔ اگرچہ ملکی غیر فنڈڈ قرضوں میں کمی واقع ہوئی ہے لیکن رواں شرح پی آئی بیز اور ٹی بلز کے ذریعے حاصل کیے گئے قرضوں میں نمایاں اضافہ ہوا جس سے ملکی قرضوں میں تقریباً 90 فیصد اضافہ ہو گیا۔ اوّل الذکر پر بڑھتے ہوئے انحصار سے حکومت کو شرح سود کے خطرے میں اضافے کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جبکہ مؤخر الذکر کی وجہ سے اجرائے ثانی اور شرح سود کے خطرات دونوں میں اضافہ ہوا ہے۔ مثبت بات یہ ہے کہ ماضی کے برعکس ملکی قرضوں میں بیشتر اضافہ نان بینک ذرائع سے ہوا ہے۔ ملکی قرضوں کی مارکیٹ کو فروغ دینے اور مضبوط بنانے کے لیے اس رجحان کو جاری رکھنے کی ضرورت ہے، جس سے آگے چل کر حکومت کے قرضوں کی لاگت پر مثبت اثر پڑے گا۔ دوسری جانب شرحِ مبادلہ کی فرسودگی کی وجہ سے سرکاری بیرونی قرضوں میں اضافہ ہوا جبکہ طے شدہ ادائیگیوں کی وجہ سے اس کے اسٹاک میں کمی آئی۔

زر اور قرض کی پیش رفتیں

بڑے مالیاتی خسارے کی مالکاری کے لیے کمرشل بینکوں سے حکومتی قرضوں میں اضافے کی وجہ سے مالی سال 23ء کے دوران بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں (این ڈی اے) میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ اس کے علاوہ سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں (پی ایس ایز) خاص طور پر پاور سیکٹر کے پی ایس ایز کی جانب سے لیے گئے قرضوں نے بھی خالص ملکی اثاثوں کی بلند نمو میں اہم کردار ادا کیا، جیسا کہ گندم کی امدادی قیمت میں اضافے کی وجہ سے اجناس کے آپریشنز کے تحت بلند مالکاری نے کیا۔ ان پیش رفتوں نے نجی شعبے کے قرضوں میں تخفیف کی تلافی کر دی۔ تخفیفی پالیسیوں کی وجہ سے اقتصادی سرگرمیوں میں سست روی اور انتہائی غیر یقینی معاشی ماحول کے سبب سیلاب کے اثرات کے نتیجے میں نجی شعبے کے قرضوں کے بہاؤ میں تیزی سے کمی واقع ہوئی۔ گذشتہ برس تقریباً 1215 ارب روپے کے قرضے کے مقابلے میں مالی سال 23ء کے دوران نجی شعبے کے کاروباری اداروں کے قرضے میں صرف 31 ارب روپے کا خالص اضافہ ہوا۔ مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی کے دوران اسٹیٹ بینک کی رعایتی مالکاری اسکیموں کے تحت ادائیگی کی رفتار کم ہونے کی وجہ سے جاری سرمائے کے قرضوں میں خالص واپسی دیکھی گئی جبکہ معین سرمایہ کاری قرضوں کی وصولی سست روی کا شکار رہی (**شکل 1.8**)۔ مزید برآں، صارفین کی مالکاری میں خالص واپسی دیکھی گئی جس کی بڑی وجہ بڑھتی ہوئی شرح سود کے سبب گاڑیوں کی طلب اور ان کی مالکاری میں کمی ہے۔ بینکوں کو موصول ہونے والی قرضے کی درخواستوں کی مجموعی تعداد سے بھی قرضے کی پست طلب واضح تھی، جو مالی سال 23ء کے دوران 5.1 فیصد گھٹ گئیں۔

خالص ملکی اثاثوں کے برعکس، آئی ایم ایف پروگرام کے نویں جائزے میں تاخیر اور اس کے نتیجے میں دیگر کثیر فریقی اداروں کے بہاؤ پر پڑنے والے اثرات کے سبب بیرونِ ملک سے آنے والی رقوم میں کمی کی وجہ سے خالص بیرونی اثاثے (این ایف اے) سکڑ گئے۔ تاہم، خالص ملکی اثاثوں میں تقریباً 21 فیصد اضافے نے خالص ملکی اثاثوں میں کمی کی تلافی کر دی، جس کی وجہ سے زرِ وسیع (ایم 2) میں تقریباً 14 فیصد نمو ہوئی۔

جہاں تک واجبات کا تعلق ہے، مالی سال 23ء کے دوران زیر گردش کرنسی (سی آئی سی) میں نمو دوگنا سے بڑھ کر تقریباً 21 فیصد ہو گئی، البتہ مالی سال 23ء کی چوتھی سہ ماہی، جس میں رمضان کا مہینہ اور دو عیدیں منائی گئیں، میں نقد کی ضروریات کی وجہ سے زیر گردش کرنسی میں تقریباً 56 فیصد اضافہ ہوا۔ اس کے برعکس بلند شرح سود کے باوجود مالی سال 23ء میں ملکی اقتصادی سرگرمیوں میں سست روی، بڑھتی ہوئی مہنگائی، ملکی غیر یقینی صورتِ حال اور کارکنوں کی ترسیلات زر میں کمی کی وجہ سے ڈپازٹس کی نمو پست رہی۔ زیرِ گردش کرنسی میں اضافے کے ساتھ ساتھ ضخیم حکومتی قرضے اور ایک ٹریلین روپے سے زائد مالیت کے بیرونی قرضوں کی خالص واپسی نے بازارِ زر میں سیالیت کے دباؤ کو بڑھا دیا، جس کی وجہ سے مالی سال 23ء کے دوران اسٹیٹ بینک کی جانب سے طویل مدتی بازارِ زر کے سودوں کی تعداد اور حجم میں مناسب اضافہ ناگزیر ہو گیا۔

شکل 1.8: نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضے کی خالص تقسیم

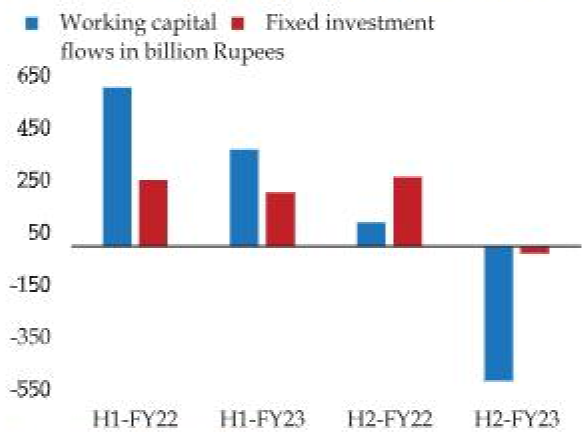

Source: State Bank of Pakistan

مہنگائی

مالی سال 23ء کے دوران قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کئی دہائیوں کی بلند ترین سطح 29.2 فیصد تک پہنچ گئی، حالانکہ زری پالیسی کی سختی اور طلب میں کمی کے دیگر اقدامات کے نتیجے میں ملکی طلب میں کمی واقع ہوئی تھی۔ توانائی کی قیمتوں میں متعدد ردوبدل، بالواسطہ ٹیکسوں میں اضافے اور بلاواسطہ ٹیکس وصولی کے بالواسطہ طریقے، بلند پی ڈی ایل، شرح مبادلہ میں کمی اور رسدی رکاوٹوں نے دورانِ سال مہنگائی کے دباؤ کو بڑھا دیا۔ سیلاب کی وجہ سے ملکی خوراک کی قلت

شکل 1.9 الف: شہری مہنگائی میں رجحان

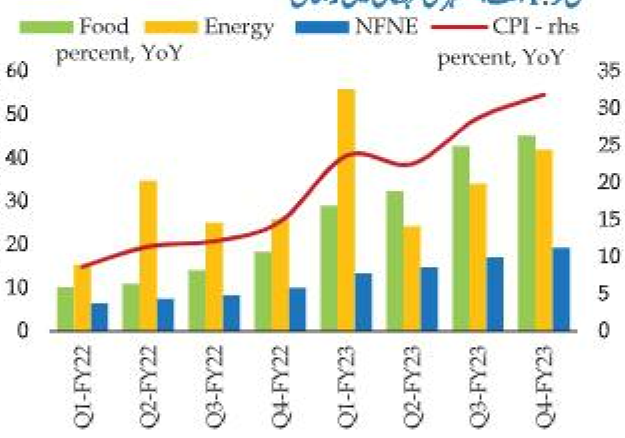

Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل19ب: دیہی مہنگائی میں رجحان

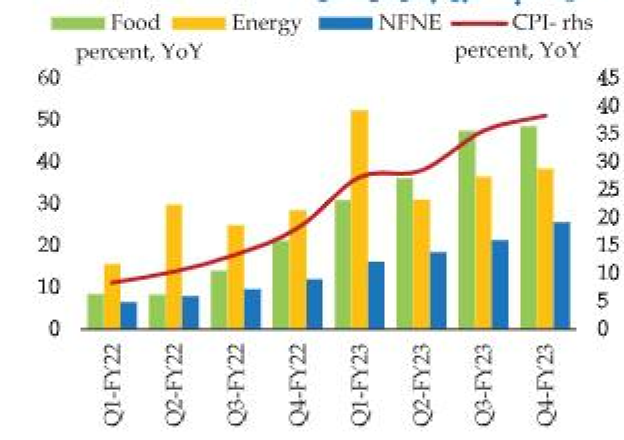

Source: Pakistan Bureau of Statistics

اور پہلی ششماہی کے دوران اجناس کی بلند عالمی قیمتوں نے بھی بلند قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی میں کردار ادا کیا۔ عالمی رجحانات کے برعکس جہاں سال گزرنے کے ساتھ مہنگائی میں کمی آنا شروع ہوئی، پاکستان میں مہنگائی کا دباؤ مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی میں مزید بڑھ گیا جو اس مدت کے دوران دھچکوں کی بلند شدت کا عکاس ہے (**شکل 1.9 الف** اور **1.9 ب**)۔ مہنگائی میں اضافہ وسیع البنیاد تھا، تاہم غذائی مہنگائی کا حصہ سب سے زیادہ تھا، اس کے بعد قوزی مہنگائی اور توانائی کا نمبر تھا۔

غذائی مہنگائی میں، جس کی شرح 39 فیصد تک پہنچ گئی، غیر تلف پذیر اشیا سب سے بڑی عامل تھیں، جن میں دودھ اور دودھ کی مصنوعات، گندم، خوردنی تیل اور نباتی گھی کی قیمتوں میں خطیر اضافہ ہوا۔ شہری اور دیہی علاقوں میں تیار خوراک کی قیمتیں بھی دوگنا اضافے سے مالی سال 23ء میں بالترتیب 37.0 فیصد اور 33.6 فیصد تک بڑھ گئیں۔ اگرچہ سیلاب کے باعث رسد میں کمی اور روپے کے لحاظ سے درآمدی اشیا کی قیمتوں میں اضافہ اشیائے خوردونوش کی قیمتوں میں اضافے کے اہم محرکات تھے، تاہم، بالخصوص تیار خوراک کے کاروباری اداروں کے لیے، پیداواری لاگت میں مجموعی اضافے نے بھی مہنگائی کے دباؤ کو بڑھا دیا۔

سال کی دوسری ششماہی کے دوران توانائی کی عالمی قیمتوں میں کمی کے باوجود مالی سال 23ء میں شہری علاقوں میں توانائی کی مہنگائی بڑھ کر 38 فیصد اور دیہی علاقوں میں 39 فیصد ہو گئی۔ اس سے متعدد مواقع پر توانائی کی قیمتوں میں اضافے کے ذریعے سال کی پہلی ششماہی میں تیل کی بلند عالمی قیمتوں کی منتقلی اور دوسری ششماہی میں کمزور کرنسی کے اثرات کی عکاسی ہوتی ہے۔ رسدی دھچکوں کے اثرات کے علاوہ، انتظامی اور پالیسی کے مسائل نے بھی توانائی کی قیمتوں کے اضافے میں کردار ادا کیا۔ مثال کے طور پر، تقسیم کاری کے بلند نقصانات بجلی کے نرخوں کو متاثر کرتے رہے۔ اسی طرح بجلی کے نرخوں میں اضافے سے بجلی کی مجموعی پیداوار میں تھرمل پاور کے بڑے حصے کے باعث مہنگے ایندھن کے اثرات اور پاکستانی روپے کی قدر میں کمی دونوں کی عکاسی ہوتی ہے کیونکہ بجلی کے خود مختار پیداکاروں کو ضمانت شدہ منافع سمیت ٹیرف کے اجزا کا تعین ڈالر کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ مزید برآں، مالی سال 23ء کی آخری سہ ماہی میں بجلی کی قیمتوں میں اضافے کے نتیجے میں دورانِ مدت سال بسال مہنگائی بڑھ گئی کیونکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران حکومت نے بجلی کی قیمتوں کو منجمد کر دیا تھا۔

قوزی مہنگائی شہری اور دیہی دونوں علاقوں میں دوگنا ہو گئی اور پورے سال اس کی رفتار بڑھتی رہی، نتیجتاً یہ بالترتیب 16.2 اور 20.6 فیصد کی کئی سال کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی۔ قوزی مہنگائی میں، دباؤ اشیا اور خدمات دونوں میں وسیع البنیاد تھا جس سے خوراک اور توانائی کی قیمتوں، بڑھتی ہوئی اجرتوں اور مہنگائی کی توقعات پر، جو عموماً غذا اور توانائی کی قیمتوں نیز شرح مبادلہ کی حرکات سے ہم آہنگ ہوتی ہیں، پر دھچکوں کے دورِ ثانی کے اثرات کی عکاسی ہوتی ہے۔

1.2 مالی نظام کی کیفیت

ملک کا مالی شعبہ مستقل طور پر نمو پذیر رہا اور دشوار کلی معاشی ماحول کے باوجود معیشت کی قرضے اور مالی خدمات کی ضروریات کو پورا کرتا رہا۔ مالی سال 23ء کے دوران مالی شعبے کی اثاثہ جاتی اساس 20.6 فیصد اضافے کے ساتھ تقریباً 54 ٹریلین روپے تک پہنچ گئی۔ تاہم، مالی شعبے کے اثاثوں اور جی ڈی پی کے تناسب کے لحاظ سے مالی گہرائی مالی سال 22ء کے 66.7 فیصد سے کم ہو کر 63.8 فیصد رہ گئی (**جدول 1.2**)۔[2]

مالی شعبے کے کلیدی شماریات میں رجحانات

بینکاری شعبے کے کل اثاثے، جو مالی شعبے کے استحکام کی بنیاد اور معیشت میں مالی وساطت کے بڑے حصے کے حامل ہیں، مالی سال 23ء کے دوران 17.0 فیصد بڑھ گئے، جبکہ مالی سال 2022ء میں ان میں 23.7 فیصد نمو ہوئی تھی (**جدول 1.3**)۔[3] اثاثوں میں قدرے پست نمو کی وجہ قرضوں میں کمی تھی، جو دورانِ سال سست معاشی سرگرمیوں سے ہم آہنگ تھی۔ مالی سال 23ء کے دوران بالخصوص سرکاری تمسکات میں سرمایہ کاریاں اثاثوں میں نمو کی اہم محرکات تھیں۔

اثاثوں میں اضافے کا تقریباً 84 فیصد ڈپازٹس اور قرضوں پر مشتمل تھا۔ اس شعبے کی مالی کارکردگی کا محرک آمدنی کے اثاثوں میں نمایاں نمو اور غیر سودی آمدنی کا مستقل بہاؤ تھا، حالانکہ ڈپازٹرز کو سودی / مارک اپ ادائیگیوں اور انکم ٹیکس چارجز میں بھی نمایاں اضافہ ہوا۔ مالی سال 23ء کے دوران اس شعبے کا بعد از ٹیکس منافع 84.9 فیصد اضافے کے ساتھ تقریباً 495 ارب روپے تک پہنچ گیا جس کے نتیجے میں مالی سال 23ء کے دوران اس شعبے کا بعد از ٹیکس اثاثوں پر منافع (آر او اے) گذشتہ سال کے 0.8 فیصد سے بڑھ کر 1.5 فیصد ہو گیا۔

جدول 1.2: مالی شعبے کے اثاثوں کے اجزائے ترکیبی

	جون 21ء	جون 22ء	جون 23ء
اثاثے (ارب روپے)			
مائیکروفنانس بینک	514	604	721
ترقیاتی مالی ادارے	535	807	3,224
غیر بینک مالی ادارے	1,839	2,171	2,922
بیمہ*	2,129	2,380	2,740
سی ڈی این ایس	3,942	3,630	3,247
بینک	28,177	34,861	40,797
کل	**37,135**	**44,453**	**53,650**
اثاثوں میں نمو (فیصد)			
مائیکروفنانس بینک	28.3	17.6	19.3
ترقیاتی مالی ادارے	29.1	50.8	299.5
غیر بینک مالی ادارے	30.2	18.1	34.6
بیمہ*	16.5	11.8	15.1
سی ڈی این ایس	-7.4	-7.9	-10.5
بینک	18.9	23.7	17.0
مجموعی مالی شعبہ	16.0	19.7	20.7
مجموعی اثاثوں میں حصہ (فیصد)			
مائیکروفنانس بینک	1.4	1.4	1.3
ترقیاتی مالی ادارے	1.4	1.8	6.0
غیر بینک مالی ادارے	5.0	4.9	5.4
بیمہ*	5.7	5.4	5.1
سی ڈی این ایس	10.6	8.2	6.1
بینک	75.9	78.4	76.0
اثاثے بلحاظ جی ڈی پی کا فیصد*			
مائیکروفنانس بینک	0.9	0.9	0.9
ترقیاتی مالی ادارے	1.0	1.2	3.8
غیر بینک مالی ادارے	3.3	3.3	3.5
بیمہ*	3.8	3.6	3.3
سی ڈی این ایس	7.1	5.4	3.9
بینک	50.5	52.3	48.5
مجموعی اثاثے	66.5	66.7	63.8

*مارکیٹ کی قیمتوں پر جی ڈی پی (100=16-2015)

ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان، ایس ای سی پی، سی ڈی این ایس اور پاکستان دفتر شماریات

[2] ملک کے مالی ترقی کے اظہاریے بہت سے ساختی مسائل کی وجہ سے ہمسر ممالک کے مقابلے میں نسبتاً کم ہیں۔ مالی شعبے کی ماند ترقی کی حرکیات اور وجوہات کے بارے میں تفصیلات کے لیے ملاحظہ کیجیے، گورنر کی سالانہ رپورٹ مالی سال 22-2021ء، جو مندرجہ ذیل لنک پر دستیاب ہے:
(www.sbp.org.pk/reports/annual/Gov-AR/pdf/2022/Dec/Gov-AR.pdf)

[3] مالی اداروں میں، مالی شعبے کے اثاثوں میں اسٹیٹ بینک کے زیرِ نگرانی اداروں کا حصہ 80 فیصد سے زائد ہے۔ اس طرح، ان اداروں کی مالی کارکردگی اور حیثیت ملک کے مالی نظام اور مجموعی معیشت کے لیے ناگزیر ہے۔ بالخصوص بینکاری شعبہ مالی شعبے میں کلیدی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس کا مارکیٹ شیئر بہت وسیع ہے اور ساتھ ہی یہ ملک کے نظام ادائیگی میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ پاکستان کے مالی نظام کے ڈھانچے اور ضوابطی ساخت کے حوالے سے **ضمیمہ اوّل** دیکھیے۔

جدول 1.3: بینکوں، ترقیاتی مالی اداروں اور مائیکرو فنانس بینکوں کی بیلنس شیٹ کے کلیدی متغیرات

ارب روپے

	جون21ء	جون22ء	جون23ء
بینک			
مجموعی اثاثے	28,177	34,861	40,797
سرمایہ کاریاں (خالص)	14,162	17,829	21,504
قرضے (خالص)	8,808	10,890	12,060
ڈپازٹس	20,441	23,730	26,785
ترقیاتی مالی ادارے			
مجموعی اثاثے	535	807	3,224
سرمایہ کاریاں (خالص)	368	584	2,944
قرضے (خالص)	117	160	188
ڈپازٹس	23	31	36
مائیکروفنانس بینک			
مجموعی اثاثے	514	604	721
سرمایہ کاریاں (خالص)	99	133	157
قرضے (خالص)	253	310	360
ڈپازٹس	378	447	520

ماخذ: بینک دولت پاکستان (ادارے کے غیر آڈٹ شدہ سہ ماہی گوشوارے)

معیشت کی قرضوں اور مالی خدمات کی ضروریات کو پورا کرنے کے علاوہ، اس شعبے نے قومی خزانے میں خاطر خواہ حصہ ڈالا۔ مالی سال 23ء کے دوران اسٹیٹ بینک کے زیرِ نگرانی اداروں کی جانب سے اپنے کھاتوں میں فراہم کردہ مجموعی انکم ٹیکس چارجز 466 ارب روپے تھے، جو مالی سال 22ء میں 269 ارب روپے سے نمایاں طور پر بلند تھے - انکم ٹیکس کی تموین مالی سال 23ء کے مجموعی ٹیکس محصولات کا تقریباً 6.0 فیصد تھی۔ اپنی آمدنی پر براہ راست انکم ٹیکس کے علاوہ بینکوں نے ٹیکس دہندگان کو ٹیکسوں کی ادائیگی میں سہولت فراہم کر کے اور مختلف بینکاری لین دین پر ٹیکس وصول کرنے اور جمع کرانے میں بھی وفاقی اور صوبائی حکام کی مدد کی۔

مالی سال 23ء کے دوران ترقیاتی مالی اداروں (ڈی ایف آئیز) کی اثاثہ جاتی اساس چار گنا بڑھ کر 3224.2 ارب روپے ہوگئی۔ اس نمو کی تقریباً تمام تر وجہ سرکاری تمسکات میں سرمایہ کاری تھی جسے بنیادی طور پر مالی اداروں (ایف آئیز) سے قرض لے کر پورا کیا گیا تھا۔ مالی سال 23ء میں ترقیاتی مالی اداروں کا بعد از ٹیکس نفع بڑھ کر 21.0 ارب روپے ہو گیا جبکہ مالی سال 22ء میں یہ تقریباً 11 ارب روپے تھا۔ خالص سودی آمدنی اور غیر سودی آمدنی دونوں نے نفع آوری میں نمایاں کردار ادا کیا۔

مالی سال 23 کے دوران خرد مالکاری بینکوں (ایم ایف بیز) کی اثاثہ جاتی اساس 19.3 فیصد اضافے سے 721 ارب روپے تک پہنچ گئی۔ قرضوں اور سرمایہ کاری میں بالترتیب 15.9 فیصد اور 18.4 فیصد اضافہ ہوا۔ قرضوں میں نمایاں اضافہ، بالخصوص پریشانی کے زمانے میں، معاشرے کے کم آمدنی والے گروپ کو مالکاری تک رسائی فراہم کرنے میں ایم ایف بیز کے معاون کردار کی عکاسی کرتا ہے۔ ایم ایف بیز کا شعبہ کووڈ 19 کے بعد سے دباؤ کا سامنا کر رہا تھا جو دورانِ سال تباہ کن سیلاب کی وجہ سے مزید بڑھ گیا تھا۔ مالی سال 23ء میں اس شعبے کے مجموعی خسارے بڑھ کر 13.5 ارب روپے ہوگئے جبکہ مالی سال 22ء میں یہ 11.5 ارب روپے تھے۔ اس کے علاوہ، بلند تموینی اخراجات، اور آپریٹنگ اخراجات میں اضافے نے ان خساروں میں حصہ ڈالا۔

مالی سال 23ء کے اختتام تک غیر بینک مالی اداروں (این بی ایف آئیز) کی اثاثہ جاتی اساس 34.6 فیصد اضافے کے ساتھ تقریباً 2922 ارب روپے تک پہنچ گئی۔ فنڈ مینجمنٹ کے زمرے نے، جو غیر بینک مالی اداروں کے شعبے میں 87.3 فیصد حصے کا حامل ہے، مالی سال 23ء کے دوران اثاثوں کی توسیع میں 90 فیصد سے زیادہ حصہ ڈالا ہے۔ فنڈ مینجمنٹ کے زمرے میں میوچل فنڈز اور ریئل اسٹیٹ انویسٹمنٹ ٹرسٹ (آر ای آئی ٹی) نمو کے اہم محرک رہے۔[4] میوچل فنڈز کی ساخت سے پتہ چلتا ہے کہ مالی سال 23ء کے دوران بازارِ زر اور آمدنی کے زمروں میں نمایاں نمو دکھائی دی، جو میوچل فنڈ اثاثوں میں مجموعی اضافے کا تقریباً 87 فیصد تھی۔ تاہم ایکویٹی مارکیٹ کی ناقص کارکردگی کی وجہ سے ایکویٹی فنڈز میں 27.1 فیصد کمی ہوئی۔ نتیجتاً مجموعی میوچل فنڈز میں ان کا حصہ گھٹ کر 8.5 فیصد رہ گیا۔ ریئل اسٹیٹ انویسٹمنٹ ٹرسٹ کو سازگار پالیسی ماحول فراہم کرنے کے لیے حکومتی اقدامات کے نتیجے میں، گذشتہ کچھ برسوں کے دوران یہ

[4] مالی سال 23ء کے دوران نان بینک مالی اداروں کے مجموعی اضافے میں میوچل فنڈز اور آر ای آئی ٹی کا حصہ بالترتیب 52.6 فیصد اور 23.8 فیصد رہا۔

ٹرسٹس ایک نمایاں زمرے کے طور پر ابھرے ہیں۔ مالی سال 23ء میں رئیل اسٹیٹ انویسٹمنٹ ٹرسٹ اسکیموں کی تعداد بڑھ کر 15 ہوگئی جبکہ گذشتہ برس ان کی تعداد 5 تھی نیز دورانِ سال غیر بینک مالی اداروں میں ان کا حصہ دوگنا ہو کر 9.8 فیصد ہو گیا۔ غیر بینک مالی اداروں کے قرض گاری شعبے (یعنی سرمایہ کاری مالکاری کمپنیاں، مضاربہ، اجارہ کمپنیاں اور نان بینک خرد مالکاری کمپنیاں) کی اثاثہ جاتی اساس 15.4 فیصد اضافے کے ساتھ 372 ارب روپے ہوگئی۔ تاہم غیر بینک مالی اداروں کے کل اثاثوں میں اس کا حصہ گذشتہ سال کے 14.8 فیصد سے گھٹ کر 12.7 فیصد رہ گیا۔

مالی سال 23ء کے دوران شعبۂ بیمہ کی اثاثہ جاتی اساس 15.1 فیصد (مالی سال 23ء میں) اضافے سے جون 2023ء کے اختتام تک 2740.0 ارب روپے ہوگئی۔ حیاتی بیمہ، جو کل اثاثوں میں 84.3 فیصد حصے کے ساتھ اس شعبے میں نمایاں ہے، کے زمرے میں 14.4 فیصد نمو ہوئی۔ غیر حیاتی زمرے نے اسی مدت کے دوران 19.2 فیصد اضافہ درج کیا، جس کے نتیجے میں جون 2023ء کے اختتام تک اس کا حصہ معمولی اضافے کے ساتھ 15.7 فیصد ہو گیا جبکہ جون 2022ء میں 15.1 فیصد تھا۔

اسٹیٹ بینک کے زیرِ نگرانی اداروں کی مالی وساطت میں رجحان

ڈپازٹ جمع کرنا اور بچت کا فروغ

مالی سال 23ء کے دوران بینکوں، ایم ایف بیز اور ڈی ایف آئیز نے 17500 سے زائد برانچوں کے نیٹ ورک اور بڑھتے ہوئے متبادل ترسیلی چینلز (اے ڈی سیز) کے ذریعے صارفین کی بڑی تعداد کو سہولت فراہم کی۔ 20.0 فیصد سال بسال اضافے کے ساتھ جون 2023ء کے اختتام تک ڈپازٹ اکاؤنٹس کی مجموعی تعداد 182.5 ملین تک پہنچ گئی۔[5]

مالی سال 23ء کے دوران اسٹیٹ بینک کے زیرِ نگرانی اداروں کے کل ڈپازٹس 12.9 فیصد اضافے کے ساتھ 27,340.3 ارب روپے ہوگئے۔ اس نمو میں بینکاری شعبے کا حصہ سب سے زیادہ تھا جس کے ڈپازٹس رواں مالی سال کے دوران 12.9 فیصد نمو کے ساتھ 26,785 ارب روپے ہوگئے۔ جون 2023ء کے اختتام تک کل ڈپازٹس میں کرنٹ کھاتوں کا حصہ بڑھ کر 40.5 فیصد ہو گیا جو ایک سال قبل 38.8 فیصد تھا۔ مجموعی ڈپازٹس میں فکسڈ اور سیونگ ڈپازٹس کا حصہ تقریباً مستحکم رہا (بالترتیب 18.2 فیصد اور 34.0 فیصد)، جبکہ مالی اداروں کے ڈپازٹس میں کمی ریکارڈ کی گئی اور جون 2023ء کے اختتام تک ڈپازٹس میں ان کا حصہ کم ہو کر 5.4 فیصد رہ گیا (جون 2022ء میں 7.2 فیصد)۔

بینکاری شعبے نے مالی سال 23ء کے دوران ڈپازٹرز اور رقوم کے فراہم کنندگان کو مارک اپ اور سودی آمدنی کی نمایاں طور پر بلند رقم ادا کی۔ مالی سال 23ء میں بینکاری شعبے کے کل مارک اپ / سودی اخراجات بڑھ کر 3,271 ارب روپے (مالی سال 22ء میں 1,395 ارب روپے) ہوگئے۔

معیشت کی قرضے کی ضروریات کی تکمیل

معاشی سرگرمیوں میں سست روی اور پیداوار میں وسیع البنیاد کمی، مہنگائی کے دباؤ اور قرض گیری کی بڑھتی ہوئی لاگت کے پیشِ نظر مالی سال 23ء کے دوران نجی شعبے کے قرض کی طلب کم رہی۔ تاہم، بجٹ خسارے کو پورا کرنے، سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں (پی ایس ایز) کی اجناسی سرگرمیوں اور وظائف کی انجام دہی کے لیے بینک سے قرضہ لینے کی سرکاری شعبے کی طلب نمایاں طور پر بڑھ گئی۔

اسٹیٹ بینک کی زیرِ نگرانی اداروں کے قرضوں کی مجموعی نمو گھٹ کر 11.0 فیصد (مالی سال 22ء میں 23.8 فیصد نمو سے) رہ گئی اور مالی سال 23ء کے اختتام تک 12,607.0 ارب روپے رہ گئی۔ تاہم، مالی سال 23ء کے دوران سرمایہ کاری (بنیادی طور پر سرکاری تمسکات کے باعث) 32.7 فیصد اضافے کے ساتھ 24,605 ارب روپے تک پہنچ گئی جو بیرونی رقوم میں کمی کے سبب ان اداروں کی جانب سے حکومت کو فراہم کیے جانے والے نمایاں قرضوں کی عکاس ہے۔ سرمایہ کاری کے باعث سرکاری تمسکات میں ہونے والے نمایاں اضافے کے

[5] www.sbp.org.pk/publications/Quarterly/Jun/Complete.pdf

ساتھ، جون 2023ء کے آخر تک سرکاری شعبے کو بینکوں کا قرضہ (ایڈوانسز اور سرمایہ کاری) بڑھ کر ان کے مجموعی اثاثوں کا 58.5 فیصد ہو گیا جو جون 2022ء میں 54.5 فیصد تھا۔

بینکوں نے، جو اسٹیٹ بینک کے زیرِ نگرانی اداروں میں کریڈٹ فراہم کرنے والے اہم ادارے ہیں، مالی سال 23ء کے دوران قرضوں میں ہونے والے تقریباً 94 فیصد اضافے کے لیے ماکاری فراہم کی۔ زیرِ جائزہ مالی سال کے دوران بینکاری شعبے کے مجموعی ملکی قرضوں میں تقریباً 1310 ارب روپے کا اضافہ ہوا۔ قرضوں کے اس اضافے میں سرکاری شعبے کا حصہ 90 فیصد سے زیادہ ہے جبکہ نجی شعبے کے قرضوں میں نمایاں کمی آئی۔ سرکاری شعبے کے قرضوں میں تقریباً ایک تہائی (تقریباً 374 ارب روپے) اضافہ اجناسی ماکاری سے آیا، جو بنیادی طور پر گندم کی خریداری کے لیے حاصل کی گئی تھی۔ سرکاری شعبے کے اداروں نے جاری سرمائے اور تجارتی ماکاری کی ضروریات کے لیے بھی کافی قرضے حاصل کیے۔ ملکی نجی شعبہ، جو بینکاری شعبے کے مجموعی ملکی قرضوں کے 70.2 فیصد حصے کا حامل ہے، اس نے مالی سال 23ء کے دوران صرف تقریباً 118 ارب روپے کے قرضے لیے جبکہ مالی سال 22 میں یہ رقم 1575 ارب روپے تھی۔ بجلی اور چینی جیسے کئی شعبوں نے اپنے قرضے واپس کر دیے جبکہ ٹیکسٹائل، کیمیکل و ادویہ سازی اور سیمنٹ کے شعبوں کی جانب سے اضافی قرض گیری ماند رہی۔

قرضوں کی نمو میں سست روی کی وجہ سے نجی شعبے کے قرضوں اور جی ڈی پی کا تناسب مالی سال 22ء کے 13.4 فیصد سے کم ہو کر مالی سال 23ء میں 10.9 فیصد رہ گیا۔ جون 2023ء کے اختتام تک قرضوں اور ڈپازٹس کا تناسب قدرے کم ہو کر 46.1 فیصد رہ گیا جو گذشتہ سال کی اسی مدت میں 46.9 فیصد تھا۔

مجموعی قرضوں میں سست روی کے باوجود بینکوں اور ایم ایف بیز سے قرض لینے والوں کی تعداد جون 2023ء کے اختتام تک بڑھ کر 9.6 ملین ہو گئی جبکہ جون 2022ء میں یہ 8.8 ملین تھی۔ قرض گیروں کی اساس میں یہ نمایاں اضافہ ایم ایف بیز کی وجہ سے ہوا جنہوں نے موبائل ایپلی کیشنز کے ذریعے اہل قرض گیروں کو مختصر مدت کے نینو (nano) قرضوں کی پیش کش کرنے کے لیے ٹیکنالوجی سے استفادہ کیا۔ ایم ایف بیز کے صارفین میں اضافے کے ساتھ جون 2023ء کے اختتام تک ان کا حصہ (بینکوں اور ایم ایف بیز کے کل قرض گیروں میں) بڑھ کر 58.6 فیصد ہو گیا جبکہ گذشتہ برس کے دوران یہ 54.8 فیصد تھا۔ چونکہ بینکوں کے قرضے کے جزدان کا جھکاؤ بڑے کارپوریٹ اور کمرشل قرض گیروں کی طرف ہے، لہٰذا ایم ایف بیز کے قرض گیروں کی اساس میں بلند اضافہ کم آمدنی والے افراد کی رسمی مالی خدمات تک رسائی بڑھانے اور معیشت میں مالی شمولیت کو بڑھانے میں مدد کرے گا۔

جدول 1.4: اسلامی بینکاری کی کارکردگی

	اسلامی بینکاری ادارے		روایتی بینک	
	مالی سال 22ء	مالی سال 23ء	مالی سال 22ء	مالی سال 23ء
ارب روپے				
مجموعی اثاثے	6,781	8,118	28,079	32,679
سرمایہ کاریاں (خالص)	2,672	3,472	15,158	18,032
ماکاری (خالص)	2,961	3,324	7,929	8,736
ڈپازٹس	4,856	5,870	18,875	20,915
نمو (فیصد)				
مجموعی اثاثے	41.4	19.7	20.1	16.4
سرمایہ کاریاں (خالص)	96.1	30.0	18.4	19.0
ماکاری (خالص)	39.8	12.3	18.5	10.2
ڈپازٹس	27.0	20.9	13.6	10.8
مجموعی اثاثوں میں حصہ (فیصد)				
سرمایہ کاریاں (خالص)	39.4	42.8	54.0	55.2
ماکاری (خالص)	43.7	40.9	28.2	26.7
ایف ڈی آر / اے ڈی آر (فیصد)*	61.0	56.6	42.0	41.8

* ایف ڈی آر = قرضے اور ڈپازٹس، اور اے ڈی آر = ایڈوانسز اور ڈپازٹس کا تناسب

ماخذ: بینک دولت پاکستان

بینکاری کے شعبے میں اسلامی بینکاری اداروں (آئی بی آئیز) نے زیرِ جائزہ مدت کے دوران کافی اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ بیلنس شیٹ کے اہم متغیرات کا موازنہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ آئی بی آئیز نے ماکاری اور سرمایہ کاریوں جیسے کئی محاذوں پر روایتی بینکاری اداروں سے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا، جسے ڈپازٹ جمع کرنے میں دوہندسی نمو سے اعانت ملی تھی۔ یہ رجحان شریعت سے ہم آہنگ بینکاری مصنوعات اور خدمات کی بڑھتی ہوئی قبولیت کی عکاسی کرتا ہے (**جدول 1.4**)۔ آئی بی آئیز کی نسبتاً بہتر کارکردگی نے مالی سال 23ء کے اختتام تک

بینکاری شعبے کے کل اثاثوں اور ڈپازٹس میں ان کا حصہ بالترتیب 19.9 فیصد اور 21.9 فیصد تک بڑھادیا۔

جدول 1.5: مالی منڈیوں کے اہم متغیرات میں حرکت پذیری

		م س 21ء	م س 22ء	م س 23ء
پاکستانی روپیہ بمقابلہ امریکی ڈالر	سطح (آخر مدت)	157.5	204.8	286.0
	قدر میں کمی (-) / اضافہ (+) (فیصد)	6.7	-23.1	-28.4
	تغیر پذیری*	0.22	0.37	0.96
بہ وزن اوسط شبینہ ریپو ریٹ	سطح (آخر مدت)	7.5	13.8	22.5
	تبدیلی (بی پی ایس)	28	631	869
	تغیر پذیری*	0.05	0.04	0.03
100 کے ایس ای انڈیکس	سطح (آخر مدت)	47,356	41,541	41,453
	سال بسال تبدیلی (فیصد)	37.6	-12.3	-0.2
	تغیر پذیری*	0.95	0.94	0.88

* تغیر پذیری کی پیمائش توشیحی بہ وزن حرکت پذیر اوسط (ای ڈبلیو ایم اے) سے کی جاتی ہے۔

ماخذ: بینک دولت پاکستان، پاکستان اسٹاک ایکس چینج اور اسٹیٹ بینک کے اسٹاف کے تخمینے۔

مالی سال 23ء کے دوران ایک بینک کی مکمل تبدیلی کے باعث، مکمل اسلامی بینکوں کی تعداد بڑھ کر 6 ہوگئی، جبکہ مجموعی اسلامی بینکاری اداروں کی تعداد 22 پر برقرار رہی۔ جون 2023ء کے اختتام تک برانچوں کی تعداد بڑھ کر 4,534 ہوگئی جس سے صارفین کو شریعت سے ہم آہنگ مالی خدمات تک رسائی میں مزید سہولت ملی۔

گذشتہ دو دہائیوں کے دوران اسٹیٹ بینک نے مارکیٹ کے ضروری انفراسٹرکچر کے ساتھ ساتھ ایک سازگار قانونی اور ضوابطی فریم ورک فراہم کیا ہے جس نے اسلامی بینکاری کی نمو میں مدد فراہم کی ہے۔ اس ضمن میں، روایتی بینکوں کو شریعت سے ہم آہنگ بینکوں میں تبدیل کرنے سے متعلق وفاقی شریعت عدالت کے فیصلے کے مطابق اسلامی بینکاری کو اپنانے کے لیے اسٹیٹ بینک نے متعلقہ اسٹیک ہولڈرز کے ساتھ مشاورتی عمل شروع کر دیا ہے۔ اس تبدیلی کی وسیع نوعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسٹیٹ بینک نے ترجیحی طور پر اپنے داخلی ڈھانچے کو بھی تبدیل کیا ہے۔[6]

مالی منڈیاں

مالی سال 23ء کے دوران ملکی مالی منڈیوں نے ملی جلی تصویر پیش کی۔ اگرچہ زری اور ایکویٹی منڈیوں میں گذشتہ برس کے مقابلے میں کم اتار چڑھاؤ دکھائی دیا، تاہم بازارِ مبادلہ کو بڑھتے ہوئے دباؤ کا سامنا کرنا پڑا (**شکل 1.10**)۔ ابھرتے ہوئے خطرات سے نمٹنے کے لیے مالی سال 22ء میں کیے گئے پالیسی اقدامات سے جاری کھاتے کے خسارے کو کم کرنے میں مدد ملی، جو مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی میں فاضل میں تبدیل ہوگیا۔ تاہم، قرضوں کی ادائیگی اور بیرونی رقوم کی آمد میں کمی کے باعث بیرونی کھاتہ دباؤ میں رہا، جبکہ مہنگائی کا دباؤ زیادہ شدید اور مستقل ہوگیا۔ اسی طرح روپے اور ڈالر کی قدر میں فرق مستقل دباؤ کا شکار رہا، کیونکہ مالی سال 23ء کے دوران ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں 28.4 فیصد کمی ریکارڈ کی گئی (**جدول 1.5**)۔ درحقیقت 2001ء کے بعد سے مالی سال 23ء میں شرحِ مبادلہ میں سب سے زیادہ اتار چڑھاؤ دیکھا گیا۔

شکل 1.10: مالی منڈی کے دباؤ کے اشاریے کا رجحان

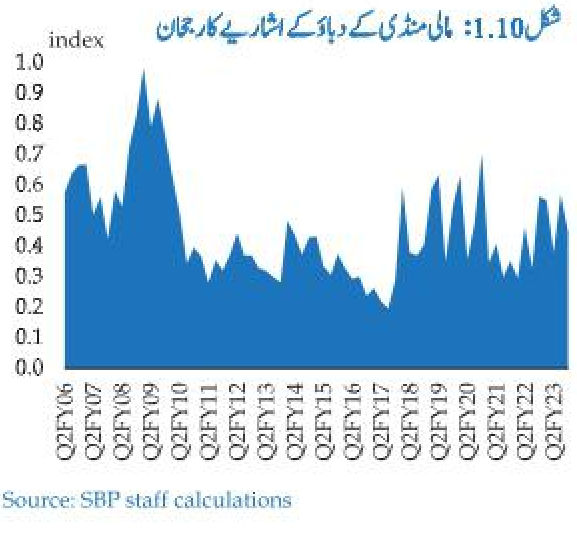

Source: SBP staff calculations

[6] تفصیلات کے لیے دیکھیے، باکس 3.2: بینکاری شعبے کو اسلامی طرز میں تبدیل کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک کی حکمت عملی - اہم چیلنجز اور مواقع، مندرجہ ذیل لنک پر دستیاب ہیں: (www.sbp.org.pk/FSR/2022/Box-3.2.pdf)

پاکستان کی معیشت اور مالی نظام کی کیفیت

اسٹیٹ بینک نے مہنگائی کے بڑھتے ہوئے دباؤ کو روکنے کے لیے مالی سال 23ء کے دوران پالیسی ریٹ میں 825 بی پی ایس کا اضافہ کیا۔ پالیسی ریٹ کے مطابق شبینہ شرح میں اضافہ ہو گیا۔ بالخصوص حکومت کی جانب سے بینک کریڈٹ کی مضبوط طلب نے دباؤ پیدا کیا جس کی وجہ سے اوایم او دخال ضروری ہو گیا، گو کہ اوایم او دخال کا اوسط حجم گذشتہ برس کے مقابلے میں کم رہا۔[7] تاہم، مالی سال 23ء میں اوسط شبینہ شرح میں اتار چڑھاؤ کم رہا۔

مالی سال 23ء کے دوران ایکویٹی مارکیٹ نے ناقص کارکردگی کا مظاہرہ کیا کیونکہ بلند مہنگائی، کرنسی کی گرتی ہوئی قدر، سیاسی صورتِ حال کے حوالے سے غیر یقینی اور آئی ایم ایف پروگرام کی بحالی نے سرمایہ کاروں کے احساسات پر منفی اثر ڈالا۔ بحیثیتِ مجموعی، مالی منڈیوں نے کچھ دباؤ کے باوجود اپنا کام جاری رکھا۔ تاہم، مالی اداروں نے مارکیٹ کے حالات میں اتار چڑھاؤ کے ساتھ لچک کا مظاہرہ کیا اور ہموار طور پر کام جاری رکھا۔

ادائیگی کے نظام اور مالی منڈیوں کا انفراسٹرکچر

مالی منڈیوں کا انفراسٹرکچر (ایف ایم آئی) شراکتی اداروں کے مابین ایک کثیر جہتی نظام ہے جو ادائیگیوں، سیکورٹیز، ماخوذیات، یا دیگر مالی لین دین کی کلیئرنگ، چکتائی، یا اندراج کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ پاکستان کی مالی منڈی کا انفراسٹرکچر ان اجزا پر مشتمل ہے: (i) بڑی مالیت کی ادائیگی کا نظام، یعنی پاکستان ریئل ٹائم انٹر بینک سیٹلمنٹ میکانزم (پرزم)، (ii) خردہ مالیت کا نظام ادائیگی یا فوری ادائیگی کا نظام یعنی راست، (iii) ایک بین البینک سوئچ جس سے مختلف بینکاری خدمات فراہم کی جاتی ہیں، یعنی ون لنک، (iv) کاغذ پر مبنی تمسکات کے لیے ایک کلیئرنگ ہاؤس یعنی نیشنل انسٹی ٹیوشنل فیسیلی ٹیشن ٹیکنالوجیز (نفٹ)، (v) ایک کارپوریٹ سیکورٹیز سیٹلمنٹ کمپنی یعنی نیشنل کلیئرنگ کمپنی آف پاکستان لمیٹڈ (این سی سی پی ایل) اور (vi) ایک کارپوریٹ سیکیورٹیز ڈپازٹری یعنی سینٹرل ڈپازٹری کمپنی (سی ڈی سی)۔

یہ نظام ادائیگی اور ادارے بنیادی طور پر ادائیگیوں اور سیکورٹیز کی چکتائی اور کلیئرنگ کی سہولت کے ذریعے معیشت اور مالی منڈیوں کے کام کرنے کے لیے نظامیاتی طور پر ناگزیر خدمات فراہم کر رہے ہیں۔ مالی منڈیوں کے انفراسٹرکچر کا ہموار طور پر کام کرنا مالی نظام کی کارکردگی اور استحکام کے ساتھ ساتھ زری پالیسی کے اشاروں کی مؤثر ترسیل کے لیے بھی اہم ہے۔

سرگرمی کی سطح کے لحاظ سے مالی سال 23ء کے دوران مالی منڈیوں کے انفراسٹرکچر کی کارکردگی مستحکم رہی کیونکہ اس نے بلاتعطل مالی خدمات فراہم کیں اور لچک کا مظاہرہ کیا۔ پرزم، جو بڑی مالیت کی ادائیگیوں کو نمٹاتا ہے اور مجموعی بنیادوں پر اور

شکل 1.11الف: خردہ بینکاری لین دین کی ترکیب: مقداریں

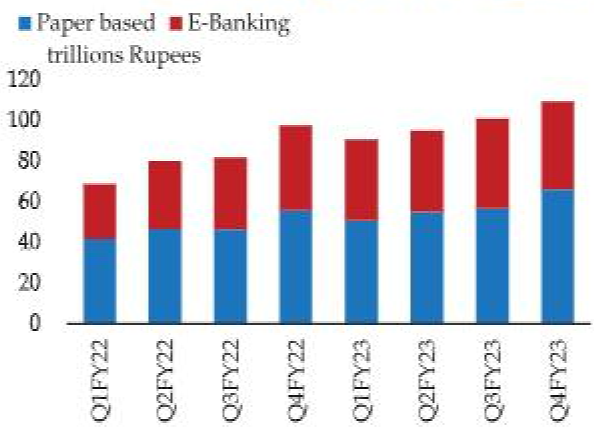

شکل 1.11ب: خردہ بینکاری لین دین کی ترکیب: حجم

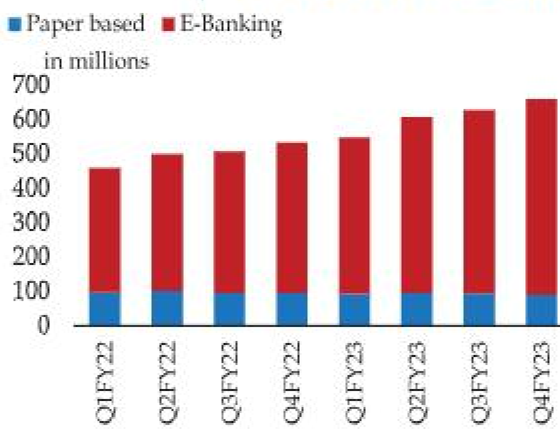

Source: State Bank of Pakistan

[7] مالی سال 23ء کے دوران اوایم اوز کے ادخال کا حجم کم ہو کر 569.6 ارب روپے رہ گیا جو مالی سال 22ء میں تقریباً 1356 ارب روپے تھا۔

بروقت چکتائی فراہم کر کے بین البینک تصفیے کے عمل میں تصفیے کے اور نظامیاتی خطرات کو محدود کرنے کے لیے ایک میکانزم پیش کرتا ہے، دورانِ سال ہموار طور پر کام کرتا رہا۔ اس کے علاوہ، پرزم ترسیل بمقابلہ ادائیگی (ڈی وی پی) میکانزم کی اساس فراہم کر کے سیکورٹیز کے لین دین میں تصفیے کے خطرے کو بھی کم کرتا ہے۔ مالی سال 23ء کے دوران بذریعہ پرزم 4.9 ملین سودے کیے گئے جبکہ مالی سال 22ء میں 4.4 ملین سودے ہوئے تھے۔ تاہم، بلحاظِ مالیت، زیرِ جائزہ سال میں 6.0 فیصد کی کمی دکھائی دی۔

ای بینکاری لین دین، جس میں گذشتہ چند برسوں سے مضبوط نمو دیکھی گئی ہے، میں مالی سال 2023ء کے دوران حجم اور مالیت کے لحاظ سے بالترتیب 28.6 فیصد اور 21.4 فیصد اضافہ درج کیا گیا ہے (**شکل 1.11 الف اور 1.11 ب**)۔ حجم میں اضافہ بنیادی طور پر موبائل بینکاری اور اے ٹی ایم کے ذریعے ہوا، جبکہ مالیت کی نمو میں موبائل بینکاری کا حصہ بنیادی طور پر سب زیادہ تھا، اس کے بعد انٹرنیٹ بینکاری کا نمبر آتا ہے (**جدول 1.6**)۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ راست، جسے اسٹیٹ بینک کی جانب سے خردہ لین دین کے لیے فوری ادائیگی کے نظام کے طور پر شروع کیا گیا تھا، کو صارفین کو فراہم کی جانے والی سہولت اور کفایت کی وجہ سے مزید مقبولیت حاصل ہوئی۔ راست کے ذریعے پراسس کیے جانے والے سودوں کی تعداد بڑھ کر مالی سال 23ء میں 154.9 ملین ہوگئی جبکہ مالی سال 22ء میں صرف 8.0 ملین تھی۔ مالیت کے لحاظ سے، مالی سال 23ء کے دوران راست سے 3,169 ارب روپے کا لین دین کیا گیا جبکہ مالی سال 22ء میں یہ 117 ارب روپے تھا۔

ایک مؤثر اور آسان نظامِ ادائیگی کی تشکیل اور فروغ اسٹیٹ بینک کی اولین ترجیحات میں شامل ہے، جس کے لیے اس نے ادائیگی کی ایک جامع حکمت عملی تیار کی ہے اور سازگار ضوابطی ماحول فراہم کرنے کے لیے مسلسل کوششیں کر رہا ہے۔ اس سلسلے میں اسٹیٹ بینک نے دورانِ سال مندرجہ ذیل اہم اقدامات کیے ہیں۔

جدول 1.6: ای بینکاری لین دین کے ذرائع

لین دین کا حجم ملین میں؛ مالیت ارب روپے میں

	مالی سال 22ء		مالی سال 23ء	
	حجم	مالیت	حجم	مالیت
آرٹی اوبی	207	105,309	200	113,942
اے ٹی ایم	692	9,628	810	12,154
پو او ایس	138	707	199	1,064
انٹرنیٹ بینکاری	142	10,250	172	16,330
موبائل فون بینکاری	388	11,851	661	23,758
کال سینٹر / آئی وی آر بینکاری	0.1	7.0	0.1	8
ای کامرس	46	106	32	142
کل	**1,612**	**137,857**	**2,073**	**167,398**

نوٹ: آرٹی اوبی: ریئل ٹائم آن لائن بینکنگ۔ اے ٹی ایم: آٹومیٹڈ ٹیلر مشین۔ پی او ایس: پوائنٹ آف سیل

ماخذ: بینک دولت پاکستان

اسٹیٹ بینک نے جون 2023ء میں الیکٹرانک منی انسٹی ٹیوشنز (ای ایم آئیز) کے ضوابط میں ترامیم کی تھیں، جن میں والٹ کی حد میں اضافہ، اکاؤنٹ کی معلومات اور ادائیگی کے آغاز جیسے استعمال کے نئے کیسز، ترسیلاتِ زر، کارپوریٹ نظم و نسق وغیرہ شامل تھے۔ یہ ترامیم بین الاقوامی بہترین طریقوں اور مقامی مارکیٹ کے ڈھانچے پر مبنی تھیں۔ 2019ء کے دوران ان ضوابط کے اجرا کے بعد سے اسٹیٹ بینک کو مارکیٹ کے شرکا کی جانب سے حوصلہ افزا ردِعمل ملا ہے اور متعدد اداروں کو برقی زر کی خدمات (ای منی سروسز) فراہم کرنے کا لائسنس دیا گیا ہے۔ براہِ راست آپریشنز کے لیے چار ای ایم آئیز کو پہلے ہی منظوری دی جاچکی ہے۔[8] مزید برآں، اسٹیٹ بینک نے رہنما خطوط جاری کیے تاکہ ڈیجیٹل مصنوعات کے استعمال کے حوالے سے صارفین کے تجربے کو بہتر بنایا جاسکے اور سروس کی فراہمی میں طے شدہ یا غیر متوقع رکاوٹوں کے بارے میں صارفین کی بروقت آگاہی کو یقینی بنایا جاسکے۔

[8] لائیو آپریشنز (23 نومبر، 2023ء) کے لیے ایک اور ای ایم آئی کی منظوری کے ساتھ، لائیو ای ایم آئیز کی کل تعداد بڑھ کر پانچ ہوگئی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:
www.sbp.org.pk/PS/PDF/List-of-EMIs.pdf

مزید یہ کہ ملک میں کارڈ پر مبنی ادائیگیوں کی قبولیت کو آسان بنانے کے لیے، اسٹیٹ بینک نے ملکی پی او ایس ٹرمینلز پر استعمال ہونے والے کارڈز کے لیے انٹر چینج ری امبر سمنٹ فیس (آئی آر ایف) میں کمی کی، اور 1.5 فیصد کی مرچنٹ ڈسکاؤنٹ ریٹ (ایم ڈی آر) کی زیریں حد کو ختم کر دیا۔

ڈجیٹل بینکاری چینلوں کا بڑھتا ہوا استعمال اور غیر مجاز اور غیر لائسنس یافتہ ڈجیٹل قرض گار ایپس کی جانب سے موبائل بینکاری پلیٹ فارمز کے ساتھ انضمام صارفین کے تحفظ کے لیے خدشات کا باعث بن سکتا ہے، جس سے ممکنہ طور پر بینکوں کی ساکھ کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ اس سلسلے میں اسٹیٹ بینک نے بینکوں کو رہنما خطوط جاری کیے ہیں کہ وہ اپنے صارف کو پہچانو (کے وائی سی) نظام کو بہتر بنانے میں مدد کریں۔ ان رہنما خطوط کا مقصد غیر مجاز / غیر لائسنس یافتہ ڈجیٹل قرض گار موبائل ایپلی کیشنز کو بینکاری چینلوں کے استعمال سے ریگولیٹ کرنا اور صارفین کے بینک اکاؤنٹس کے ساتھ انضمام کے ذریعے کریڈٹ کی اہلیت کی جانچ کرنا ہے۔

2 قیمتوں کا استحکام اور زری پالیسی کا طرز عمل

2.1 مہنگائی کی پیش گوئیاں اور نتائج

مالی سال 23ء میں اوسط عمومی قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی بڑھ کر کئی دہائیوں کی بلند سطح 29.2 فیصد تک پہنچ گئی، جو مالی سال 23ء کے لیے اسٹیٹ بینک کی 27.0 تا 29.0 فیصد کی نظر ثانی شدہ پیش گوئی کی بالائی سطح کے قریب ہے۔ تواتر کے ساتھ عالمی اور ملکی رسدی دھچکوں اور تخمینے سے کم مالیاتی یکجائی نے پورے سال کے دوران شدید اور توقع سے زیادہ پائیدار مہنگائی کے دباؤ میں کردار ادا کیا۔ مہنگائی میں اضافہ وسیع البنیاد تھا، جس میں غذائی اجزا کی قیمتوں کا بڑا حصہ تھا، جس کے بعد بنیادی اور توانائی گروپ نے اہم کردار ادا کیا (**جدول 2.1**)۔

جدول 2.1: پاکستان میں مہنگائی

فیصد

	م س19ء	م س20ء	م س21ء	م س22ء	م س23ء
قومی صارف اشاریہ قیمت	6.8	10.8	8.9	12.2	29.2
شہری مہنگائی	7.1	10.2	8.1	11.8	26.9
غیر غذائی غیر توانائی	7.2	7.5	6.0	8.1	16.2
غذا	4.6	13.6	12.4	13.4	37.6
توانائی	16.3	12.7	4.1	25.4	38.4
دیہی مہنگائی	6.3	11.6	10.0	12.7	32.6
غیر غذائی غیر توانائی	6.8	8.7	7.6	9.0	20.6
غذا	4.8	15.9	13.1	13.0	41.1
توانائی	11.1	6.2	6.6	24.8	39.1

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

روس اور یوکرین کے تنازع کے بعد مالی سال 23ء میں عالمی معیشت ایک انتہائی غیر یقینی صورت حال سے دوچار رہی۔ جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے تو متعدد ملکی چیلنجوں نے عالمی معاشی بے یقینی حالات کے اثرات کو مزید شدید کر دیا۔ سال گزرنے کے ساتھ مسلسل متعدد ملکی اور عالمی رسدی دھچکوں بشمول (i) سیلاب کے سبب غذائی رسدی قلت، (ii) توانائی کی قیمتوں میں کئی بار اضافہ، (iii) معتدل ہوتی ہوئی لیکن عالمی اجناس کی بلند قیمتوں، (iv) زرمبادلہ کی مشکلات سے پیدا ہونے والے ملکی رسدی تعطل، (v) شرح مبادلہ کی قدر میں کمی، (vi) فنانس (سپلیمنٹری) ایکٹ 2023ء کے تحت ٹیکسوں اور دیگر لیویز میں اضافے اور (vii) تقریباً پورے مالی سال 23ء میں ملک میں بڑھتی ہوئی بے یقینی نے مہنگائی کے دباؤ کو بڑھا دیا (**شکل 2.1**)۔

ان رسدی دھچکوں کے علاوہ مالی سال 23ء کے دوران مہنگائی میں اضافے کا رجحان ایک بڑے اور ناپائیدار مالیاتی خسارے، ٹیکسوں کی پست بنیاد اور سرکاری شعبے کی انٹرپرائزز (پی ایس ایز) میں اصلاحات کی سست رفتار کے اثرات کا بھی عکاس تھا۔ خصوصاً، توانائی کی مہنگائی نے مالی سال 23ء کے دوران شہری مہنگائی میں 4.2 فیصدی درجے حصہ ڈالا جو توانائی کی بلند عالمی قیمتوں اور پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کے علاوہ آپریشنل اور تقسیم کے بلند نقصانات کی شکل میں طویل مدتی مسائل کے اثرات کا بھی عکاس تھا۔ ان ساختی مسائل کے ساتھ ساتھ نرخوں میں ردوبدل میں تاخیر اور بغیر ہدف زر اعانت نے نہ صرف مالیاتی کھاتوں پر دباؤ بڑھا دیا بلکہ اس کا نتیجہ توانائی کی قیمتوں میں اچانک تبدیلیوں کی صورت میں برآمد ہوا۔ اسی طرح، غذائی مہنگائی نے وسیع البنیاد ساختی رکاوٹوں کے اثرات کو بھی قبول کیا۔ ان میں غذائی اجناس کی مارکیٹ کے نقائص، غذائی رسدی زنجیر کو ترقی دینے پر پالیسی توجہ کا فقدان اور ماحولیاتی تبدیلی سے مزاحم اجناس کو ترقی دینے کے لیے کم تحقیق و ترقی اور بلند پیداوار کی حامل اقسام شامل ہیں۔

بڑھتی ہوئی غذائی اور توانائی کی مہنگائی اور مختلف رسدی دھچکوں کے اثرات عام قیمتوں، مہنگائی کی توقعات اور اجرتوں پر منتقل ہوگئے، جس کے نتیجے میں مالی سال 23ء کے دوران ملکی طلب میں قابل ذکر کمی کے باوجود قوزی مہنگائی کئی برسوں کی بلند سطح تک پہنچ گئی (**شکل 2.2 الف، ب، ج اور 2.3**)۔ زری پالیسی کمیٹی کے خیال میں اگر ان رجحانات کا حل تلاش نہیں کیا جاتا تو اس کا نتیجہ مہنگائی کی توقعات کے بے قابو ہونے کی صورت میں نکلتا۔ اس دشوار ماحول میں اسٹیٹ بینک نے مالی استحکام کے اثرات کو احتیاط سے پرکھتے ہوئے اور وسط مدتی معاشی نمو کے

شکل 2.1 : مہنگائی کی پیش گوئیاں اور 12 مہینوں کی حرکت پذیر مہنگائی۔ مالی سال 23ء

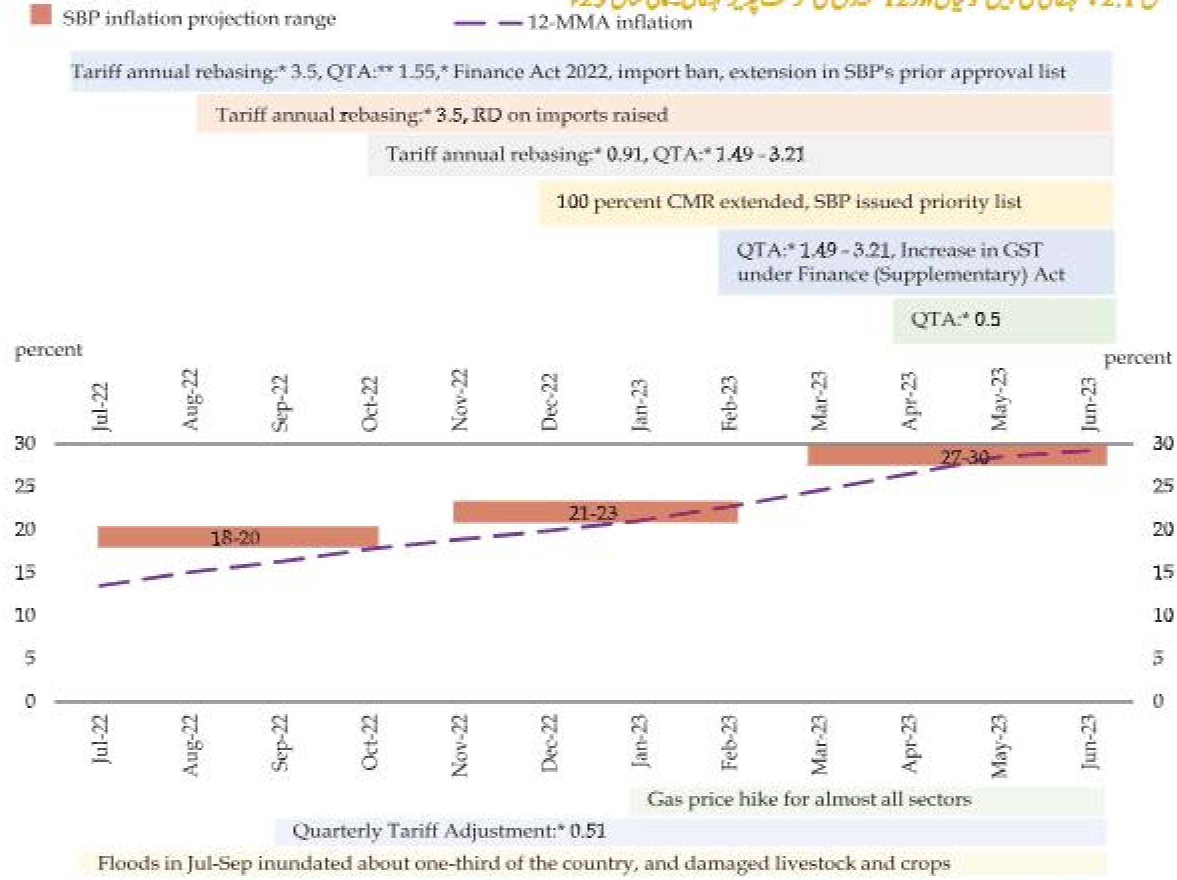

PKR Δ(%)	-27.3	-25.7	-27.1	-22.2	-22.2	-21.2	-24.7	-34.2	-35.9	-35.3	-31.5	-28.7
PDL (Rs.)***	7.5	15.0	22.5	24.9	31.3	38.3	41.9	45.0	47.5	50.0	50.0	50.0
Global Price Index (%)	39.2	48.3	28.2	-0.1	4.9	4.1	-5	-14.2	-29.8	-25.2	-30.6	-33.5

Notes: (i) Height of the horizontal bars show the duration of various global and domestic shocks (adjustment in energy tariffs, various import restrictions, changes in tax rates and floods) weighing on NCPI inflation during FY23.
(ii) PKR depreciation (YoY), PDL charges and change in global commodity price index show monthly trends in these variables.
*Rs per KWh, **Quarterly Tariff Adjustment that has an impact for 2 to 4 months from the date of enforcement , *** Rs per litre (average of petrol/diesel)
Sources: Pakistan Bureau of Statistics, Planning Commission, SBP projections and calculations, Ministry of Finance, IMF, OGRA, FBR, NEPRA

امکانات کے تحفظ کی خاطر قیمتوں کے استحکام سے ابھرنے والے خطرات سے نمٹنے کے لیے اپنے سکڑاؤ پر مبنی پالیسی موقف کو برقرار رکھا۔

ملکی رسدی دھچکوں کے اہم کردار کو مد نظر رکھتے ہوئے مالی سال 23ء کے دوران پاکستان میں مہنگائی کی سمت نے کئی ترقی یافتہ معیشتوں کے علاوہ ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں کے تجربے سے انحراف کیا۔ 2022ء میں بلند ترین سطح تک پہنچنے کے بعد مالی سال 23ء میں کمزور ہوتی عالمی طلب کے ساتھ رسد کے مسائل میں کچھ بہتری کے سبب ترقی یافتہ معیشتوں اور ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں میں عمومی مہنگائی میں کمی کا رجحان دیکھا گیا۔ تاہم، ترقی یافتہ اور ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں میں غذائی اور توانائی کی قیمتوں میں پچھلے اضافے کے دور ثانی اثرات کی وجہ سے قوزی مہنگائی زیادہ دیرپا ثابت ہوئی۔ 2021ء سے مہنگائی کے دباؤ کی مضبوطی نے کئی مرکزی بینکوں کو مجبور کر دیا کہ وہ جارحانہ

شکل 2.2 الف: مہنگائی کی توقعات اور قوزی مہنگائی مالی سال 23ء

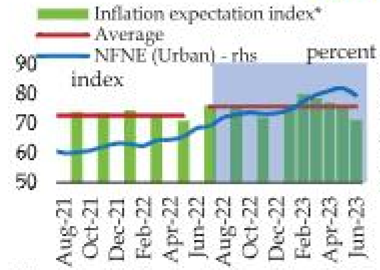

*Based on Diffusion Index (DI). DI>50 implies high inflation views are more than low inflation views

شکل 2.2 ب: توانائی کی قیمتیں اور قوزی مہنگائی

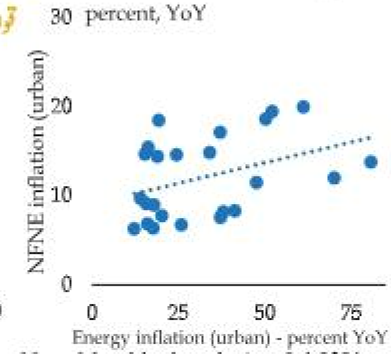

Note: Monthly data during Jul-2021 to Jun-2023

شکل 2.2 ج: شرح مبادلہ کی قدر میں کمی اور قوزی مہنگائی

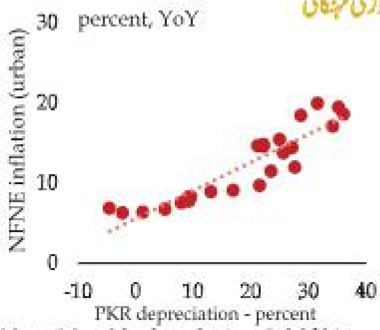

Note: Monthly data during Jul-2021 to Jun-2023

Sources: State Bank of Pakistan, Pakistan Bureau of Statistics

انداز میں سخت زری پالیسی کا نفاذ کریں۔ تاہم عمومی مہنگائی میں کمی کے ساتھ مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی میں زری پالیسی کو سخت رکھنے کی رفتار کچھ سست رہی (**شکل 2.4 الف** اور ب)۔

مالی سال 23ء میں اسٹیٹ بینک کی مہنگائی کی پیش گوئیوں اور حتائج پر ملکی اور عالمی معاشی حالات میں بے یقینی کے اثرات

سال کے دوران اندرون اور بیرون ملک کلی معاشی ماحول میں خاصی بے یقینی نمایاں رہی (**شکل 2.5**)۔ بے یقینی کے اہم ذرائع میں سیلاب کے سامنے آنے والے اثرات، ملک کی مالیاتی پالیسی کا موقف، توانائی کی قیمتوں میں بے ترتیبی سے ردوبدل، شرح مبادلہ میں اتار چڑھاؤ، اجناس کی عالمی قیمتوں کی سمت اور عالمی معاشی اور مالی حالات کی کیفیت شامل تھے۔ غیر یقینی معاشی ماحول کے تسلسل کے نتیجے میں اسٹیٹ بینک نے دو مرتبہ، پہلے نومبر 2022ء اور پھر مارچ 2023ء میں مہنگائی کی پیش گوئیوں پر نظر ثانی کی۔

اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافے اور مالیاتی پیکیج کے استرداد کے ذریعے توانائی پر زر اعانت واپس لینے کے بعد جون 2022ء کے بعد سے مضبوط اضافے کا رجحان رہا ہے۔ ان عوامل کے پیش نظر اپنے جولائی 2022ء کے اجلاس میں زری پالیسی کمیٹی (ایم پی سی) نے پیش گوئی کی تھی کہ مالی سال 23ء میں سالانہ عمومی قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی 18.0 تا 20.0 فیصد کی حد میں رہے گی۔ زری پالیسی کمیٹی کو توقع تھی کہ مہنگائی پہلی سہ ماہی میں بلند سطح پر پہنچ جائے گی اور پھر سال کے بقیہ حصے میں یہ سخت زری پالیسی، اجناس کی عالمی قیمتوں کے معمول پر آنے اور بلند اساسی اثر کی وجہ سے بتدریج کم ہو گی۔

یہ پیش گوئیاں درج ذیل مفروضات پر مبنی تھیں (**جدول 2.2**)۔ پہلا، توقع تھی کہ پالیسی ریٹ میں 675 بیسس پوائنٹس اضافے کے ظاہر ہونے والے اثرات اور مالی سال 22ء سے طلب کو دبانے کے متعدد اقدامات کے نتیجے میں حقیقی جی ڈی پی کی نمو معتدل ہو کر 3.0 تا 4.0 فیصد کی حد میں رہے گی۔ دوسرا، مالی سال 23ء کے بجٹ میں جی ڈی پی کے 0.2 فیصد بنیادی فاضل رقوم کے ساتھ خاصی مالیاتی یکجائی کا تخمینہ لگایا گیا تھا، جبکہ گذشتہ برس 3.1 فیصد کا خسارہ ہوا تھا۔ آخر میں مالی سال 23ء کے آغاز سے قبل بلند ترین سطح تک پہنچنے والی اجناس کی عالمی قیمتوں کے معمول پر آنے کی توقع تھی۔

شکل 2.3: بلند تعدد کے حامل طلب کے اظہاریے

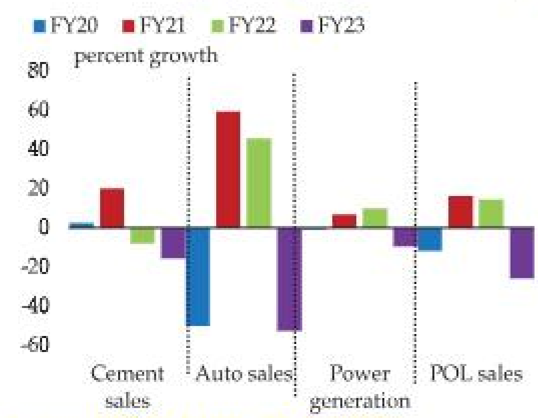

Sources: APCMA, PAMA, OCAC, NEPRA

شکل 2.5: معاشی پالیسی کی بے یقینی کا شماریہ

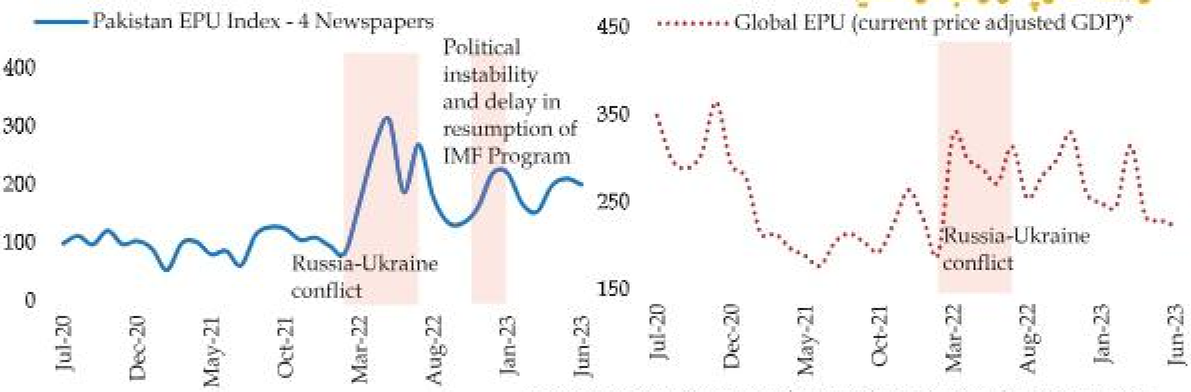

* GDP-weighted average of national EPU indices for 20 countries.
Sources: State Bank of Pakistan, Easy Data and FRED

تاہم، یہ پیش گوئی خاصی بے یقینی سے مشروط تھی۔ قیمتوں میں اضافے کو لاحق خطرات یہ تھے: (i) روس یوکرین تنازع کا تسلسل، اور (ii) مہنگائی کی توقعات میں اضافہ۔ دوسری جانب، کمی کے خطرات یہ تھے: (i) عالمی طلب میں غیر متوقع کمی، اور (ii) کووڈ19 کی نئی لہر۔

ستمبر 2022ء میں سیلاب کے دوران صارفین کو ریلیف فراہم کرنے کی غرض سے فیول چارج ایڈجسٹمنٹ میں خاصی کمی کے باوجود مالی سال 23ء کی پہلی سہ ماہی میں عمومی قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی بڑھ کر کئی برسوں کی بلند ترین سطح 25.1 فیصد تک پہنچ گئی۔ مہنگائی میں تقریباً نصف اضافہ غذائی اشیا کی قیمتوں میں اضافے کی بدولت ہوا، جو بڑھ کر 30.0 فیصد تک پہنچ گئی تھی۔ مالی سال 23ء کی پہلی سہ ماہی میں غذائی اشیا کی قیمتوں میں بیشتر اضافے کی وجوہات میں خصوصاً، بڑھتی ہوئی آپریشنل اور ٹرانسپورٹ کی لاگتوں، مالی سال 22ء میں گندم کی پیداوار میں کمی کے سبب گندم کی رسد کے متعلق ابھرنے والے خدشات اور سیلاب کی وجہ سے غذائی قلت شامل ہیں۔ دیگر عوامل میں پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کے باعث درآمدی مہنگائی میں اضافہ، توانائی کی قیمتوں میں پہلے کیا گیا اضافہ اور غذائی اشیا اور توانائی کی قیمتوں کے دورِ ثانی اثرات شامل ہیں، جن کی وجہ سے اجرتوں اور مہنگائی کی توقعات میں اضافہ ہو گیا۔

مہنگائی کی بڑھتی ہوئی توقعات کے ساتھ پیداواری لاگت میں عمومی اضافے نے مالی سال 23ء کی پہلی سہ ماہی میں قوزی مہنگائی (غیر غذائی غیر توانائی) کو دوہندسی سطح تک پہنچا دیا۔ دوسری جانب، توانائی کی مہنگائی میں جولائی تا اگست مالی سال

شکل 2.4 الف: م س 23ء کی دوسری ششماہی میں مہنگائی تیزی سے کم ہوئی

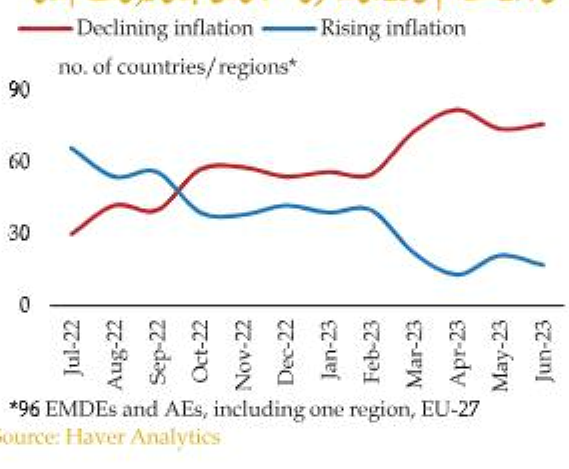

*96 EMDEs and AEs, including one region, EU-27
Source: Haver Analytics

شکل 2.4 ب: م س 23ء کی دوسری ششماہی میں زری سختی کی رفتار سست ہوئی

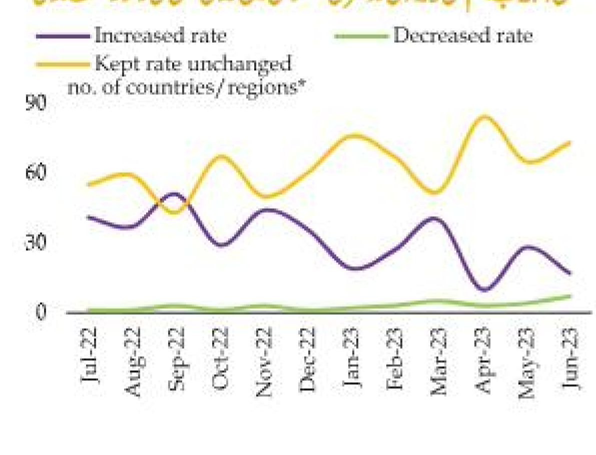

جدول 2.2: اسٹیٹ بینک کی کلی معاشی پیش گوئیاں اور اصل نتائج

	اسٹیٹ بینک کی پیش گوئیاں									اصل نتائج
	جولائی 22ء	اگست 22ء	اکتوبر 22ء	نومبر 22ء	جنوری 23ء	مارچ 23ء	اپریل 23ء	12 جون 23ء	26 جون 23ء	
	شرح نمو (فیصد)									
حقیقی جی ڈی پی	3.0 – 4.0	3.0 – 4.0	1.5 – 2.5	1.5 – 2.5	1.0 – 2.0	0.0 – 1.0	0.0 – 1.0	—	—	-0.17
	جی ڈی پی کا فیصد									
جاری کھاتے کا خسارہ	2.5 – 3.5	2.5 – 3.5	2.5 – 3.5	2.5 – 3.5	2.0 – 3.0	1.5 – 2.5	1.0 – 2.0	0.5 – 1.5	0.5 – 1.5	0.7
مالیاتی خسارہ	5.0 – 6.0	5.0 – 6.0	5.5 – 6.5	6.0 – 7.0	6.0 – 7.0	6.5 – 7.5	7.0 – 8.0	7.0 – 8.0	7.0 – 8.0	7.8
	امریکی ڈالر / فی بیرل									
تیل کی اوسط قیمتیں	94	94	87	91	87	88	88	88	88	87.4

٭جس دن زری پالیسی کمیٹی کے اجلاسوں کے وقت

ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے تخمینے، پاکستان دفتر شماریات، وزارت خزانہ، بلومبرگ۔

23ء میں قابل ذکر اضافے کے بعد ایف سی اے میں سرکاری کٹوتی کے سبب ستمبر 2022ء میں تیزی سے کمی درج کی گئی۔

سیلاب نے اکتوبر 2022ء کو منعقدہ زری پالیسی کمیٹی کے اجلاس میں معاشی پیش گوئیوں پر نظر ثانی کی ضرورت میں اضافہ کر دیا تھا۔ جولائی تا اگست 2022ء کے دوران آنے والے مون سون کے سیلاب سے ملک کا تقریباً ایک تہائی علاقہ زیر آب آگیا تھا، اور اس کے نتیجے میں جانی نقصانات کے ساتھ ساتھ انفراسٹرکچر اور املاک کو بھی خاصا نقصان پہنچا تھا، اور غذائی قلت بڑھ گئی، جس سے قیمتوں پر دباؤ میں مزید شدت آگئی۔ زراعت کو سیلاب سے نقصانات اور صنعت اور خدمات پر اس کے بالواسطہ اثرات کے ابتدائی تخمینوں کو مد نظر رکھتے ہوئے زری پالیسی کمیٹی نے اکتوبر 2022ء میں مالی سال 23ء کے لیے حقیقی جی ڈی پی کی نمو کی پیش گوئی کم کر کے اسے تقریباً 2 فیصد کر دیا۔ اسی طرح، یہ نشاندہی بھی کی گئی کہ غذائی اجزا کی قیمتوں کو سیلاب کے سبب لگنے والے دھچکے کے نتیجے میں مالی سال 23ء میں عمومی مہنگائی سیلاب سے پہلے کی 18.0 تا 20.0 فیصد پیش گوئی سے کسی حد تک زیادہ ہو سکتی ہے۔

نومبر 2022ء میں سیلاب سے متعلق 'حکومت کا آفت کے بعد ضروریات کا جائزہ' شامل کر کے ان پیش گوئیوں پر مزید نظر ثانی کی گئی۔ اسٹیٹ بینک نے مالی سال 23ء میں اہم فصلوں کو خاصے پیداواری نقصانات اور صنعت میں نمو کے کمزور امکانات کے باعث حقیقی جی ڈی پی کی نمو میں کمی کے امکان جیسے خطرے میں اضافے کی نشاندہی کی۔ مالی سال 23ء کے لیے جاری کھاتے کے خسارے کی پیش گوئی کو جی ڈی پی کے تقریباً 3 فیصد پر برقرار رکھا گیا، کیونکہ توقع تھی کہ اجناس کی کم ہوتی عالمی قیمتیں درآمدات میں سیلاب سے متعلق اضافے اور برآمدات میں کسی بھی کمی کی تلافی کر دیں گی۔

تاہم سیلاب کے سبب غذائی قلت نے نومبر 2022ء میں مہنگائی کے امکانات کی شدت کو بڑھا دیا تھا۔ دوسری جانب، ستمبر 2022ء میں بجلی کی قیمتوں میں سرکاری کٹوتی کی واپسی کے بعد اکتوبر 2022ء میں بھی توانائی کی مہنگائی بڑھ گئی۔ غذائی اجزا اور توانائی کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے اثرات عمومی قیمتوں اور مہنگائی کی توقعات پر منتقل ہو گئے اور انہوں نے قوزی مہنگائی میں مزید اضافہ کر دیا۔ ان پیش رفتوں کی روشنی میں اسٹیٹ بینک نے مالی سال 23ء کے لیے مہنگائی کی پیش گوئی پر نظر ثانی کرتے ہوئے اسے 21.0 تا 23.0 فیصد کر دیا۔

سال کے بقیہ حصے میں عمومی مہنگائی میں مسلسل اضافے کا رجحان جاری رہا۔ سیلاب کی وجہ سے رسد میں تعطل کے نتیجے میں مختلف زرعی مصنوعات کی قلت مزید بڑھ گئی جس کی وجہ سے قیمتوں میں اضافے کا دباؤ بڑھ گیا۔ مزید برآں، مالی سال 23ء کے دوران مالیاتی انحراف اور بیرونی کھاتے پر دباؤ نے مہنگائی پر نمایاں اثرات مرتب کیے۔ سال کا آغاز بیرونی کھاتے میں کچھ مثبت پیش رفتوں سے ہوا۔ آئی ایم ایف کے ای ایف ایف پروگرام کے ساتویں اور آٹھویں جائزے کی کامیاب تکمیل اور اس کے نتیجے میں 1.2 ارب ڈالر کی وصولی سے نہ صرف دیگر دوطرفہ اور کثیر طرفہ قرض دہندگان کی جانب سے بیرونی رقوم کی آمد کی راہ

ہموار ہوگئی، بلکہ اگست 2022ء میں پاکستانی روپے کی قدر میں قابل ذکر اضافے سے مارکیٹ کے احساسات میں بھی بہتری آگئی۔

ان مثبت رجحانات کے تسلسل کا دارومدار آئی ایم ایف پروگرام کی کامیاب تکمیل پر تھا۔ تاہم، سیلاب کے سبب منصوبہ بندی کے مطابق مالیاتی یکجائی سے انحراف اور اس کے نتیجے میں نویں جائزے کی تکمیل میں تاخیر سے ملکی معاشی منظرنامے کے بارے میں خاصی بے یقینی پیدا ہوگئی۔ اس کے ساتھ ساتھ سیاسی عدم استحکام میں اضافے نے غیر سرمایہ کاروں کے اعتماد کو متاثر کیا، اور یہ صورت حال اکتوبر 2023ء میں ملک کی قرضہ جاتی درجہ بندی میں کمی پر منتج ہوئی۔ بیرونی رقوم کی ناکافی آمد کے سبب ملک کی ادائیگیوں کے توازن پر دباؤ میں خاصا اضافہ ہوگیا، جس کی عکاسی اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں 5.3 ارب ڈالر کی کمی اور پاکستانی روپے کی قدر کے 28.4 فیصد تک گرنے سے ہوتی ہے۔ پاکستانی روپے کی قدر میں کمی نے اجناس کی عالمی قیمتوں میں اعتدال کے فوائد کو جزوی طور پر زائل کردیا۔[1]

بیرونی کھاتے میں بڑھتے ہوئے مسائل کم کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک اور حکومت نے سال کے دوران ملکی طلب کو سست اور درآمدات کو محدود کرنے کے لیے مختلف اقدامات کیے۔ اسی طرح، مالیاتی کارکردگی کے بارے میں خدشات دور کرنے کے لیے حکومت نے پیٹرولیم مصنوعات اور گیس کی قیمتوں کو بڑھادیا اور فنانس (سپلیمنٹری) ایکٹ 2023ء کے ذریعے ٹیکسوں اور دیگر لیویز میں اضافے کا اعلان کردیا۔ تاہم، حکومت کے یہ اقدامات بھی مہنگائی پر دباؤ میں اضافے کا باعث بنے۔

ان پیش رفتوں نے قلیل مدتی مہنگائی کے امکانات کو خاصا بگاڑ دیا اور یہ مہنگائی کی توقعات میں مزید اضافے کا باعث بنیں۔ ان پیش رفتوں کے نتیجے میں مارچ

شکل 2.6: قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی

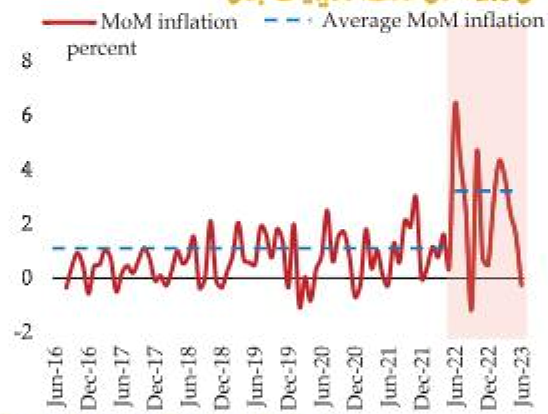

Source: Pakistan Bureau of Statistics

2023ء میں مہنگائی کی پیش گوئی کی حد پر مزید نظر ثانی کرتے ہوئے اسے 27 تا 29 فیصد کردیا گیا۔

مجموعی طور پر مختلف رسدی دھچکوں اور ملک میں بے یقینی کی صورت حال کے اثرات کی وجہ سے مالی سال 23ء کے دوران ماہ بہ ماہ مہنگائی میں کافی زیادہ اتار چڑھاؤ دیکھا گیا۔ جیسا کہ **شکل 2.6** سے ظاہر ہے، مالی سال 23ء میں اوسط ماہ بہ ماہ مہنگائی بڑھ کر 2.2 فیصد تک پہنچ گئی، جبکہ مالی سال 17ء تا 22ء کے دوران یہ 0.8 فیصد کی اوسط سطح پر تھی۔[2]

لہٰذا، مہنگائی کے بڑھتے ہوئے دباؤ کے جواب میں، اور مہنگائی کی توقعات کو بے قابو ہونے سے روکنے کے لیے اسٹیٹ بینک نے دوسری ششماہی میں جارحانہ پالیسی اپناتے ہوئے مجموعی طور پر پالیسی ریٹ میں 600 بیسس پوائنٹس کا اضافہ کیا، جبکہ مالی سال 23ء کی پہلی ششماہی میں 225 بی پی ایس بڑھائے گئے تھے۔ مالی سال 23ء کے دوران پالیسی ریٹ میں جارحانہ اضافے اور معاشی سرگرمی میں اعتدال کے مطابق نجی شعبے کے قرضوں کی نمو سست ہوکر 2.3 فیصد پر آگئی، جبکہ مالی سال 22ء میں 17.4 فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا تھا۔ پالیسی ریٹ میں اضافے

[1] موڈیز نے جون 2022ء میں پاکستان پر اپنے منظرنامے کو مستحکم سے منفی کردیا، اور اکتوبر 2022ء میں ملک کی درجہ بندی B3 سے Caa 1 کردی گئی، اور اس ضمن میں جون 2022ء اور اس کے بعد ملک میں آنے والے تباہ کن سیلاب کے حالات میں بیرونی کمزوری کے خطرات اور قرضہ جاتی پائیداری کے بلند خطرات کا حوالہ دیا گیا۔ ماخذ: رائٹرز۔ (www.reuters.com/markets/asia/moodys-slashes-pakistans-rating-amid-payment-crisis-2023-02-28/)

[2] مالی سال 16ء میں قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کا مالی سال 16-15ء کی اساس پر آغاز کیا گیا۔

کے ساتھ زری پالیسی کمیٹی کے مطابق مارچ 2023ء سے حقیقی شرحِ بائے سود مستقبل بین بنیادوں پر مثبت سطح پر پہنچ گئی ہیں۔ لہٰذا، کسی بھی قسم کے غیر متوقع دھچکوں کے بغیر اور زری سخت گیری کو تقویت دینے کے لیے مالیاتی یکجائی فرض کرتے ہوئے زری پالیسی کمیٹی نے مہنگائی کی توقعات پر قابو پانے اور مہنگائی کو مالی سال 25ء کے آخر تک 5.0 تا 7.0 فیصد کے وسط مدتی ہدف کی حد میں لانے کے لیے اس موقف کو مناسب سمجھا۔

مختصر یہ کہ اسٹیٹ بینک نے اپنے چوتھے تزویراتی منصوبے وژن 2028ء میں اپنی تجزیاتی اور پیش گوئی کی صلاحیتوں کو مزید بڑھانے کے لیے ایک تفصیلی منصوبہ پیش کیا ہے تاکہ مہنگائی کو وسط مدتی ہدف کی حد میں رکھتے ہوئے قیمتوں کے استحکام کا مقصد حاصل کیا جاسکے۔ اسٹیٹ بینک مہنگائی کے محرکات، زری پالیسی کی ترسیل اور وسط مدتی مہنگائی کی پیش گوئی کو گہرائی میں سمجھنے کے لیے تحقیق اور معاشی ماڈلنگ کی صلاحیتوں کو بڑھانا چاہتا ہے۔ مرکزی بینک کا مقصد 2028ء تک لچکدار مہنگائی کو ہدف بنانے کے نظام کو اختیار کرنا ہے۔

2.2 مالی سال 23ء میں زری پالیسی موقف

دشوار اور بے یقینی سے دوچار معاشی منظر نامے میں سال کے دوران اسٹیٹ بینک کا مقصد زری پالیسی کی رہنمائی پر مبنی قیمتوں کے استحکام کا حصول تھا۔ ایک فعال اور ڈیٹا پر مبنی طرزِ فکر پر عمل کرتے ہوئے زری پالیسی کمیٹی نے اپنی پالیسی کو تیزی سے بدلتے ہوئے معاشی حالات سے ہم آہنگ کیا اور زری پالیسی کو قیمتوں کے استحکام اور مالی استحکام اور معاشی نمو کے وسط مدتی امکانات کے تحفظ کے لیے وضع کیا گیا۔

مالی سال 23ء کے دوران زری پالیسی کمیٹی نے تین کے سوا اپنے تمام منعقدہ اجلاسوں میں سخت زری پالیسی کا تسلسل برقرار رکھا، یہ اجلاس اگست اور اکتوبر 2022ء اور 12 جون 2023ء کو منعقد ہوئے تھے۔ مزید برآں، اسٹیٹ بینک نے متعدد انتظامی اقدامات بھی کیے جیسے زری پالیسی کی ترسیلی میکانیت کو تقویت دینے کے لیے برآمدی فنانس اسکیم (ای ایف ایس) اور طویل مدتی فنانسنگ سہولت (ایل ٹی ایف ایف) کی شرحوں کو پالیسی ریٹ سے منسلک کرنے اور غیر ضروری درآمدات کے متعلق ترجیحی رہنمائی متعارف کرانے جیسے متعدد انتظامی اقدامات بیرونی کھاتے پر دباؤ میں کمی کا باعث بنے۔[3]

مہنگائی کے بڑھتے ہوئے دباؤ اور بگڑتے ہوئے معاشی امکانات کے باعث زری پالیسی کمیٹی (ایم پی سی) نے جولائی 2022ء میں پالیسی ریٹ میں 125 بی پی ایس اضافہ کرتے ہوئے اسے 15 فیصد کردیا

جب جولائی 2022ء میں زری پالیسی کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا تو روس اور یوکرین کے تنازعہ کی وجہ سے عالمی معاشی بے یقینی صورت حال میں نمایاں اضافہ ہو چکا تھا۔ بیشتر ممالک میں مہنگائی کئی دہائیوں کی بلند سطح تک پہنچ گئی تھی، جس نے مرکزی بینکوں کو جارحانہ زری پالیسی موقف اختیار کرنے کی ترغیب دی۔ پاکستان میں بھی صورت حال مختلف نہیں تھی، جہاں عالمی معاشی بے یقینی اور ملکی چیلنجوں کے سبب مہنگائی کا منظر نامہ مزید بگڑ گیا۔

مالی سال 23ء کے آغاز میں ملکی طلب تیزی سے بڑھ گئی، جس کا جزوی سبب مارچ تا مئی 2022ء میں بجلی اور ایندھن پر زراعانت کی شکل میں منصوبہ بندی کے بغیر مالیاتی توسیع تھی۔ نتیجتاً، بڑے پیمانے کی اشیا سازی اور سیمنٹ، گاڑیوں اور پیٹرولیم مصنوعات جیسے بلند فریکوینسی کے طلب کے اظہاریوں میں مئی 2022ء میں ہونے والے ایم پی سی کے اجلاس کے بعد بلند نمو ہوئی۔ اسی طرح، خام مال کی لاگت اور ملکی طلب کے پیشِ نظر مئی 2022ء میں نجی شعبے کے قرضوں میں بھی وسیع البنیاد اضافہ دیکھا گیا۔

مضبوط ملکی طلب اور زراعانت کے خاتمے کی شکل میں بڑے رسدی دھچکے کی صورت میں عمومی مہنگائی جون 2022ء میں بڑھ کر 21.3 فیصد کی 14 برسوں کی بلند سطح تک پہنچ گئی۔ یہ اضافہ وسیع البنیاد اور توانائی، غذا اور قوزی مہنگائی میں

[3] اسٹیٹ بینک نے اپنے سرکلر لیٹر نمبر 20 برائے 2022، بتاریخ 27 دسمبر 2022ء کے ذریعے مجاز ڈیلروں کو ہدایت کی کہ وہ ایچ ایس کوڈ باب 84، 85 اور باب 87 کے بعض اجزا سے متعلق کسی بھی قسم کی درآمدی کارروائی شروع کرنے سے قبل اسٹیٹ بینک سے اجازت لیں۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان: sbp.org.pk۔

قابل ذکر اضافے کا عکاس تھا۔ اسی طرح، جون 2022ء میں مہنگائی کی توقعات میں نمایاں اضافہ ہو گیا۔

طلب میں اضافے نے بھی درآمدات کو بڑھانے میں کردار ادا کیا، جس کے ساتھ کارکنوں کی ترسیلاتِ زر میں کمی مئی 2022ء میں جاری کھاتے کے خسارے میں قابل ذکر توسیع پر منتج ہوئی۔ مزید برآں، نجی اور سرکاری رقوم کی کمزور آمد نے مالی کھاتے پر دباؤ برقرار رکھا، جس کی وجہ سے زرمبادلہ کے ذخائر اور پاکستانی روپے پر بھی دباؤ بڑھ گیا۔ ملکی طلب کی بلند سطح کے علاوہ بڑھتی ہوئی ملکی بے یقینی، عالمی سطح پر امریکی ڈالر کی مضبوطی، اور اجناس کی بین الاقوامی قیمتوں میں مسلسل اضافے کی وجہ سے زری پالیسی کمیٹی کے مئی 2022ء میں گذشتہ اجلاس کے بعد پاکستانی روپے پر دباؤ مزید بڑھ گیا۔

اس پس منظر میں معیشت کو اعتدال پر لانے، مہنگائی کی توقعات کو بے قابو ہونے سے روکنے اور پاکستانی روپے کو اعانت کی فراہمی یقینی بنانے کے لیے ایم پی سی نے جولائی 2022ء میں چھ (06) میں سے پانچ (05) کے اکثریتی ووٹوں سے پالیسی ریٹ میں 125 بی پی ایس کا اضافہ کر دیا۔ مزید برآں، زری پالیسی کی ترسیل یقینی بنانے کے لیے ای ایف ایس اور ایل ٹی ایف ایف کی شرحوں کو پالیسی ریٹ سے منسلک کر دیا گیا، تاہم برآمدات کو سہولت دینے کی غرض سے اسے پالیسی ریٹ کے مقابلے میں 500 بی پی ایس کی رعایت دی گئی۔ ایم پی سی نے مالی سال 23ء کے بجٹ میں وضع کردہ مالیاتی یکجائی کو حاصل کرنے کی ضرورت پر زور دیا، جو قیمتوں کے استحکام کے مقصد کے حصول اور بیرونی شعبے کے مسائل حل کر کے زری سختی کی اعانت کے لیے ضروری تھا۔ کمیٹی نے یہ تجویز بھی دی کہ مارکیٹوں کی جلد بندش، گھر سے کام کرنے کی حوصلہ افزائی اور تجارتی خسارے کو کم کر کے پائیدار سطح پر لانے کے لیے توانائی کی طلب میں کٹوتی کر کے معیشت کی جاذب توانائی سطح میں کمی جیسے غیر روایتی اقدامات بھی متعارف کرائے جائیں۔

ایم پی سی نے سیلاب اور ملکی طلب میں اعتدال کے سبب اگست اور اکتوبر 2022ء میں پالیسی ریٹ کسی تبدیلی کے بغیر 15 فیصد پر برقرار رکھا

ستمبر 2021ء کے بعد سے پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر 800 بی پی ایس اضافے کو مدنظر رکھتے ہوئے، جس کے مطلوبہ نتائج ظاہر ہونا شروع ہو گئے تھے جو بلند فریکوینسی والے طلب کے اظہاریوں کی سست رفتاری اور موسم گرما کے بعد معاشی سرگرمی میں مزید اعتدال کی توقع سے ظاہر ہیں، زری پالیسی کمیٹی نے اپنے اگست اور اکتوبر 2022ء کے دونوں اجلاسوں میں پالیسی ریٹ کسی تبدیلی کے بغیر 15 فیصد پر برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا۔ اس فیصلے میں بھی آئی ایم ایف کے ای ایف ایف پروگرام کے تحت ساتویں اور آٹھویں جائزے کی تکمیل کے بعد بیرونی کھاتے کی پوزیشن میں بہتری کو مدنظر رکھا گیا۔

مزید برآں، معاشی سرگرمی میں خاصی سست رفتاری آ گئی، کیونکہ طلب کے بیشتر اظہاریوں میں فروخت کے حجم میں کمی درج کی گئی، جبکہ جولائی 2022ء میں ایل ایس ایم میں سکڑاؤ درج کیا گیا۔ مون سون کے سیلاب کے اثرات کے نتیجے میں مہنگائی اور جاری کھاتے پر طلب کا دباؤ مزید کم ہونے کی توقع تھی۔ مالیاتی کارکردگی بھی بہتر تھی، جس کی عکاسی جولائی 2022ء میں دیکھے جانے والے بنیادی فاضل سے بھی ہوتی ہے، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں خسارہ دیکھنے میں آیا تھا۔

تاہم، جولائی 2022ء میں توانائی، غذائی اور قوزی مہنگائی میں وسیع البنیاد اضافے کے نتیجے میں مہنگائی کے دباؤ میں مزید شدت آ گئی۔ زری پالیسی کمیٹی کے خیال میں مہنگائی میں یہ اضافہ توانائی کے زرِ اعانت، بنیادی غذائی اجزا کی قیمتوں کی رفتار کے تسلسل اور سابقہ مہینے میں پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کی توقعات سے ہم آہنگ تھا۔ مزید برآں، ایف سی اے میں عارضی کمی نے توانائی کی رفتار کے ساتھ ساتھ عمومی مہنگائی میں کمی کر دی، اور عمومی مہنگائی اگست 2022ء کے 27.3 فیصد سال بسال سے کم ہو کر ستمبر 2022ء میں 23.2 فیصد پر آ گئی۔

اس مرحلے پر، عالمی اقتصادی صورت حال میں خاصی نمایاں بے یقینی کے ساتھ نمو کے عالمی امکانات کو لاحق خطرات میں اضافے کے نتیجے میں اجناس کی عالمی

قیمتوں میں اعتدال آ گیا۔ اس کے ساتھ اسٹیٹ بینک کی جانب سے متعارف کردہ طلب کے انتظام کا نتیجہ بیرونی کھاتے میں بہتری کی صورت میں نکلا۔ توانائی کی درآمدات میں تیزی سے سکڑاؤ کے ساتھ غیر توانائی درآمدات میں کچھ اعتدال کے باعث تجارتی خسارے میں کمی آنا شروع ہو گئی۔ بیرونی شعبے کے ان نتائج کے ساتھ مالی سال 23ء کی پہلی سہ ماہی میں جاری کھاتے کا خسارہ کافی سکڑ گیا، اور اکتوبر 2022ء میں پاکستان روپے کی قدر میں کچھ اضافہ دیکھا گیا۔

عالمی اور ملکی رسدی دھچکوں کے حالات میں مہنگائی کے مضبوط اور توقع سے زیادہ پائیدار نتائج کے سبب نومبر 2022ء اور جنوری 2023ء میں پالیسی ریٹ بالترتیب 100،100 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 17 فیصد ہو گیا۔

نومبر 2022ء اور جنوری 2023ء کے زری پالیسی کمیٹی کے اجلاسوں کے انعقاد کے وقت معاشی سرگرمیوں میں نمایاں سست رفتاری اور جاری کھاتے کے خسارے میں کمی کے باوجود مہنگائی کے پائیدار اور عمومی دباؤ کے بارے میں خدشات نے مزید زری سختی کی ضرورت کو اجاگر کیا۔ ایم پی سی نے کہا کہ سیلاب کے باعث ملکی غذائی قلت، توانائی کی قیمتوں میں اضافے، بڑھتی ہوئی عالمی معاشی بے یقینی اور ابھی تک بلند اجناس کی عالمی قیمتوں اور اجرتوں اور قیمتوں پر ان کے وسیع تر دور ثانی اثرات کے عالمی اور ملکی رسدی دھچکوں کے مشترکہ اثرات ملکی مہنگائی کے توقع سے زیادہ مضبوط اور پائیدار دباؤ پر اثرانداز ہو رہے تھے۔ اکتوبر 2022ء میں مہنگائی کی رفتار میں 4.7 فیصد کا تیز رفتار اضافہ ہوا، جس کا اہم سبب ایف سی اے کا معمول کی سطح پر آنا تھا، جبکہ قوزی مہنگائی نے نومبر اور دسمبر 2022ء میں گذشتہ دس مہینوں میں اضافے کے رجحان کا تسلسل برقرار رکھا۔ ان پیش رفتوں کی عکاسی کرتے ہوئے جنوری 2023ء میں صارفین اور کاروباری اداروں دونوں کی مہنگائی کی توقعات بڑھ گئیں۔

زری پالیسی کمیٹی نے کہا کہ اگر مہنگائی کے دباؤ کے معاملے کا حل تلاش نہیں کیا گیا تو اس میں پائیداری آ سکتی ہے، جو قیمتوں کے استحکام کے مقصد اور مستقبل کی معاشی نمو کی مضبوطی کے لیے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ لہٰذا، مہنگائی کی توقعات پر قابو پانے اور وسط مدتی نمو کے امکانات کو تحفظ دینے کے لیے زری پالیسی کمیٹی نے اپنے نومبر 2022ء اور جنوری 2023ء کے اجلاسوں میں بالترتیب نو (09) میں سے سات (07) اور سات (07) میں سے چھ (06) کے اکثریتی ووٹوں سے دونوں اجلاسوں میں پالیسی ریٹ میں 100 اور 100 بیسس پوائنٹس اضافہ کر دیا۔ مزید برآں، ایم پی سی نے غذائی مہنگائی کو معتدل سطح پر لانے کے لیے انتظامی اقدامات کرنے اور بروقت درآمدات کی ضرورت پر بھی زور دیا۔

نومبر 2022ء اور جنوری 2023ء کے زری پالیسی جائزوں کے وقت فروخت کے حجم میں مسلسل کمی جاری رہی، جو سابقہ زری سخت گیری، انتظامی اقدامات اور سیلاب کے سبب عارضی تعطل کے سامنے آنے والے اثرات کی عکاس تھی۔ رسد کے لحاظ سے مالی سال 23ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی پیداوار کمزور رہی جبکہ اس سے قبل نومبر 2022ء میں 5.5 فیصد سال بسال کی قابل ذکر کمی دیکھنے میں آئی تھی۔[4] اسی طرح درآمدات میں خاصی کمی بھی ان رجحانات سے ہم آہنگ تھی، جو مالی سال 23ء کی پہلی ششماہی میں جاری کھاتے کے خسارے میں سکڑاؤ پر منتج ہوئی۔ جاری کھاتے میں یہ بہتری اس مدت کے دوران کارکنوں کی ترسیلات زر میں مسلسل کمی، ملکی اور عالمی سطح پر بے یقینی، بڑھتے ہوئے کرب پریمیم، سفر کے معمول پر آنے اور امریکی ڈالر کی قدر میں اضافے کے باوجود دیکھنے میں آئی۔

اس بہتری سے قطع نظر، ایم پی سی نے نوٹ کیا کہ نومبر 2022ء اور جنوری 2023ء کو کمیٹی کے اجلاسوں کے وقت مختلف ملکی اور عالمی عوامل نے بیرونی شعبے کے امکانات کو لاحق قلیل مدتی خطرات میں اضافہ کر دیا تھا۔ خصوصاً، جاری ملکی بے یقینی میں اضافے کے سبب بیرونی فنانسنگ رقوم کی کم آمد، سخت عالمی مالی حالات، اور بیرونی قرض کی مسلسل ادائیگیوں کا نتیجہ زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی کی صورت میں برآمد ہوا۔ اس ضمن میں، ایم پی سی نے بے یقینی سے نمٹنے اور دوطرفہ اور کثیر طرفہ قرض دہندگان کی جانب سے بیرونی قرضوں کی دستیابی کو یقینی بنانے کے لیے آئی ایم ایف کے ای ایف ایف پروگرام کے نویں جائزے کو مکمل کرنے کی اہمیت پر زور دیا۔

[4] پاکستان دفتر شماریات کے نظر ثانی شدہ ڈیٹا کے مطابق نومبر 2022ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں 6.3 فیصد کمی ہوئی۔

م س 23ء کے ابتدائی چار مہینوں میں گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں مجموعی خسارے کے بڑھنے اور بنیادی فاضل میں کمی کے باعث مالیاتی کارکردگی بھی بگڑ چکی تھی۔ سیلاب کے سبب درپیش چیلنجوں کا ادراک کرتے ہوئے ایم پی سی نے تجویز دی کہ اخراجات کی ترجیحات کا دوبارہ تعین کرتے ہوئے ان کا رخ سیلاب سے ریلیف کے اقدامات اور کمزور طبقات کو بر ہدف اعانت کی فراہمی کی جانب کیا جائے تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ مالیاتی انحراف کی سطح کم سے کم رہے۔ ایم پی سی نے قیمتوں کے استحکام کے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے زری پالیسی کی اعانت کی خاطر مالیاتی پالیسی کی کوششوں کی ضرورت کو اجاگر کیا۔

مالیاتی ردوبدل اور شرحِ مبادلہ میں کمی کے باعث مہنگائی کے منظرنامے میں بگاڑ کے حالات میں مارچ 2023ء میں پالیسی ریٹ میں 300 بی پی ایس اضافہ کرتے ہوئے اسے 20 فیصد کردیا گیا

فنانس (سپلیمنٹری) ایکٹ 2023ء کے ذریعے متعارف کیے گئے اضافی ٹیکسوں اور ڈیوٹیوں، توانائی کی قیمتوں میں ردوبدل اور پاکستانی روپے کی قدر میں بھاری کمی کے باعث مہنگائی بڑھنے کے خطرات سامنے آنے کے نتیجے میں مارچ 2023ء میں جب زری پالیسی کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا تو مہنگائی کے منظرنامے میں خاصا بگاڑ آ گیا۔ عمومی مہنگائی میں فروری 2023ء میں 31.5 فیصد کا وسیع البنیاد اضافہ دیکھا گیا جس میں سب سے بڑا حصہ بنیادی غذائی اجزا کی قیمتوں میں اضافے کا تھا۔ گذشتہ چند مہینوں کے دوران کمزور رہنے کے بعد فروری 2023ء میں پیٹرولیم مصنوعات اور گیس کی قیمتوں میں ردوبدل کے ساتھ توانائی کی مہنگائی میں اضافہ ہوگیا۔ توانائی کی قیمتوں میں ردوبدل کے دورِ ثانی اثرات اور مہنگائی کی توقعات کو شامل کرنے کے بعد دیہی اور شہری علاقوں میں فروری 2023ء میں قوزی مہنگائی بھی بڑھ گئی۔

جاری کھاتے کے خسارے میں پائیدار سکڑاؤ کے باوجود بیرونی شعبے کے مسائل میں اضافہ جاری رہا۔ جولائی تا جنوری مالی سال 23ء کے دوران دشوار عالمی مالی حالات کے سبب مالی رقوم کی کمزور آمد اور ملکی بے یقینی صورت حال کے ساتھ قرضوں کی مقررہ وقت پر واپسی کے باعث زرمبادلہ کے ذخائر اور پاکستانی روپے پر دباؤ برقرار رہا۔

اس پس منظر میں ایم پی سی نے اپنے مارچ 2023ء کے اجلاس میں مہنگائی کی توقعات پر جارحانہ انداز میں قابو پانے اور نو (09) میں سے سات (07) کے اکثریتی ووٹوں سے پالیسی ریٹ میں 300 بی پی ایس اضافہ کرکے اسے 20 فیصد کرنے کا فیصلہ کیا۔ مزید برآں، ایم پی سی نے معاشی استحکام اور قیمتوں کے استحکام کا مقصد حاصل کرنے کی خاطر مالیاتی نظم و ضبط برقرار رکھنے کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ سخت زری پالیسی کے مضمرات کو جانچتے ہوئے زری پالیسی کمیٹی کا خیال تھا کہ اچھی سرمایت کے حامل مالی اداروں کے باعث مالی استحکام کو لاحق خطرات محدود رہنے کا امکان ہے۔ نمو کے امکانات سمجھوتے کے عکاس تھے، تاہم کمیٹی نے اپنی سابقہ رائے کو برقرار رکھا کہ مہنگائی پر قابو پانے کی قلیل مدتی لاگتیں مہنگائی مضبوط ہونے کے طویل مدتی خطرات سے کم تھیں۔

کلی معاشی استحکام کے منظرنامے کو لاحق پائیدار مشکلات کے حالات میں مہنگائی میں مسلسل اضافے نے اپریل 2023ء میں پالیسی ریٹ میں 100 بی پی ایس اضافہ کرکے اسے 21 فیصد کرنے کی ترغیب دی

مہنگائی میں مسلسل اضافے، زرمبادلہ کے ذخائر پر مسلسل دباؤ اور مالی سیالیت کی دشوار عالمی صورت حال کے باعث جب اپریل 2023ء میں زری پالیسی کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا تو کلی معاشی منظرنامے میں مزید بگاڑ آ گیا تھا۔ زری پالیسی کمیٹی کے گذشتہ اجلاس کے بعد سے معاشی سرگرمی، جس کی پیمائش بلند تعدد کے اظہاریوں اور ایل ایس ایم کی پیداوار سے ہوتی ہے، سکڑاؤ کی پالیسیوں کے مطابق مسلسل کمزور ہو رہی تھی۔ ان پیش رفتوں کے باوجود فنانس (سپلیمنٹری) ایکٹ 2023ء کے ذریعے متعارف کردہ ٹیکسوں اور ڈیوٹیوں کے اثرات کی منتقلی، توانائی کے ٹیرف اور خام مال کی لاگتوں پر اس کے دورِ ثانی اثرات، پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کے ساتھ مہنگائی کی بلند توقعات نے مارچ 2023ء میں عمومی قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کو نئی بلندی تک پہنچ دیا۔ بیرونی کھاتے میں، ملکی طلب میں پائیدار کمی کے ساتھ فروری 2023ء میں جاری کھاتے کے خسارے میں توقع سے زیادہ سکڑاؤ سے مدد ملی، تاہم زرمبادلہ رقوم کی آمد میں کمی نے ادائیگیوں کے توازن کی پوزیشن پر دباؤ برقرار رکھا۔

لہٰذا، مہنگائی کی توقعات کو وسط مدتی ہدف کے قریب لانے کے لیے ایم پی سی نے اپنے اپریل 2023ء میں منعقدہ اجلاس میں نو (09) میں سے سات (07) کے اکثریتی ووٹوں سے پالیسی ریٹ میں 100 بی پی ایس اضافہ کرتے ہوئے اسے 21.0 فیصد کر دیا۔ ایم پی سی کی رائے تھی کہ مستقبل بین بنیادوں پر مثبت سطح پر حقیقی شرح سود کے ساتھ یہ پالیسی موقف مہنگائی کم کر کے مطلوبہ سطح پر لانے کے لحاظ سے مناسب تھا۔

مہنگائی کی کم ہوتی رفتار اور اس کی توقعات میں مسلسل اعتدال کے سبب ایم پی سی نے اپنے 12 جون 2023ء کو منعقدہ اجلاس میں پالیسی ریٹ کسی تبدیلی کے بغیر 21.0 فیصد پر برقرار رکھا۔

زری پالیسی کمیٹی کے اجلاس کے انعقاد کے وقت مہنگائی کے منظرنامے میں کئی پہلوؤں سے بہتری آگئی تھی۔ پہلا، اگرچہ اپریل اور مئی 2023ء میں عمومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی نے متوقع وسیع البنیاد اضافے کے رجحان کو برقرار رکھا، تاہم مئی 2023ء میں مہنگائی کی رفتار میں مسلسل تیسرے مہینے کمزوری کا رجحان برقرار رہا۔ یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ یہ بہتری قوزی مہنگائی میں بھی دیکھی گئی۔ دوسرا، صارفین اور کاروباری اداروں دونوں کی مہنگائی کی توقعات میں مسلسل بہتری کا عمل جاری رہا۔

تیسرا، عبوری تخمینے مالی سال 23ء کے دوران معاشی سرگرمی میں خاصی سست رفتاری کے عکاس تھے، جن کے مطابق حقیقی جی ڈی پی کی نمو مالی سال 22ء کے 6.1 فیصد کے نظرثانی شدہ تخمینے سے کم ہو کر 0.3 فیصد پر آگئی۔[5] چوتھا، اپریل اور مئی 2023ء میں جاری کھاتے کے خسارے میں مسلسل دو مہینوں تک فاضل درج کیا گیا۔ پانچواں، مالی سال 24ء کے بجٹ میں جاری سال کی نسبت مزید مالیاتی یکجائی کا تخمینہ لگایا گیا تھا۔ اور آخر میں، اجناس کی عالمی قیمتوں اور سیالیت کے امکانات میں بہتری آچکی تھی۔

ان پیش رفتوں کی مجموعی صورت حال اور ستمبر 2021ء سے پالیسی ریٹ میں 1400 بی پی ایس اضافے کے مجموعی اثرات کو مدنظر رکھتے ہوئے ایم پی سی نے اپنے 12 جون 2023ء کو منعقدہ اجلاس میں دس (10) میں سے آٹھ (08) کے اکثریتی ووٹوں سے پالیسی ریٹ کو 21 فیصد پر برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا۔ ایم پی سی کی رائے تھی کہ ملک میں بے یقینی کی صورت حال، بیرونی کھاتے پر مسلسل دباؤ اور زری سختی کے اثرات کے باعث آگے چل کر ملکی طلب قابو میں رہنے کی توقع تھی۔ مزید برآں، توقع تھی کہ جون 2023ء سے مہنگائی میں کمی آنا شروع ہو جائے گی۔ زری پالیسی کمیٹی کے مطابق اگر موجودہ ملکی بے یقینی اور بیرونی کھاتے کے دباؤ سے مؤثر انداز میں نمٹا جائے تو کسی بھی قسم کے غیر متوقع دھچکوں کی عدم موجودگی میں مہنگائی کو کم کر کے وسط مدتی ہدف تک لانے کے حوالے سے یہ موقف مناسب تھا۔

مہنگائی کے منظرنامے کو لاحق ابھرتے خطرات کے ساتھ ایم پی سی نے 26 جون 2023ء کو منعقدہ ہنگامی اجلاس میں پالیسی ریٹ میں 100 بی پی ایس اضافہ کر کے 22 فیصد کر دیا

آئی ایم ایف پروگرام کی تکمیل یقینی بنانے کے لیے جون 2023ء کے آخری ہفتے میں کچھ اہم پالیسی اقدامات کو متعارف کرایا گیا، جن سے مہنگائی میں اضافے کے خطرات بڑھ گئے۔ پہلا، حکومت نے پیٹرولیم ڈویلپمنٹ لیوی کی شرحوں میں اضافہ کر دیا اور مالی سال 24ء کے بجٹ میں اضافی ٹیکسوں اور ڈیوٹیوں میں اضافہ متعارف کرایا گیا۔ دوسرا، اسٹیٹ بینک نے درآمدات پر ترجیحی رہنمائی کو واپس لے لیا۔ ابھرتی ہوئی صورت حال کا جائزہ لینے کے لیے ایم پی سی نے 26 جون کو ہنگامی اجلاس کا انعقاد کیا۔ ایم پی سی نے کہا کہ ٹیکسوں میں اضافہ مہنگائی پر بالواسطہ اور بلاواسطہ دونوں طرح سے اثرات مرتب کر سکتا تھا۔ اسی طرح، درآمدی پابندیوں میں نرمی کے باعث بازار مبادلہ میں اضافی دباؤ پیدا ہونے کا خطرہ تھا، اور اس کے نتیجے میں روپے پر دباؤ بڑھنے سے مہنگائی میں مزید اضافہ ہو سکتا تھا۔

مذکورہ بالا خطرات پر فعال ردعمل دکھانے کی غرض سے ایم پی سی نے نو (09) میں سے آٹھ (08) کے اکثریتی ووٹوں سے پالیسی ریٹ میں 100 بی پی ایس اضافہ کرتے ہوئے اسے 22 فیصد کر دیا۔ ایم پی سی کے خیال میں یہ فیصلہ حقیقی شرح سود کو مضبوطی سے مستقبل بین بنیادوں پر مثبت سطح پر رکھنے اور مہنگائی کی

[5] نومبر 2023ء میں پاکستان دفترِ شماریات کے مطبوعہ نظرثانی شدہ تخمینے کے مطابق مالی سال 23ء میں حقیقی جی ڈی پی میں 0.2 فیصد سکڑاؤ دیکھا گیا۔

شکل 2.7: شبینہ ریپوریٹ کا پالیسی ریٹ سے انحراف

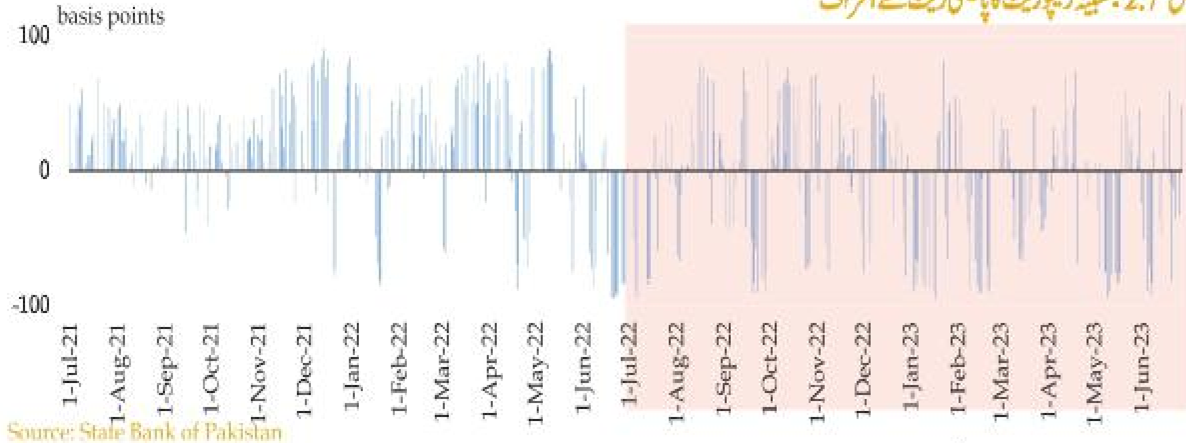

Source: State Bank of Pakistan

توقعات کو اچانک دھچکوں کی عدم موجودگی میں مالی سال 25ء کے آخر تک 5.0 تا 7.0 فیصد کے وسط مدتی ہدف تک لانے کے لیے ضروری تھا۔ ایم پی سی نے اور حکومت کی جانب سے بیرونی کھاتے کی کمزوریوں سے نمٹنے کے لیے آئی ایم ایف پروگرام کی تکمیل کی افادیت اور حکومت کی جانب سے معاشی بے یقینی کے خاتمے کے لیے مالی سال 24ء کے بنیادی فاضل کے ہدف کی پاسداری کو بھی اجاگر کیا گیا۔

2.3 زری پالیسی کا نفاذ

زری پالیسی کے نفاذ میں زیادہ توجہ بازار زر شبینہ ریپوریٹ کو اسٹیٹ بینک کی بازار زر اور اسٹینڈنگ سہولتوں کو استعمال کرتے ہوئے پالیسی (ٹارگٹ) ریٹ کے قریب رکھنے پر دی جاتی ہے۔ مالی سال 23ء میں بین البینک سیالیت کی ضروریات میں اضافے کے باوجود شبینہ ریپوریٹ اوسطاً پالیسی ریٹ سے 11.0 بی پی ایس نیچے رہا۔ یہ مالی سال 22ء کے برعکس ہے جب شبینہ ریپوریٹ اوسطاً پالیسی ریٹ سے 17.6 بی پی ایس اوپر تھا (**شکل 2.7**)۔[6]

مالی سال 23ء میں بین البینک بازار زر کی سیالیت کی ضروریات میں گذشتہ برس کی نسبت خاصا اضافہ دیکھا گیا۔ سال کے دوران متعدد عوامل نے ضروریات کو بڑھانے میں کردار ادا کیا۔ ان میں شامل ہیں: پاکستانی روپے کے لحاظ سے بیرونی قرض کی خالص مقدار میں کافی واپسی، بیرونی قرضوں کی عدم دستیابی کے حالات میں اسٹیٹ بینک سے قرض لینے پر پابندیوں کے سبب حکومت کا خسارے کی فنانسنگ کے لیے کمرشل بینکوں پر مسلسل انحصار اور منصوبہ بندی سے کم مالیاتی یکجائی جس نے زری پالیسی کی اثر انگیزی کو متاثر کیا۔ مزید برآں، کلی معاشی بے یقینی کی بلند سطح کے ساتھ مہنگائی کا بڑھتا ہوا دباؤ جس کے نتیجے میں مالی سال 23ء میں زیر گردش کرنسی میں 20.8 فیصد کی خالص توسیع ہوئی جبکہ گذشتہ برس 9.6 فیصد اضافہ ہوا تھا، اور کمرشل بینکوں کے ڈپازٹس کی نمو میں کمی نے بھی سیالیت کی ضروریات کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔

اس پس منظر میں اسٹیٹ بینک نے باقاعدگی سے سات روزہ اور طویل مدتی (بشمول 63 اور 77 دنوں) بازار زر کے سودوں کے ذریعے بین البینک بازار میں سیالیت کی فراہمی جاری رکھی تاکہ بین البینک منڈی کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کیا جاسکے۔ اس کے نتیجے میں مالی سال 23ء میں بازار زر کے سودوں کا اوسط واجب الادا اسٹاک بڑھ کر 5,829.2 ارب روپے تک پہنچ گیا، جبکہ مالی سال 22ء میں یہ 2,489.8 ارب روپے تھا (**شکل 2.8**)۔

سیالیت کا بہتر انتظام کرنے کی غرض سے اسٹیٹ بینک نے مالی سال 23ء میں بازار زر کے قدرے طویل مدتی سودوں کا استعمال کیا۔ خصوصاً، اسٹیٹ بینک نے مالی سال 23ء میں 40 طویل مدتی بازار زر کے سودوں کے ذریعے مجموعی طور پر

[6] علاوہ اختتام ہفتہ اور عام تعطیلات۔

شکل 2.8 : مالی سال 23ء میں بین البینک سیالیت کے اظہاریے

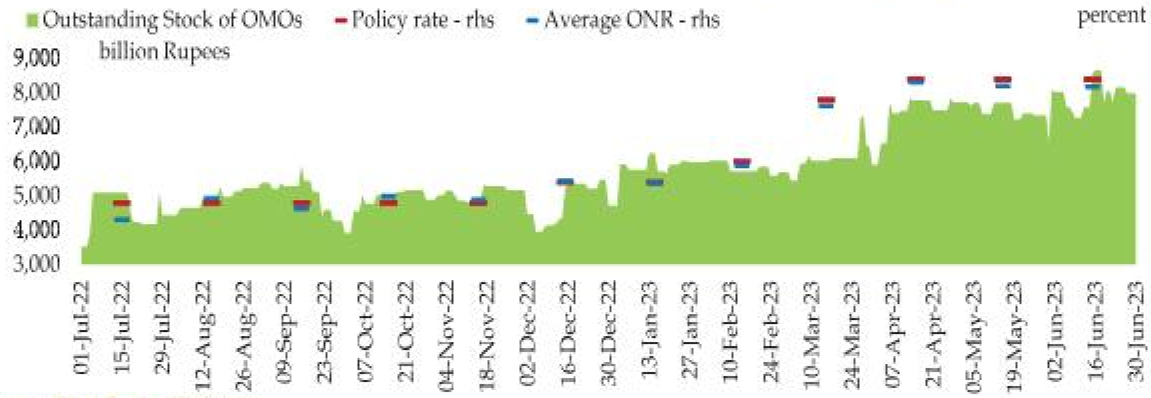

Source: State Bank of Pakistan

32.5 ٹریلین روپے کا ادخال کیا، جبکہ مالی سال 22ء میں 9 طویل مدتی ادخالات کے ذریعے 5.7 ٹریلین روپے کے ادخالات ہوئے تھے۔[7] مالی نظام میں وافر سیالیت کی دستیابی کے سبب مالی سال 23ء میں شبینہ پالیسی ریٹ، پالیسی ریٹ سے کم ہو گیا۔

مزید برآں، مالی سال 23ء میں مارکیٹ نے اسٹیٹ بینک کی فلور سہولت سے 594 بار استفادہ کیا اور مجموعی طور پر 18.3 ٹریلین روپے کی رقم کی ٹرانزیکشن کی گئی، جبکہ مالی سال 22ء میں 217 مواقع پر یہ رقم 6.7 ٹریلین روپے تھی۔ چنانچہ بین البینک منڈی سے اضافی سیالیت کو جذب کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک نے مالی سال 23ء میں بازار زر کے بیس (20) سودے کیے، جبکہ گذشتہ برس ان کی تعداد پانچ (05) تھی۔ اسی طرح، بازار زر کے ہر سودے میں سیالیت کا حجم تقریباً دگنا ہو گیا۔

اسلامی بینکاری اداروں کی سیالیت کا مؤثر انتظام کرنے کی غرض سے اسٹیٹ بینک نے بازار زر کے 70 سودوں کے ذریعے تقریباً 4.1 ٹریلین روپے کے ادخالات کیے۔ اس طرح، مالی سال 22ء میں بازار زر کے ان سودوں کا اوسط واجب الادا حجم 539.0 ارب روپے رہا جو مالی سال 22ء میں 467.3 ارب روپے تھا۔

[7] مالی سال 23ء میں مجموعی طور پر 41 طویل مدتی بازار زر کے سودے کیے گئے، جس میں سے بازار زر کے ایک سودے کی بولیوں کو مسترد کر دیا گیا۔

3 مالی استحکام

مالی سال 23ء کے دوران مجموعی طور پر کُلی مالی حالات تناؤ کا شکار رہے کیونکہ بڑھتی ہوئی مہنگائی، بیرونی کھاتوں پر دباؤ، سخت زری پالیسی اور معاشی سست روی نے حقیقی اور مالی دونوں شعبوں کے لیے اہم چیلنجز پیدا کیے۔ تاہم، پاکستان کے مالی شعبے نے اپنی اصابت کو برقرار رکھتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ بر آ ہونے کا سلسلہ جاری رکھا اور صنعتی اداروں، گھرانوں اور حکومت کو بلا تعطل قرضے اور مالی خدمات فراہم کیں۔

چونکہ پاکستان کے مالی نظام میں بینکاری شعبے کا حصہ سب سے زیادہ ہے اور یہ قومی ادائیگی کے نظام میں اہم کردار ادا کرتا ہے لہٰذا اس کی کارکردگی اور مضبوطی پورے مالی نظام کے استحکام کے لیے نہایت اہم ہے۔ بینکاری شعبے کا نقشہ استحکام (بی ایس ایس ایم)[1]، جو دیگر بہت سے پہلوؤں کے ساتھ ساتھ شعبے کے مالی مضبوطی اہم کے اظہاریوں کا احاطہ کرتا ہے، ظاہر کرتا ہے کہ اثاثوں کے معیار، آمدنیوں، کفایت سرمایہ اور باہمی ربط میں بہتری دیکھنے میں آئی۔ تاہم، مجموعی اثاثوں میں اضافے کے مقابلے میں بینک کے ڈپازٹس کی نمو میں کچھ اعتدال دیکھا گیا (**شکل 3.1**)۔ تاہم، برسوں سے نافذ ایک انتہائی محتاط اور موثر نگہداشت کے نظام کار کی بدولت حاصل شدہ مالی تحفظ اور عملی صلاحیتوں نے زیر غور مالی سال میں موجود قدرے ناموافق کلی مالی حالات کا کامیابی کے ساتھ سامنا کیا۔

اثاثوں کا معیار اور مخطرہ قرض

مالی سال 23ء کے دوران بینکوں اور ترقیاتی مالی اداروں (ڈی ایف آئیز) کے اثاثوں کا معیار بہتر ہوا۔ شعبۂ بینکاری کے غیر فعال قرضوں اور کُل قرضوں کا تناسب گذشتہ سال کی سطح پر تقریباً مستحکم رہا؛ تاہم سال کے دوران غیر فعال قرضوں میں کمی کی وجہ سے ترقیاتی مالی اداروں کے معاملے میں اس تناسب میں کمی واقع ہوئی۔ قرضوں کے نقصانات کے ازالے کے لیے تموین میں اضافے کے باعث، خالص غیر فعال قرضوں تا خالص قرضوں کا تناسب اور سرمایہ ضرر (خالص غیر فعال قرضے تا سرمایہ) گزشتہ دو دہائیوں میں کم ترین سطح پر آ گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ادائیگی قرض کی صلاحیت کے اعتبار سے بینکوں اور ترقیاتی مالی اداروں کے واجب الوصول قرضوں کے موجودہ جزدان میں بقایا مخطرہ قرض قدرے کم ہو گیا (**جدول 3.1**)۔ دباؤ کی جانچ کی حالیہ مشق (حساسیت کے جائزے) کے نتائج سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مخطرہ قرض کے عوامل کے حوالے سے بینکاری شعبہ مفروضے کے تحت شدید دھچکوں کے اعتبار سے مناسب پائیداری کا حامل ہے۔

شکل 3.1: بینکاری شعبے کے استحکام کا نقشہ

ماخذ: بینک دولت پاکستان

[1] بی ایس ایس ایم موجودہ دور کے مالی اصابت کے اظہاریوں کی ان کی تاریخی سطح کے لحاظ سے درجہ بندی کرتا ہے۔ یہ مختلف اظہاریوں کی فیصدی درجہ بندی (1 تا 10 کے پیمانے) پر مبنی ہے جو کہ کسی بھی اظہاریے کا خلاصہ اسکور اور اس کی ایک خاص سمت کی طرف رخ کو ظاہر کرتا ہے مثلاً اثاثوں کا معیار۔ خلاصہ اعداد و شمار 10 کے قریب درجہ بندی خطرات میں اضافے کی نشاندہی کرتی ہے لیکن ضروری نہیں کہ استحکام سے متعلق فوری تشویش ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خلاصہ اعداد و شمار تاریخی سلسلے کی فیصدی درجہ بندی پر مبنی ہیں اور ماضی کے لیے حقیقی اظہاریے اب بھی اطمینان بخش حالت میں یا کم سے کم ضوابطی تقاضے سے اوپر ہو سکتے ہیں۔ بی ایس ایس ایم کا طریقہ کار ڈِ ملز، بی۔، میک کو گرین، آر۔، میاجیما، کے۔، اور نگ، بی۔ (2010) پر مبنی ہے۔ "کیا آپ عالمی مالی استحکام کو نقش بند کر سکتے ہیں؟" آئی ایم ایف ورکنگ پیپرز، 1-42

دوسری جانب، بینکوں کے قرضہ جزدان کے تفصیلی جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بنیادی طور پر درجہ بند فرمز شامل ہیں جو بینکاری شعبے سے قرض لینے کو ترجیح دیتی ہیں جس کی وجہ بجز دوسرے عوامل کے کارپوریٹ قرض مارکیٹ کی محدود رسائی ہے[2]۔ ان درجہ بند قرض گیروں کی عام طور پر قرضہ جاتی ساکھ مضبوط ہوتی ہے اور ان کا تنظیمی نظم و نسق اور کاروبار وسیع تجربہ ہوتا ہے۔

یہ عناصر فرموں کی معاشی دھچکوں کے خلاف مناسب پائیداری کو بھی ظاہر کرتے ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ اسٹیٹ بینک دیرپا معاشی نمو اور مالی استحکام کے لیے ترقی یافتہ بازارِ سرمایہ کی اہمیت کو باقاعدہ طور پر تسلیم کرتا ہے۔ اس سلسلے میں اسٹیٹ بینک بازارِ سرمایہ ترقیاتی منصوبے اور روڈ میپ کے نفاذ کے لیے سیکورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان (ایس ای سی پی) کے ساتھ بھرپور تعاون کر رہا ہے[3]۔ اسٹیٹ بینک کارپوریٹ نظم و نسق کے نظاموں کو بھی فروغ دے رہا ہے جو فرموں کے لیے حصص، بانڈز اور صکوک کی شکل میں بازارِ سرمایہ کی فنڈنگ تک رسائی کے لیے ضروری ہے۔[4]

اگرچہ بینکوں اور ترقیاتی مالی اداروں کے قرض کا خطرہ مجموعی طور پر اطمینان بخش رہا لیکن مائیکرو فنانس بینکوں کو کورونا وبا کے بعد کی دباؤ والی صورتحال اور مالی سال 23ء کی پہلی سہ ماہی کے شدید سیلاب سے نکلنے میں مشکلات کا سامنا رہا۔ مالی سال 23ء میں بینکوں اور ترقیاتی مالی اداروں کے مقابلے میں مالی اداروں کے مجموعی اثاثوں میں کم حصہ رکھنے والے مائیکرو فنانس بینکوں کے غیر فعال قرضے بہ نسبت مجموعی قرضے کچھ خراب ہوئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مالی سال 23ء کے دوران غیر فعال قرضوں میں تقریباً 48 فیصد اضافہ زراعت کے جزدان میں ہوا جس کے بعد گلہ بانی کا شعبہ تھا جو جولائی تا اگست 2022ء کے سیلاب سے متاثر ہوا تھا۔

انسانی جانوں اور تنصیبات کے وسیع نقصان کے علاوہ سیلاب نے بڑے پیمانے پر ملک کے مختلف حصوں میں زیرِ کاشت علاقے کو بھی شدید متاثر کیا۔

شکل 3.2: بینک اور ایم ایف بیز کے قرض گیروں کے اجزائے ترکیبی

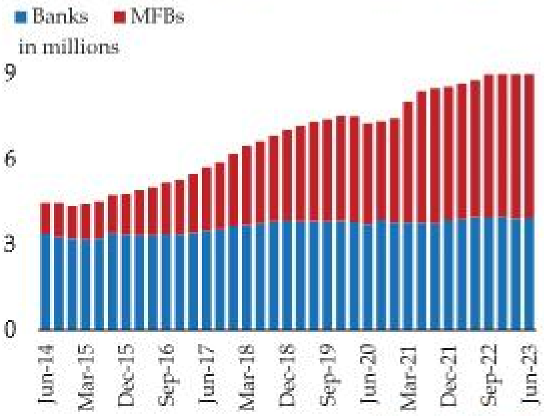

ماخذ: بینک دولت پاکستان

مائیکرو فنانس بینک چھوٹے قرض گیروں کی ایک بڑی تعداد کو خدمات فراہم کرتے ہیں جن کے معاشی دھچکوں سے متاثر ہونے کا خدشہ زیادہ ہوتا ہے۔ مالی شمولیت میں مائیکرو فنانس بینکوں کی اہمیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اسٹیٹ بینک نے موثر نگرانی جاری رکھی اور مائیکرو فنانس بینکوں کو سیلاب سے متاثرہ قرض گیروں کے قرضوں کی ری شیڈولنگ / ری اسٹرکچرنگ میں ایک سال سہولت فراہم کی (**شکل 3.2**)۔ اس ضوابطی امداد نے غیر فعال قرضوں میں نمایاں اضافے کو قابو کیا اور مائیکرو فنانس بینکوں کو قرض کی دستیابی بہتر بنانے اور سیلاب کے اثرات سے نمٹنے میں مدد دی۔

مارکیٹ کے خطرات

مارکیٹ کے خطرے کے حوالے سے، شرحِ سود کا خطرہ بینکوں کے لیے خاص طور پر اہم ہے۔ جون 23ء کے اختتام تک حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاری کی شرح

[2] جون–2023ء میں بینکاری شعبے کے مجموعی کمرشل اور کارپوریٹ قرضہ جزدان میں سے قرضوں اور ماکاری کا 66.6 فیصد حصہ درجہ بند فرموں (جنہیں بیرونی ایجنسیوں کی جانب سے درجہ بند کیا گیا) کا رہا جو جون–2022ء میں 58.7 فیصد تھا۔

[3] ماخذ: کیپٹل مارکیٹ ڈولپمنٹ پلان اینڈ روڈ میپ، 2027–2020، ایس ای سی پی

[4] مثال کے طور پر، اسٹیٹ بینک کے محتاطیہ ضوابط کے تحت، بینکوں / ترقیاتی مالی اداروں کی جانب سے کارپوریٹ سیکٹر کو قرض دینے کے لیے قرض گیر کے آڈٹ شدہ مالی گوشوارے ایک پیشگی شرط ہیں۔ اسی طرح بڑے غیر درجہ بند قرض گیروں (جن کی کل سرمایہ کاری 3.0 ارب روپے سے زائد ہے) کو قرض دینے کے حوالے سے بینکوں / ترقیاتی مالی اداروں کے لیے زیادہ کیپٹل چارج شامل ہوتا ہے، اس طرح بڑے قرض گیروں کو اپنی درجہ بندی حاصل کرنے کی ترغیب ملتی ہے۔

شعبۂ بینکاری کے اساسِ سرمایہ کا 49.6 فیصد تھی، جس میں سے تقریباً 89 فیصد حکومتی تمسکات دستیاب برائے فروخت (اے ایف ایس) اور محفوظ برائے تجارت کے زمرے میں رکھی گئیں۔ یہ دونوں زمرے شرحِ سود میں کسی بھی تبدیلی کے لیے باقاعدگی سے مارک ٹو مارکیٹ ایڈجسٹمنٹ سے مشروط ہیں تاکہ مالی اداروں کی ایکویٹی اور سرمائے کی بچت کی معاشی قدر کے حقیقی اور منصفانہ نقطہ نظر کی نمائندگی کی جاسکے۔ مالی سال 23ء کے دوران پالیسی ریٹ میں 825 بیسس پوائنٹس کے نمایاں اضافے کے نتیجے میں ان معین آمدنی والے حکومتی تمسکات پر باز قدر پیمائی کے نقصانات ہوئے۔[5] تاہم، عام طور پر بینک اس اثر کو برقرار رکھنے کے قابل تھے کیونکہ ان کے پاس سرمائے کی کافی بچت تھی اور سرمایہ کاری جزدان کی مختصر خاکہ عرصیت / نوقیمت بندی مدت کی وجہ سے شرحِ سود میں تبدیلیوں سے ان کے متاثر ہونے کا امکان نسبتاً کم تھا۔ اسی طرح شعبۂ بینکاری میں زرمبادلہ کا انکشاف محدود ہونے کی وجہ سے مالی سال 23ء کے دوران جب زرمبادلہ کی منڈی میں تغیر پذیری بڑھی تو اس شعبے کو زیادہ مالی دباؤ کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ اسی طرح، ایکویٹیز میں بینکاری شعبے کا انکشاف کم ہونے کی وجہ سے مالی سال 23ء میں ایکویٹی مارکیٹ کی ناقص کارکردگی نے اس شعبے کو ایکویٹی نرخ کے خطرات سے دوچار نہیں کیا۔ شعبۂ بینکاری کی زرمبادلہ اور ایکویٹی نرخ کی حرکت پذیری کے حوالے سے محدود حساسیت کی جزوًا وضاحت محتاطیہ ضوابطی نظام کے ذریعے ہوتی ہے جو بینکوں کے انکشاف پر محتاط حدود کا تعین کرتا ہے۔ تناؤ کی جانچ کی تازہ ترین مشق کے نتائج سے معلوم ہوتا ہے کہ عام طور پر بینکاری کا شعبہ مارکیٹ کے خطرات کے مختلف عوامل سے متعلق شدید فرضی دھچکوں کے خلاف کافی مزاحمت دیتا اور ثابت قدم رہتا دکھائی دیا **(شکل 3.3)**۔

اسی طرح ترقیاتی مالی اداروں کے لیے تناؤ کی جانچ کے دھچکے یہ بھی بتاتے ہیں کہ یہ ادارے خطرِ یافت (شرحِ سود) میں تیز اضافے کے ساتھ ساتھ ایکویٹی کے نرخوں میں 40 فیصد تک کی شدید گراوٹ میں بھی ثابت قدم نظر آتے ہیں۔ دوسری جانب مائیکروفنانس بینکوں کو ان کے کاروباری ماڈل کی وجہ سے مارکیٹ کے

جدول 3.1: بینکوں، ترقیاتی مالی اداروں اور مائیکروفنانس بینکوں کے کلیدی مالی صلابت کے اظہاریے*

تفصیل	جون 21ء	جون 22ء	جون 23ء
اثاثوں کے معیار کے اظہاریے			
این پی ایلز تا مجموعی قرضہ			
بینک	8.9	7.5	7.4
ترقیاتی مالی ادارے	12.8	8.6	7.2
مائیکروفنانس بینک	5.4	6.5	7.8
این پی ایلز کی تموین			
بینک	88.8	91.6	94.4
ترقیاتی مالی ادارے	74.9	86.1	107.3
مائیکروفنانس بینک	69.3	73.4	89.5
خالص این پی ایلز تا خالص قرضے			
بینک	1.1	0.7	0.4
ترقیاتی مالی ادارے	3.5	1.3	-0.6
مائیکروفنانس بینک	1.7	1.8	0.9
خالص این پی ایلز تا سرمایہ			
بینک	5.1	3.8	2.4
ترقیاتی مالی ادارے	3.1	1.5	-0.7
مائیکروفنانس بینک	7.5	11.0	9.1
ادائیگی قرض کی صلاحیت کے اظہاریے			
موزوں سرمایہ تا آر ڈبلیو اے^			
بینک	18.3	16.1	17.8
ترقیاتی مالی ادارے	40.3	36.4	36.0
مائیکروفنانس بینک	19.1	14.9	9.3
سطح اول سرمایہ تا مجموعی آر ڈبلیو اے			
بینک	14.6	13.4	14.8
ترقیاتی مالی ادارے	39.1	35.7	35.2
مائیکروفنانس بینک	15.3	11.4	6.3
آمدنیوں کے اظہاریے			
قبل از ٹیکس اثاثوں پر منافع			
بینک	1.6	1.9	2.9
ترقیاتی مالی ادارے	2.8	1.8	1.5
مائیکروفنانس بینک	-0.6	-2.1	-0.6
قبل از ٹیکس ایکویٹی پر منافع			
بینک	23.5	30.7	50.7
ترقیاتی مالی ادارے	10.3	8.2	20.7
مائیکروفنانس بینک	-5.5	-22.7	-10.9
سیالیت کے اظہاریے			
سیال اثاثے / مجموعی اثاثے			
بینک	57.1	58.5	59.9
ترقیاتی مالی ادارے	60.0	66.4	89.2
مائیکروفنانس بینک	31.4	27.8	28.5
سیال اثاثے / مجموعی ڈپازٹس			
بینک	78.7	86.0	91.2
ترقیاتی مالی ادارے	1396.0	1745.8	8098.2
مائیکروفنانس بینک	42.6	37.6	39.6
سیال اثاثے / کُل مدتی واجبات			
بینک	114.3	105.2	107.9
ترقیاتی مالی ادارے	98.0	99.1	97.2
مائیکروفنانس بینک	44.6	35.3	38.8

*جون 2023ء کے اختتام پر مالی شعبے کے کل اثاثوں میں حصہ: بینک=76 فیصد، ڈی ایف آئی=6.0 فیصد اور ایم ایف بی=1.3 فیصد، ^ شرحِ کفایتِ سرمایہ کی شرائط برائے بینک / ڈی ایف آئیز=11.5 فیصد، برائے مائیکروفنانس بینک=15 فیصد

ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان

[5] جون 2023ء کے اختتام پر اے ایف ایس حکومتی تمسکات پر باز قدر پیمائی خسارہ بڑھ کر تقریباً 373 ارب روپے (حکومتی تمسکات کی کل مالیت کا 1.8 فیصد) ہو گیا جو جون 2022ء کے اختتام پر 176 ارب روپے (حکومتی تمسکات کی کل مالیت کا 1.1 فیصد) تھا۔

شکل 3.3: منتخب سنگل فیکٹر حساسیت کے دھچکوں کے نتائج•

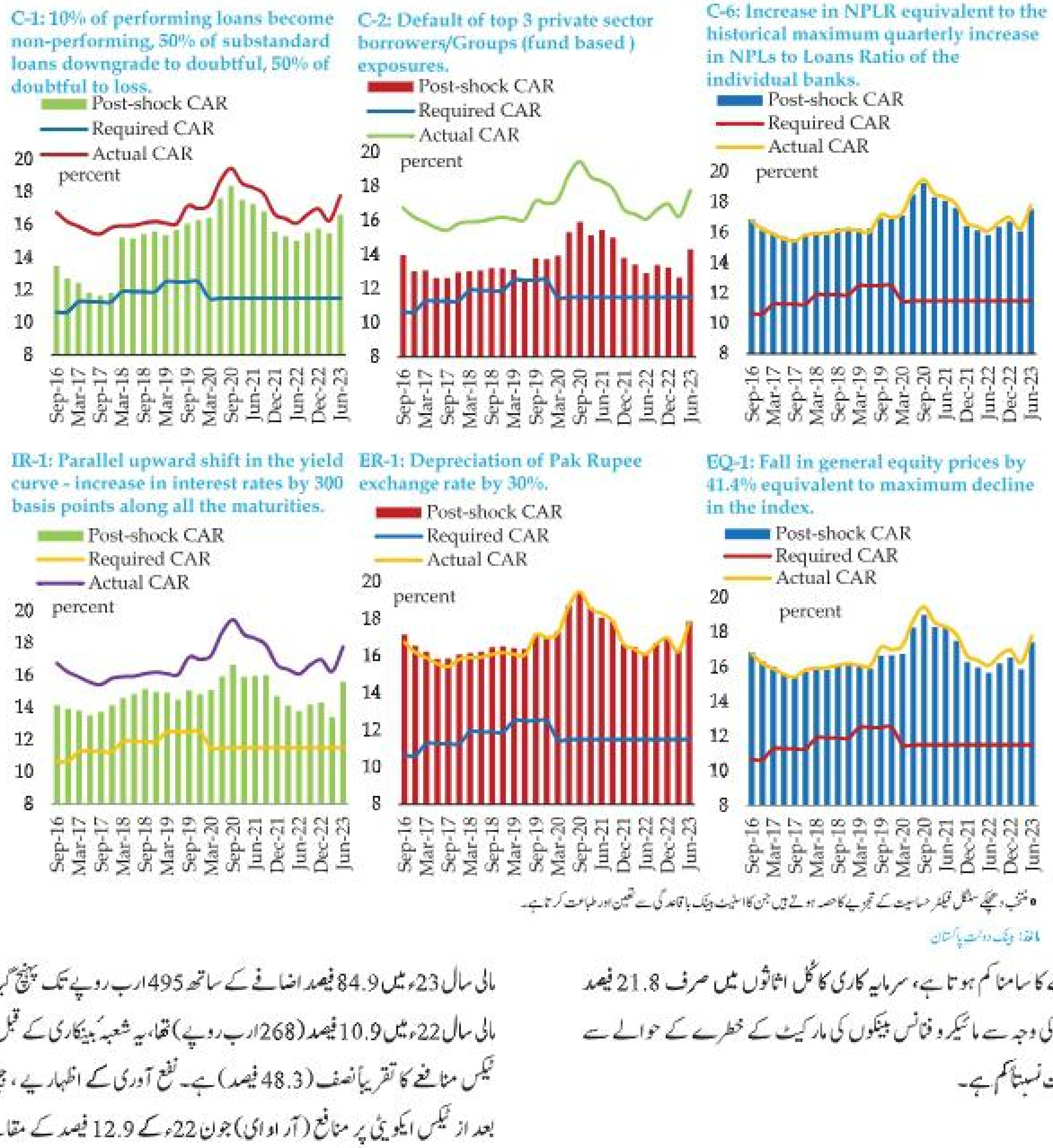

• منتخب دھچکے سنگل فیکٹر حساسیت کے تجزیے کا حصہ ہوتے ہیں جن کا اسٹیٹ بینک باقاعدگی سے تعین اور طباعت کرتا ہے۔

ماخذ: بینک دولت پاکستان

خطرے کا سامنا کم ہوتا ہے، سرمایہ کاری کا کُل اثاثوں میں صرف 21.8 فیصد ہونے کی وجہ سے مائیکرو فنانس بینکوں کی مارکیٹ کے خطرے کے حوالے سے حساسیت نسبتاً کم ہے۔

آمدنی

مالی استحکام کے نقطۂ نظر سے، غیر متوقع دھچکوں کے خلاف سرمائے کے بفرز بنانے اور سرمایہ کاروں کو کاروبار میں سرمایہ کاری کی ترغیب دلانے کے لیے مستحکم آمدنی ضروری ہے تاکہ کفایت و وسعت حجم میں بہتری لائی جاسکے۔ انکم ٹیکس چارجز میں 74.0 فیصد اضافے کے باوجود شعبۂ بینکاری کا بعد از ٹیکس منافع مالی سال 23ء میں 84.9 فیصد اضافے کے ساتھ 495 ارب روپے تک پہنچ گیا جو مالی سال 22ء میں 10.9 فیصد (268 ارب روپے) تھا، یہ شعبۂ بینکاری کے قبل از ٹیکس منافع کا تقریباً نصف (48.3 فیصد) ہے۔ نفع آوری کے اظہاریے، جیسے بعد از ٹیکس ایکویٹی پر منافع (آر او ای) جون 22ء کے 12.9 فیصد کے مقابلے میں 26.0 فیصد اور ٹیکس کے بعد اثاثوں پر منافع (آر او اے) جون 22ء کے 0.8 فیصد کی نسبت بہتر ہو کر 1.5 فیصد ہو گیا۔ منافع میں اضافہ بنیادی طور پر شرح سود میں اضافے اور اساسِ سرمایہ میں اضافے کی وجہ سے خالص سود کی آمدنی بڑھنے سے ہوا جبکہ سود سے متعلق اخراجات میں بھی تیزی سے اضافہ

ریکارڈ کیا گیا۔ دوسری جانب شاخوں کی توسیع اور مہنگائی میں اضافے کی وجہ سے عملی اخراجات میں 30.2 فیصد کا نمایاں اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔

ترقیاتی مالی اداروں (ڈی ایف آئیز) کا بعد از ٹیکس منافع جو مالی سال 22ء میں 11 ارب تھا، مالی سال 23ء میں تقریباً دوگنا ہو کر 21 ارب روپے تک پہنچ گیا۔ خالص سود کی آمدنی میں اضافے کے علاوہ ایسوسی ایٹس کی جانب سے منافع منقسمہ کی آمدنی نے بھی نفع آوری میں معاونت کی۔ تاہم، ڈی ایف آئیز کی آمدنی کے اظہاریوں نے ملی جلی تصویر پیش کی۔ مالی سال 23ء کے اختتام تک اس شعبے کا بعد از ٹیکس اثاثوں پر منافع گھٹ کر 1.1 فیصد رہ گیا جو مالی سال 22ء میں 1.4 فیصد تھا کیونکہ آمدنی میں اضافہ بنیادی طور پر زیادہ سرمایہ کاری کی وجہ سے تھا، جبکہ اس کا بعد از ٹیکس ایکویٹی پر منافع بہتر ہو کر 15.0 فیصد پر پہنچ گیا جو مالی سال 22ء میں 6.3 فیصد تھا کیونکہ منافعے میں نمو ایکویٹی سے کہیں زیادہ تھی۔

مالی سال 2020ء سے مجموعی طور پر مائیکرو فنانس بینکوں (ایم ایف بیز) کا شعبہ (قبل از ٹیکس) خسارے کا سامنا کر رہا ہے کیونکہ کووڈ 19 وبا اور اس کے بعد آنے والے سیلاب نے چھوٹے قرض گیروں کی ادائیگی کی صلاحیت کے ساتھ ساتھ مائیکرو فنانس بینکوں کے آپریشنز کو بھی متاثر کیا۔ مالی سال 23ء میں ایم ایف بیز سیکٹر کا بعد از ٹیکس خسارہ مجموعی طور پر بڑھ کر 13.5 ارب روپے ہو گیا جو مالی سال 22ء میں 11.5 ارب روپے تھا۔ معاشی سرگرمیوں میں سست روی اور قرضوں کے جزدان میں نادہندگیوں نے ایم ایف بیز کی سود کی آمدنی اور محاصل کو محدود کر دیا جبکہ مہنگائی کے دباؤ کی وجہ سے ان کے انتظامی اور عملی اخراجات میں اضافہ ہوا۔ اس کے نتیجے میں مالی سال 23ء میں ان کی لاگت اور آمدنی کا تناسب 87.3 فیصد کی بلندی پر برقرار رہا۔ اسی طرح غیر فعال قرضوں کے مقابلے میں بلند تمونی اخراجات نے اس شعبے کے نقصانات میں مزید اضافہ کیا۔ جس کی وجہ سے مائیکرو فنانس بینکوں کے نفع آوری کے اظہاریے جیسے اثاثوں اور ایکویٹی پر منافعے کی شرح مالی سال 20ء کے بعد سے منفی رہے ہیں۔ تاہم، مالی سال 23ء کی چوتھی سہ ماہی کے تازہ ترین اعداد و شمار مائیکرو فنانس بینکوں کی بحیثیتِ مجموعی بہتری کو ظاہر کرتے ہیں کیونکہ مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے بعد مالی سال 23ء کی چوتھی سہ ماہی پہلی سہ ماہی تھی جب مائیکرو فنانس بینکوں نے مجموعی بنیاد پر قبل از ٹیکس منافع کمایا۔[6]

سیالیت

شعبۂ بینکاری کا سیالیت کا جزدان اطمینان بخش رہا۔ جون 23ء کے اختتام پر اس شعبے کے سیال اثاثوں اور کل اثاثوں کا تناسب 59.9 فیصد، سیال اثاثوں سے ڈپازٹس کا تناسب 91.2 فیصد اور سیال اثاثوں سے قلیل مدتی واجبات کا تناسب 107.9 فیصد ہونے کی وجہ سے بینکوں کے پاس عمومی طور پر اپنے واجبات کی ادائیگی کے لیے سیال اثاثوں کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ بینکوں کے مضبوط خاکۂ سیالیت کی بڑی وجہ ان کے اثاثوں میں حکومتی تمسکات کی کثرت ہے۔ ان تمسکات کی بدولت معقول ثانوی مارکیٹ وجود میں آئی ہے جو بینکوں کو ان کی سیالیت کی ضروریات کا انتظام کرنے میں مدد گار رہی ہے۔

بینکوں، ترقیاتی مالی اداروں اور مائیکرو فنانس بینکوں کی ہر 15ویں دن کی بنیاد پر لازمی شرحِ سیالیت کی نگرانی کے علاوہ اسٹیٹ بینک بینکوں سے یہ تقاضا بھی کرتا ہے کہ وہ بازل تھری معیارات کے مطابق سیالیت کی کوریج کا تناسب (ایل سی آر) اور خام مستحکم فنڈنگ تناسب (نیٹ اسٹیبل فنڈنگ ریشو، این ایس ایف آر) کم از کم 100 فیصد برقرار رکھیں جو متحرک انداز میں مالی اداروں کی مجموعی خاکۂ سیالیت کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہیں۔ اس کے مطابق شعبۂ بینکاری کی قانونی تقاضوں اور بازل معیارات دونوں کی تعمیل مضبوط رہی۔ شعبۂ بینکاری کا سیالیت کی کوریج کا تناسب جون 23ء میں بہتر ہو کر 244.2 فیصد ہو گیا جو جون 22ء کے اختتام پر 201.8 فیصد تھا۔ اسی طرح این ایس ایف آر جون 22ء کے آخر میں 160.7 فیصد تھی جو جون 23ء میں بہتر ہو کر 206.4 فیصد ہو گئی جو اطمینان بخش خاکۂ سیالیت کو ظاہر کرتا ہے۔[7]

---

[6] مائیکرو فنانس بینکوں نے مالی سال 23ء کی چوتھی سہ ماہی میں 89 ملین روپے کا منافع (قبل از ٹیکس) ریکارڈ کیا۔

[7] کم سے کم ایل سی آر کی شرط اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ بینکوں کے پاس اگلے 30 دنوں میں عرصیت کو پہنچنے والے اپنے تمام واجبات کو پورا کرنے کے لیے اعلیٰ معیار کے سیال اثاثے ہوں۔ این ایس ایف آر، جس کا طویل مدتی تناظر ہے، اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ بینکوں کے پاس مستحکم فنڈنگ دستیاب ہو تاکہ ان کے کاروبار کی کم سے کم 100 فیصد مطلوبہ مستحکم فنڈنگ کی ضروریات کو پورا کیا جاسکے۔ دستیاب مستحکم فنڈنگ بینک کے سرمائے اور واجبات کا وہ حصہ ہے

مالی سال 23ء کے دوران حکومتی تمسکات میں نمایاں سرمایہ کاری کی وجہ سے ترقیاتی مالی اداروں کا خاکہ سیالیت، جو پہلے ہی تسلی بخش سطح پر تھا، مزید بہتر ہوا۔ مالی سال 23ء کے اختتام پر ترقیاتی مالی اداروں کے سیال اثاثے اساسِ سرمایہ کا تقریباً 90 فیصد رہے جبکہ ایک سال قبل یہ 66.4 فیصد تھے۔ تاہم، سیال اثاثوں اور قلیل مدتی واجبات کا تناسب جون 22ء کے 99.1 فیصد کے مقابلے میں جون 23ء کے آخر تک 97.2 فیصد ہو کر تھوڑا سا سکڑ گیا کیونکہ اثاثوں میں نمو (بنیادی طور پر حکومتی تمسکات) کو فنڈ کرنے کے لیے ترقیاتی مالی اداروں کے ریپو قرضوں میں نمایاں اضافہ ہوا جبکہ ترقیاتی مالی اداروں کا این ایس ایف آر 126.4 فیصد پر مستحکم رہا۔

ڈپازٹس جمع ہونے کے مقابلے میں بینکوں سے قرضوں کی طلب زیادہ رہی، خاص طور پر حکومت کی طرف سے قرضوں کی طلب کا زیادہ رجحان دیکھا گیا جس کی وجہ سے مارکیٹ میں سیالیت کی صورت حال تھوڑی دباؤ میں آتی دکھائی دی۔ اسی لیے بینکوں اور ترقیاتی مالی اداروں کا اسٹیٹ بینک کے بازارِ زر کے سودوں اور مستحکم سہولت پر انحصار بلند رہا۔ مالی اداروں کو ان کے خاکہ سیالیت کے انتظام میں مدد دینے کے علاوہ بازارِ زر کے سودوں کے ادخال نے شبینہ شرح کو پالیسی ریٹ کے قریب رکھنے میں معاونت فراہم کی۔

ادائیگیِ قرض کی صلاحیت اور کفایتِ سرمایہ

مالی سال 23ء میں شعبۂ بینکاری کے ادائیگیِ قرض کی صلاحیت کے اظہاریوں میں بہتری آئی۔ خطرات پر مبنی شرح کفایت سرمایہ جون 22ء کے 16.1 فیصد کے مقابلے میں جون 23ء کے اختتام تک بہتر ہو کر 17.8 فیصد ہو گئی جو کم سے کم سرمائے کے ضوابطی تقاضے 11.5 فیصد سے کہیں زیادہ ہے۔ شرح کفایت سرمایہ میں بہتری بنیادی طور پر مالی سال 23ء میں زیادہ آمدنی سے آئی۔ مالی سال 23ء کے اختتام پر ترقیاتی مالی اداروں کا ادائیگیِ قرض کی صلاحیت کا خاکہ بھی مستحکم رہا اور مجموعی طور پر شرح کفایت سرمایہ تقریباً 36 فیصد رہی جو کم از کم ضوابطی تقاضے 11.5 فیصد سے کہیں زیادہ ہے۔

جون 23ء کے آخر تک مائیکرو فنانس بینکوں کی مجموعی شرح کفایت سرمایہ اختتام جون 22ء کے 14.9 فیصد سے کم ہو کر 9.3 فیصد رہ گئی، یہ انفرادی اداروں کے لیے کم از کم ضوابطی سرمائے کے تقاضے 15 فیصد سے کم ہے۔ تاہم، مائیکرو فنانس بینکوں کے شعبے میں مشترکہ طور پر مارکیٹ کا تقریباً 70 فیصد حصہ رکھنے والے اداروں نے کم سے کم سرمائے کے ضوابطی تقاضے کی تعمیل کی۔

مالی شعبے کے مجموعی اساسِ سرمایہ میں مائیکرو فنانس بینکوں کا حصہ انتہائی کم ہے (یعنی جون 2023ء کے اختتام پر 1.3 فیصد)؛ تاہم اس کا مالی شمولیت اور معاشرے کے پسماندہ طبقوں کو خدمات کی فراہمی میں اہم کردار ہے۔ یہ شعبہ مالی سال 20ء کے بعد سے مشکل عملی حالات کا سامنا کر رہا ہے جب عالمی وبا نے اس کے چھوٹے قرض گیروں کی قرض واپسی کی صلاحیت کو بری طرح متاثر کیا اور نقل و حمل کی پابندیوں کی وجہ سے ادارے اور صارفین کے تعلقات میں تعطل آیا۔ مزید بر آں، معاشی سرگرمیوں میں سست روی اور 2022ء کے سیلاب نے قرض وصولی کے عمل کو بری طرح متاثر کیا۔ تاہم اپنے باقاعدہ نگرانی کے نظام پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اسٹیٹ بینک ادائیگیِ قرض کی صلاحیت کو بہتر بنانے کے لیے متعلقہ مائیکرو فنانس بینکوں کی انتظامیہ اور اسپانسرز کے ساتھ مستعدی سے مصروفِ عمل ہے تاکہ کم از کم ضوابطی تقاضوں پر تعمیل کو یقینی بنایا جاسکے۔

آگے چل کر مالی سال 24ء میں بینکاری شعبے کے کُلی ماحول میں کچھ بہتری آنے کی توقع ہے۔ تاہم مجموعی طور پر کُلی مالی حالات سخت رہ سکتے ہیں اور کلیدی شعبوں کی ناقص کارکردگی قرض گیروں کی قرض واپسی کی صلاحیت پر دباؤ ڈال سکتی ہے۔ اس بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کہ مالی اداروں کی مضبوطی کُلی معاشی ماحول میں منفی تبدیلیوں سے متاثر ہوتی ہے، اسٹیٹ بینک باقاعدگی سے حساسیت کا تجزیہ اور

جو ایک سال سے زیادہ عرصے تک ادارے کے پاس رہے گا جبکہ مطلوبہ مستحکم فنڈنگ مستحکم فنڈنگ کی وہ رقم ہے جو اسے اپنے اثاثوں کی خصوصیاتِ سیالیت اور باقی ماندہ عرصیت اور اس کے بیلنس شیٹ سے الگ انکشاف سے پیدا ہونے والے ہنگامی خطرۂ سیالیت کے پیشِ نظر رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ چونکہ این ایس ایف آر طویل عرصے پر خاکہ سیالیت کی پیمائش کرتا ہے، لہٰذا یہ تناسب ترقیاتی مالی اداروں کے لیے بھی موزوں ہے جو ڈیمانڈ ڈپازٹس میں اضافہ نہیں کرتے۔ این ایس ایف آر کی تفصیلات یہاں دستیاب ہیں: (www.bis.org/fsi/fsisummaries/nsfr.htm)

کلی دباؤ کی جانچ (منظر نامے کا تجزیہ) کرتا ہے تاکہ اپنے دائرہ کار میں آنے والے اداروں کی مفروضی لیکن بظاہر معقول کلی مالی دھچکوں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت کا جائزہ لیا جاسکے۔[8] تازہ ترین حساسیت کے تجزیے کے نتائج سے پتہ چلتا ہے کہ قرض، مارکیٹ اور سیالیت کے خطرات کے سنگین مفروضاتی دھچکوں کے خلاف شعبۂ بینکاری کی مزاحمت کافی مضبوط ہے **(شکل 3.3)**۔

اسی طرح مفروضاتی منظر نامے کے جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ معمولِ کار کے منظر نامے (جس میں پہلے ہی نمایاں تناؤ کے عناصر موجود ہیں) اور دباؤ کے شکار کُلی معاشی منظرے نامے (جو معاشی حالات میں مزید مفروضاتی دھچکوں کا سبب بنتا ہے) میں شعبہ بینکاری کی شرحِ کفایت سرمایہ دو سال کی متوقع مدت کے دوران کم سے کم ضوابطی تقاضوں سے بلند رہنے کا امکان ہے **(شکل 3.4)**۔ خاص طور پر، بڑے حجم کے بینک، جو معیشت میں مجموعی مالی استحکام کے لیے اہم ہیں، نسبتاً زیادہ مضبوطی اور مزاحمت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

انفرادی مالی اداروں خاص طور پر بڑے بینکوں کی مضبوطی مجموعی مالی استحکام کا بنیادی جُز ہے۔ آزاد کریڈٹ ریٹنگ ایجنسیوں کی جانب سے مالی اداروں کو تفویض کردہ درجہ بندی سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ان مالی اداروں میں عمومی طور پر قرضہ جاتی ساکھ اطمینان بخش ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی قرضہ جاتی ساکھ مناسب ہے اور وہ اپنی مالی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی مناسب صلاحیت رکھتے ہیں **(شکل 3.5)**۔

مارکیٹ کو مالی استحکام کی تازہ ترین سرگرمیوں سے ہم آہنگ رکھنے کے لیے اسٹیٹ بینک باقاعدگی سے اپنی نگرانی کے دائرہ کار میں آنے والے اداروں کی مالی کارکردگی اور مضبوطی کا جائزہ لیتا ہے اور مختلف مطبوعات کے ذریعے تجزیوں کا ابلاغ کرتا ہے۔ اس سلسلے میں بینکاری شماریات اور مالی استحکام کے اظہاریوں پر مبنی سہ ماہی مجموعہ، بینکاری شعبے کی وسط سالہ کارکردگی کا جائزہ (جنوری سے جون کی مدت) اور سالانہ مالی استحکام کا جائزہ قابلِ ذکر مطبوعات ہیں۔

اسٹیٹ بینک مالی نظام کے استحکام کے حوالے سے موجودہ اور ابھرتے ہوئے خطرات کے بارے میں مارکیٹ کے شرکا اور آزاد ماہرین کے خیالات کا اندازہ لگانے کے لیے سال میں دو مرتبہ (جنوری اور جولائی میں) نظمی خطرات کا سروے (ایس آر ایس) بھی منعقد کرتا ہے۔ ان سروے کے نتائج وقتاً فوقتاً جائزوں میں بھی شائع ہوتے ہیں۔

مالی استحکام کی غرض سے ادارہ جاتی انتظامات کی مضبوطی اور اسٹیٹ بینک کی موجودہ ترجیحات

اسٹیٹ بینک کے پاس مالی استحکام کو یقینی بنانے اور دیگر پالیسی مقاصد کو فروغ دینے کے لیے ایک جامع ضوابطی اور نگرانی کا نظام موجود ہے۔ یہ نظام ان کلیدی عناصر سے جو بین الاقوامی طور پر تسلیم شدہ معیارات اور اصولوں کے مطابق ایک مؤثر نگرانی کے نظام میں ہونے چاہئیں **(شکل 3.6)**۔[9] اسٹیٹ بینک اس حقیقت سے بھرپور آگاہ ہے کہ کُلی معاشی ماحول اور تکنیکی منظر نامہ کافی متحرک ہے اور

شکل 3.4: معمولِ کار اور دباؤ کی صورتِ حال میں حقیقی اور متوقع شرح کفایت سرمایہ

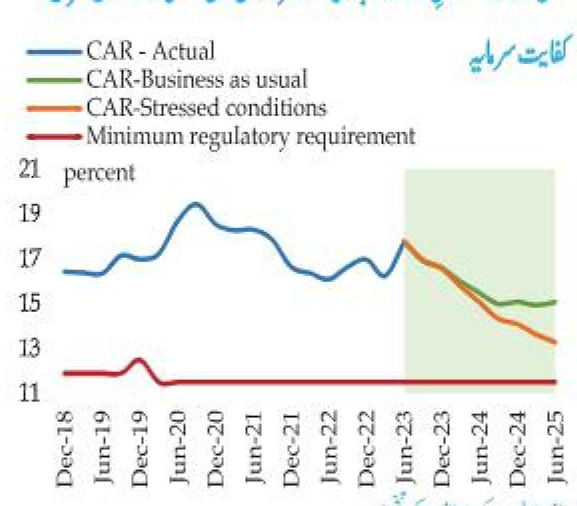

ماخذ: اسٹیٹ بینک اسٹاف کے تخمینے

[8] اسٹیٹ بینک تناؤ کی جانچ کی مشق کے سلسلے میں سہ ماہی بنیادوں پر حساسیت اور منظر نامے کا تجزیہ کرتا ہے۔ حساسیت کے تجزیوں کے خلاصہ نتائج سہ ماہی خلاصہ برائے بینکاری اعداد و شمار اور ایف ایس آئیز میں بھی شائع کیے جاتے ہیں جبکہ منظر نامے کے تجزیے کے نتائج بینکاری شعبے کے وسط سالہ کارکردگی کے جائزے میں شائع ہوتے ہیں۔

[9] اسٹیٹ بینک کے ضوابطی اور نگرانی فریم ورک کے مجموعی ڈھانچے کے بارے میں مزید تفصیلات کے لیے گورنر رپورٹ مالی سال 2022ء کا سیکشن 3.2 ملاحظہ کیجیے۔

شکل 3.5: کریڈٹ ریٹنگ کے تعدّد کی تقسیم

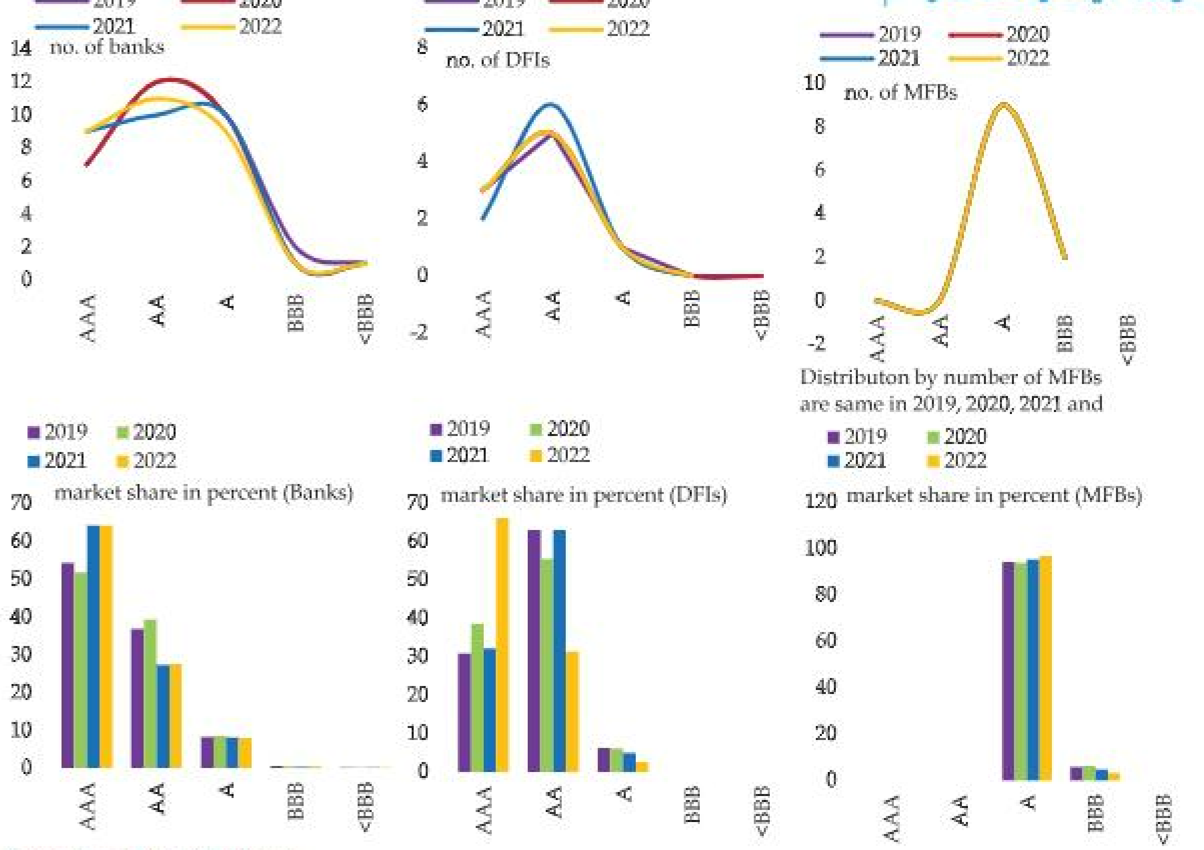

Source: State Bank of Pakistan

یہ نمو اور ترقی کے مواقع کے ساتھ ساتھ مالی استحکام کے لیے نئے چیلنجز بھی کر سکتا ہے۔ اس صورت حال کے پیش نظر اسٹیٹ بینک باقاعدگی سے مارکیٹ کی بدلتی ہوئی حرکیات اور وقت کے ساتھ ابھرتے ہوئے بہترین طریقوں کے مطابق اپنے ضوابطی اور نگرانی کے نظام کا جائزہ لیتا ہے اور اسے مضبوط بناتا ہے۔ اس سلسلے میں اسٹیٹ بینک نے مالی سال 23ء کے دوران جو اہم اقدامات کیے وہ درج ذیل ہیں:

نظمی لحاظ سے اہم ملکی بینکوں (ڈی-ایس آئی بیز) کے فریم ورک پر نظر ثانی

2008ء کے عالمی مالی بحران کے بعد ریگولیٹرز نے نظمی لحاظ سے اہم مالی اداروں (ایس آئی ایف آئیز) کی نگرانی میں اضافے کی اشد ضرورت محسوس کی۔ اس کے پیش نظر اسٹیٹ بینک نے ابھرتے ہوئے بین الاقوامی بہترین طریقوں کے مطابق 2018ء میں نظمی لحاظ سے اہم ملکی بینکوں (ڈی-ایس آئی بیز) کی شناخت اور ان کی نگرانی میں اضافے کے لیے ایک فریم ورک تیار کیا تھا۔ گزشتہ چند برسوں کے دوران بین الاقوامی اور داخلی سطح پر ہونے والی پیش رفتوں کے سبب اسٹیٹ بینک نے اس فریم ورک کا جائزہ لیا اور نامزد ڈی-ایس آئی بیز کے لیے اضافی کامن ایکویٹی ٹیئر 1 (سی ای ٹی 1) کی صورت میں نقصان کو جذب کرنے کی بلند صلاحیت (ایچ ایل اے) کے تقاضوں میں ترمیم کی گئی۔[10]

بین الاقوامی مالی رپورٹنگ کے معیار (آئی ایف آر ایس-9) کا نفاذ

انٹرنیشنل اکاؤنٹنگ اسٹینڈرڈز بورڈ (آئی اے ایس بی) نے مالی تمسکات (بشمول سرمایہ کاری اور پیشگیوں) پر انٹرنیشنل فنانشل رپورٹنگ اسٹینڈرڈ-9 (آئی ایف آر ایس-9) جاری کیا جس کا اطلاق یکم جنوری 2018ء سے ہو چکا ہے۔ یہ معیار،

[10] بی پی آر ڈی سرکلر لیٹر نمبر 34 برائے 2022ء، بتاریخ 12 دسمبر، 2022ء

دیگر چیزوں کے ساتھ ساتھ، قرض کے متوقع نقصان کی تموین کے تصور کو متعارف کرواتا ہے، جو مالی اداروں کے باقاعدگی سے قرضوں اور سرمایہ کاری سمیت اپنے تمام مالی تمسکات میں ممکنہ نقصانات کا اندازہ لگانے کے طریقے میں بڑی تبدیلیاں لایا ہے۔ بین الاقوامی سطح پر رائج بہترین طریقوں کے مطابق اسٹیٹ بینک نے آئی ایف آر ایس-9 سے متعلق نفاذی ہدایات کو حتمی شکل دے کر اس کا اجرا کیا تاکہ اس ہموار اور مستقل عمل درآمد کو یقینی بنایا جاسکے۔ موجودہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اسٹیٹ بینک نے اس معیار کے مؤثر نفاذ کی تاریخ میں یکم جنوری 2024ء تک توسیع کردی ہے تاکہ اس کے دائرہ کار میں آنے والے مالی اداروں کو اس معیار پر آسانی سے منتقلی کو یقینی بنانے کے لیے مناسب وقت مل سکے تاہم اسٹیٹ بینک معیار کو جلد اپنانے کی بھرپور حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اسٹیٹ بینک نے آئی ایف آر ایس-9 کے نفاذ سمیت گذشتہ چند برسوں کے دوران ضوابطی تبدیلیوں کے پیش نظر بینکوں، ترقیاتی مالی اداروں اور مائیکروفنانس بینکوں کے سالانہ مالی گوشواروں کے موجودہ فارمیٹ میں بھی ترامیم کی ہیں۔[11،12]

ضوابطی منظوری کے نظام (آر اے ایس) کا مؤثر نفاذ

اسٹیٹ بینک اپنے ضوابطی اور نگرانی کے عمل کی کارکردگی اور تاثیر کو بہتر بنانے کے لیے ٹیکنالوجی میں آنے والی جدت سے بھرپور استفادہ کر رہا ہے۔ گذشتہ برسوں میں ضوابطی منظوری کے نظام (آر اے ایس) کو بینکنگ پالیسی اینڈ ریگولیشنز ڈپارٹمنٹ اور ایکسچینج پالیسی ڈپارٹمنٹ میں نافذ کرنے کے بعد اسٹیٹ بینک نے اسے پیمنٹ سسٹمز پالیسی اینڈ اوورسائٹ ڈپارٹمنٹ میں بھی نافذ کیا اور

شکل 3.6 : اسٹیٹ بینک کے ضوابطی اور نگرانی فریم ورک کے کلیدی عناصر

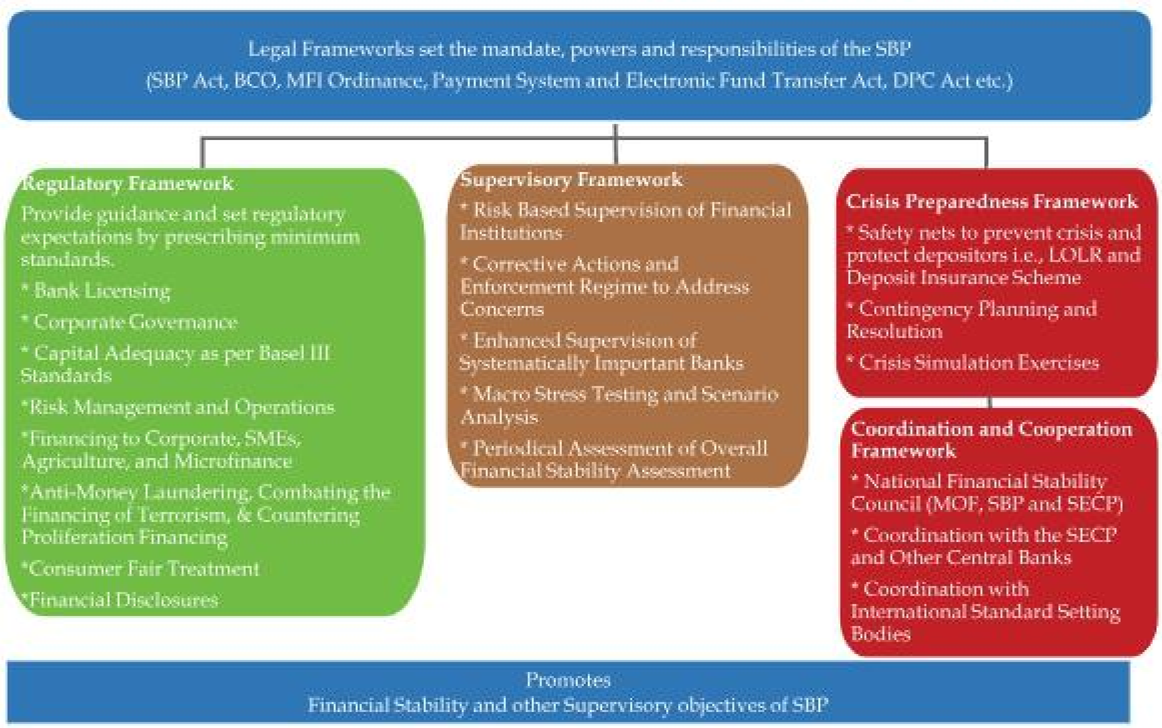

ماخذ: بینک دولت پاکستان

[11] بی پی آر ڈی سرکلر لیٹر نمبر 07 برائے 2023ء، بتاریخ 13 اپریل، 2023ء

[12] بی پی آر ڈی سرکلر نمبر 02 برائے 2023ء، بتاریخ 09 فروری، 2023ء

زیرِ غور سال کے دوران اسے پوری بینکاری صنعت میں نافذ کرنے کے لیے متعارف کرایا۔[13]

ایکسچینج کمپنیوں کے کاروبار کی وسعت میں اضافہ

اسٹیٹ بینک نے مالی سال 23ء کے دوران ایکسچینج کمپنیوں کے کاروبار کے دائرہ کار کا تعین کرنے والے قواعد و ضوابط میں ترمیم کی تاکہ ان کے لیے ضوابطی نظام کو مزید مضبوط بنایا جاسکے اور صارفین کو ایکسچینج کمپنیوں سے زرمبادلہ کی خریداری کے لیے بینکاری ذرائع استعمال کرنے کی ترغیب دی جاسکے۔ اسٹیٹ بینک نے ایکسچینج کمپنیوں اور ان کے کرنسی ایکسچینج ٹرانزیکشنز کی نگرانی بڑھانے کے لیے بھی متعدد اقدامات کیے جن میں ایکسچینج کمپنیوں کو اپنے بینک اکاؤنٹس کے ذریعے لین دین کرنے کی ہدایت اور لین دین سے متعلق معلومات کی فراہمی کی تعداد میں اضافہ کرنا شامل ہیں۔

شریعت سے ہم آہنگی کو جانچنے کے کتابچے کا جائزہ

اسٹیٹ بینک نے شریعت سے ہم آہنگی کو جانچنے کے کتابچے تفصیلی جائزہ لیا تاکہ اسے ممکنہ خطرات کی نگرانی (آر بی ایس) کتابچے سے ہم آہنگ کیا جاسکے اور اس میں متعلقہ ہدایات کو شامل کیا جاسکے۔

انسداد منی لانڈرنگ، دہشت گردوں کی مالی معاونت اور ہتھیاروں کے پھیلاؤ کے لیے مالی اعانت کا تدارک (اے ایم ایل / سی ایف ٹی / سی پی ایف) کے ضوابط

پاکستان نے 2018ء میں فنانشل ایکشن ٹاسک فورس (ایف اے ٹی ایف) کی جانب سے نگرانی کی فہرست میں شامل کیے جانے کے بعد اپنے انسداد منی لانڈرنگ / دہشت گردوں کی مالی اعانت کے تدارک کے نظام میں خامیوں کو دور کرنے کے لیے ایک جامع ایکشن پلان کے تحت کام کیا۔ مالی اداروں کی نگرانی اور ان پر ہدفی مالی پابندیوں کے نفاذ سے متعلق عملی نکات پر اسٹیٹ بینک نے کلیدی کردار ادا کیا۔ اسٹیٹ بینک اور دیگر متعلقہ فریقین کی مشترکہ کاوشوں کے نتیجے میں پاکستان کو بالآخر اکتوبر 2022ء میں ایف اے ٹی ایف کی گرے لسٹ سے نکال دیا گیا۔

نگرانی کے عمل کو جانچنے کے کتابچے کی تیاری

اسٹیٹ بینک نے آئی ایف آر ایس-9 کے اہم پہلوؤں کو سمجھنے اور نگرانی کی صلاحیت میں اضافے کی غرض سے نگرانی کے عمل کو جانچنے کا کتابچہ (ایس اے ایم) تیار کیا۔ یہ کتابچہ آئی ایف آر ایس-9 کے تمام ضروری عناصر کا احاطہ کرتا ہے جس میں وصفی و مقداری دونوں عناصر شامل ہیں۔

موضوعاتی تجزیے

اسٹیٹ بینک نے مختلف اہم شعبوں کا موضوعاتی جائزہ لیا تاکہ ان میں موجود کسی بھی قسم کی سنگین کمزوریوں اور خدشات کی نشاندہی کی جاسکے اور مالی اداروں کی جانب سے صحت مند طرزِ عمل کو یقینی بنایا جاسکے۔ ان شعبوں میں ڈیجیٹل فراڈ اور متعلقہ کنٹرولز، ڈیجیٹل اقدامات کا جائزہ، حفظانِ سائبر، صارفین کے ساتھ منصفانہ سلوک، مائیکروفنانس بینکوں کے ایجنٹ کی مدد سے برانچ لیس بینکنگ آپریشنز، ایم ایل / ٹی ایف خطرات کا جائزہ اور ڈیجیٹل بینکاری سے متعلق اقدامات پر کنٹرول شامل ہیں۔

بزنس انٹیلی جنس ٹولز کی تیاری

اسٹیٹ بینک نے اپنے ممکنہ خطرات کی نگرانی کے فریم ورک کی معاونت اور ڈیٹا کی بنیاد پر نگرانی کی حوصلہ افزائی کے لیے مختلف کاروباری انٹیلی جنس ٹولز بھی تیار کیے۔ ان میں مالی اداروں کی جانب سے فراہم کردہ کلیدی مالی اظہاریوں اور معلومات کا استعمال کرتے ہوئے ماتحت اداروں کے لیے بینک رسک اینالسس اینڈ مانیٹرنگ (بی آر اے ایم) سسٹم، حصولِ ڈیٹا پورٹل کے ذریعے رپورٹ کردہ ایم ایل / ٹی ایف سے متعلق ڈیٹا کی خود کاریت اور قرض گیر سطح کے اعداد و شمار کا استعمال کرتے ہوئے ماتحت اداروں کے خطرۂ قرض کے لیے کریڈٹ رسک اینالسس اینڈ مانیٹرنگ (سی آر اے ایم) سسٹم شامل ہیں۔

سائبر خطرے کی نگرانی کو مزید بہتر بنانے کے اقدامات

سائبر خطرے کی مؤثر نگرانی کو یقینی بنانے کے لیے اسٹیٹ بینک نے سائبر خطرے کی نگرانی کی طویل مدتی حکمتِ عملی تیار کی ہے تاکہ نگرانی کے نظام کی

[13] بی ایس بی او ڈی سرکلر نمبر 02 برائے 2022ء بتاریخ 06 جولائی، 2022ء

استعداد و وسعت کو بڑھانے کے لیے مختلف آلات اور تدابیر کی تیاری اور ان پر عمل درآمد یقینی بنایا جاسکے۔ اسی حکمتِ عملی کے تحت، منتخب ماتحت مالی اداروں کے حفظانِ سائبر کی جانچ کی گئی تھی۔ فاصلاتی جانچ پڑتال کے عمل کو مزید مضبوط بنانے کے لیے ایک سائبر ڈیش بورڈ اور اسسمنٹ ٹول تیار کیا گیا ہے اور اسے فعال کیا گیا ہے۔

استعدادِ کار میں اضافے کے ذریعے انتظامِ بحران کے فریم ورک کو مضبوط بنانا

اسٹیٹ بینک نے بحرانی صورتحال میں نامساعد حالات سے نمٹنے کے لیے انتظامِ بحران فریم ورک وضع کیا ہے۔ اسٹیٹ بینک ابھرتی ہوئی بہترین بین الاقوامی روایات کی روشنی میں باقاعدگی سے اس فریم ورک کا جائزہ لیتا ہے اور اسے بہتر بناتا ہے۔ بحرانی صورتحال سے مؤثر طریقے سے نمٹنے کے لیے ضروری ہے کہ ادارہ جاتی انتظامات اور عملے کی صلاحیتوں کی اثر انگیزی جانچنے کی باقاعدہ مشقیں کی جائیں۔ اس سلسلے میں اسٹیٹ بینک نے ٹورنٹو سینٹر اور ورلڈ بینک کی مدد سے کرائسس سمولیشن کی دو مشقیں مکمل کرلی ہیں۔

4 حکومت کی اقتصادی پالیسیوں سے تعاون کے اقدامات

مالی سال 23-2022ء کے دوران عالمی اور ملکی محاذوں سے ایسے بہت سے چیلنج ابھر کر سامنے آئے جنھوں نے مرکزی بینک کی جانب سے مستقل نگرانی کو ایک لازمی امر بنادیا کیونکہ قیمتوں کا استحکام اور مالی استحکام مرکزی بینک کے بالترتیب بنیادی اور ثانوی مقاصد ہیں۔ چنانچہ اسٹیٹ بینک نے اپنے ثلاثی (tertiary) مقصد یعنی حکومت کی عمومی اقتصادی پالیسیوں میں تعاون کو پورا کرنے کی خاطر متعدد اقدامات کیے۔ مرکزی بینک کے ثلاثی مقاصد کی تکمیل کے ان اقدامات نے اقتصادی ترقی کے فروغ اور وسائل کے بہتر استعمال کے علاوہ اس کے بنیادی اور ثانوی مقاصد کو بھی سہارا دیا کیونکہ زری نظام اور مالی نظام پر ان اقدامات کے درمیانی سے طویل مدت میں اساسی اثرات ہوتے ہیں۔

ان اقدامات میں سے نمایاں چیز مالی شمولیت کے فروغ کی فعال کوششیں ہیں، کیونکہ مالی شمولیت سے نہ صرف اقتصادی ترقی میں مدد ملتی ہے بلکہ یہ زری پالیسی کی ترسیل کا طریقہ بھی مستحکم کرتی ہے۔ اسی طرح اسٹیٹ بینک کے اقدامات کا ایک بڑا میدان مالی خدمات کی ڈیجیٹلائزیشن کا بھی ہے۔ یہ ڈیجیٹلائزیشن مالی نظام کی تشکیل میں مدد دینے کے علاوہ زری پالیسی کی ترسیل کو بھی بہتر بناتی ہے۔ نیز، اسٹیٹ بینک نے مختلف النوع اقدامات کیے ہیں جن میں زرِ مبادلہ کے ضوابطی فریم ورک میں اصلاحات اور سمندر پار پاکستانیوں کی سہولت کے لیے اقدامات بھی شامل ہیں۔ ان اقدامات سے برآمدی نمو کو مدد ملتی ہے اور شرحِ مبادلہ پر دباؤ بھی کم ہوتا ہے جن کے نتیجے میں عام اشیا کی قیمتوں اور مالی استحکام دونوں پر سازگار اثرات پڑتے ہیں۔

زیرِ جائزہ سال کے دوران کیے گئے اہم اقدامات کو پانچ بڑے زمروں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: مالی شمولیت، مالی خدمات کی ڈیجیٹلائزیشن، زرِ مبادلہ فریم ورک کی اصلاحات، سمندر پار پاکستانیوں کے لیے سہولت، اور پائیدار مالیات کا فروغ۔

4.1 مالی شمولیت کو فروغ دینے کے اقدامات

شمولیتی اقتصادی نمو کے فروغ اور مالی ترقی کے لیے مالی شمولیت کو لازمی عنصر تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس حقیقت کے پیشِ نظر اسٹیٹ بینک ایکٹ 1956ء (جنوری 2022ء تک ترمیم شدہ) کے تحت مالی شمولیت کو فروغ دینا بھی اسٹیٹ بینک کے بنیادی وظائف میں شامل ہے۔ اس پالیسی کا مقصد یہ ہے کہ معیاری مالی خدمات تک افراد اور فرموں کی رسائی اور ان کے استعمال کو بہتر بنایا جائے، اور مالی خدمات کی فراہمی میں احترام اور انصاف کو بنیادی اہمیت دی جائے۔ اس سلسلے میں اسٹیٹ بینک 'مالی شمولیت کی قومی حکمتِ عملی' (این ایف آئی ایس) پر عملدرآمد کر رہا ہے جس کا ہدف یہ ہے کہ دسمبر 2023ء تک انفرادی اور فعال بینک اکاؤنٹس کی تعداد 65 ملین تک پہنچائی جائے جس میں 20 ملین فعال بینک اکاؤنٹس خواتین کے ہوں۔ جون 2023ء تک انفرادی اور فعال بینک اکاؤنٹس کی تعداد بڑھ کر 64.7 ملین تک پہنچ چکی ہے۔ یہ تعداد ایک سال قبل یعنی جون 2022ء تک 63.8 ملین تھی۔ اس طرح سال بسال 1.4 فیصد نمو دیکھی گئی۔ مزید برآں، خواتین کی ملکیت میں انفرادی اور فعال بینک اکاؤنٹس کی تعداد پہلے کی طرح 21.8 ملین پر موجود ہے۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسٹیٹ بینک مالی شمولیت کی قومی حکمتِ عملی کا دسمبر 2023ء میں ہدف پورا کرنے کے قریب ہے۔

مالی شمولیت کے مجموعی اہداف پورے کرنے کی غرض سے اسٹیٹ بینک نے بینکوں کے لیے شعبوں اور زمروں کی مخصوص رہنما ہدایات اور ضوابط بھی وضع کیے جن کا تعلق ان شعبوں سے ہے: مالی خدمات کی مجموعی صورتِ حال میں صنفی عدم مساوات کو کم کرنا (بینک صارفین میں بھی اور بینکوں میں ملازم خواتین میں بھی)؛ اسلامی بینکاری کا تناسب بڑھانا؛ بینکوں کے قرضہ جزدان (پورٹ فولیو) میں مکاناتی مالکاری کو اہمیت دلانا (خاص طور پر کم آمدن طبقوں کے لیے)؛ روایتی طور پر نیم محروم کاروباری شعبوں جیسے ایس ایم ایز اور زراعت کو سہولت دینا، اور

روایتی طریقوں (یعنی بنیادی طور پر ری فنانس اسکیم کے تحت) کے ساتھ ساتھ جدید (یعنی ڈیجیٹلائزیشن پر مبنی) پالیسی اقدامات کے ذریعے برآمدات بڑھانا۔

(i) برابری پر بینکاری

مالی شمولیت میں صنفی فرق کو کم کرنے کے لیے اور بینکاری صنعت کو خواتین کے لیے زیادہ سازگار بنانے کے لیے اسٹیٹ بینک 'برابری پر بینکاری' پالیسی کامیابی سے نافذ کر رہا ہے۔ اس پالیسی میں پانچ ستونوں سے مدد لیتے ہوئے مالی شعبے میں 'صنفی نقطہ نظر' (gender lens) کو ادارہ جاتی حیثیت دی گئی ہے۔ وہ ستون یہ ہیں: ادارہ جاتی مستعدی کو بہتر بنانا، مصنوعات کا تنوع اور تشکیل کی استعداد، صارفین کا حصول اور خواتین کو سہولت پہنچانا، صنفی اعتبار سے تفصیلی اعداد و شمار اکٹھے کرنا، اور اسٹیٹ بینک کی پالیسیوں میں صنفی امور کو ترجیح دینا۔

'برابری پر بینکاری' تین سالہ پالیسی ہے جو 17 ستمبر 2021ء کو جاری کی گئی۔ پالیسی اقدامات اور مقاصد کے حصول کے لیے جو پیش رفت جون 2023ء تک ہوئی وہ درج ذیل ہے:

- اسٹیٹ بینک کے ماتحت تمام مالی اداروں نے صنفی برابری کو مرکزی دھارے میں لانے (gender mainstreaming) کی پالیسیاں اپنے اپنے بورڈز کی منظوری سے تیار کر لی ہیں جن میں ان اداروں کے اندر 'برابری پر بینکاری' پالیسی کے نفاذ پر زور اور توجہ دی گئی ہے۔
- اسٹیٹ بینک کے زیرِ ضابطہ آنے والے مالی اداروں کی افرادی قوت میں 5227 خواتین کو شامل کیا جا چکا ہے جس کے بعد ان اداروں میں خاتون عملے کا تناسب 13.1 فیصد سے بڑھ کر 14.6 فیصد ہو گیا ہے۔
- دسمبر 2021ء میں مجموعی طور پر 20.7 ملین بینک اکاؤنٹ تھے جن میں خواتین کے 7.4 ملین ذاتی اور فعال اکاؤنٹس کا اضافہ ہوا۔
- 'برابری پر بینکاری' پالیسی نافذ کرنے والے 95 فیصد مالی اداروں نے خواتین کو متوجہ کرنے والی مصنوعات اور سہولتیں تیار کر لی ہیں۔
- 34 بینکوں نے خواتین کو مالی خدمات کی فراہمی کے خصوصی شعبہ جات / ٹیمیں تشکیل دی ہیں۔
- مالی اداروں کے 56 فیصد عملے کو صنفی حساسیت پر تربیت فراہم کر دی گئی ہے۔
- صارف خواتین کی خدمت کے لیے 51 فیصد برانچوں میں خصوصی خواتین چیمپئن کا تقرر کیا جا چکا ہے۔
- برانچ لیس بینکاری ایجنٹوں میں خواتین کا تناسب ایک فیصد سے بڑھ کر 3 فیصد ہو چکا ہے جبکہ ہدف یہ تھا کہ 2023ء میں 7 فیصد کیا جائے۔

'برابری پر بینکاری' پر عملدرآمد کی پیش رفت کا جائزہ لینے کے لیے اسٹیٹ بینک نے ایک اسکور کارڈ تیار کیا ہے تاکہ مالی اداروں کی کارکردگی بلحاظ ان کے تفویض کردہ اہداف کے جانچی جاسکے، نیز اعلیٰ کارکردگی والے اداروں کے ساتھ ان کی کارکردگی کا موازنہ بھی کیا جا سکے۔ اسکور کارڈ کے نتائج متعلقہ مالی اداروں کے علم میں لائے گئے اور یہ سلسلہ سالانہ بنیاد پر جاری رہے گا۔

(ii) اسلامی بینکاری

پاکستان میں اسلامی بینکاری کی صنعت گذشتہ چند برسوں میں قابل ذکر رفتار سے نمو پا رہی ہے۔ یہ سلسلہ مالی سال 23ء میں بھی جاری رہا، چنانچہ اسلامی بینکاری کے اثاثہ جات اور ڈپازٹس میں بالترتیب 19.7 فیصد اور 20.9 فیصد کا سال بسال اضافہ ہوا۔ متواتر نمو کے نتیجے میں اسلامی بینکاری صنعت کے اثاثہ جات جون 2023ء کے اختتام تک 8 ٹریلین روپے کا سنگِ میل عبور کر کے 8118 ارب روپے تک جا پہنچے، جبکہ مجموعی بینکاری صنعت میں اسلامی بینکاری کے اثاثہ جات اور ڈپازٹس کا تناسب بالترتیب 20 فیصد اور 22 فیصد تک چلا گیا۔

اسلامی بینکاری صنعت کا نیٹ ورک 22 اسلامی بینکاری اداروں (آئی بی آئی) پر مشتمل ہے، جن میں جون 2023ء کے آخر تک 6 مکمل اسلامی بینک (آئی بی) اور 16 ایسے روایتی بینک شامل ہیں جن کی اسلامی بینکاری شاخیں (آئی بی بی) ہیں۔ جون 2023ء کے اختتام تک اسلامی بینکاری صنعت کا نیٹ ورک 4,534 برانچوں کا تھا (جو ملک کے 131 اضلاع میں موجود ہیں) جبکہ 2022ء میں یہ تعداد 4،086 برانچ تھی۔ مالی سال 23ء میں اسلامی بینکاری اداروں کے ذریعے چلائی جانے والی اسلامی بینکاری ونڈوز (یعنی روایتی بینکوں کی برانچوں میں خصوصی کاؤنٹرز) کی تعداد 25 فیصد اضافے کے ساتھ 1,834 ہو گئی۔ اس کے علاوہ نیشنل رورل سپورٹ پروگرام (این آر ایس پی) مائکرو فنانس بینک لمیٹڈ، ایم سی بی

اسلامک بینک لمیٹڈ اور ٹیو مائکرو فنانس بینک لمیٹڈ بھی ملک میں شریعت کے مطابق مائکرو فنانس خدمات پیش کر رہے ہیں۔

اسلامی بینکاری کو اسٹیٹ بینک کے ایک اسٹریٹجک ہدف کے طور پر مزید فروغ دینے کے لیے بینک نے زیر جائزہ مدت میں درج ذیل اہم اقدامات کیے ہیں:

وفاقی شریعت عدالت کے فیصلے کے نفاذ کے لیے اقدامات

معزز وفاقی شریعت عدالت نے 28 اپریل 2022ء کو ربا کیس کے حوالے سے اپنا فیصلہ سنایا۔ فیصلے میں عدالت نے ربا/ سود سے متعلق امور نمٹانے اور قانون سازی میں ترامیم اور معیشت سے سود کے خاتمے کے لیے خصوصی ہدایات بھی دیں۔ اس فیصلے پر عمل درآمد کے لیے وفاقی حکومت نے دسمبر 2022ء میں ایک اعلیٰ سطح کی اسٹیئرنگ کمیٹی بنائی جو گورنر اسٹیٹ بینک کی سربراہی میں اس حوالے سے اسٹریٹجک رہنمائی فراہم کرے گی۔ اسٹیئرنگ کمیٹی میں وزارت خزانہ، اسٹیٹ بینک، سیکورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان (ایس ای سی پی)، انسٹی ٹیوٹ آف چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ آف پاکستان، شریعہ اسکالرز، بینکار، ایک قانونی ماہر اور کاروباری برادری کے نمائندے سمیت اہم اسٹیک ہولڈر شامل ہیں۔

اسٹیئرنگ کمیٹی کی رہنمائی میں تبدیلی کے عمل کو آگے بڑھانے کی غرض سے اسٹیٹ بینک نے روایتی بینکاری کو اسلامی بینکاری میں ڈھالنے کے لیے ایک اعلیٰ سطح کی کمیٹی قائم کی۔ کمیٹی میں اسٹیٹ بینک کے سینئر ایگزیکٹوز اور کمرشل بینکوں کے صدور/ سی ای اوز شامل ہیں۔ اس کمیٹی کے تحت مختلف ورکنگ گروپ قانونی، ضوابطی اور نگرانی کی اصلاحات، آگاہی کے فروغ اور استعداد سازی جیسے مختلف شعبوں میں مصروف عمل ہیں۔ یہ ورکنگ گروپ بینکوں کے اسلامی بینکوں میں ڈھالنے کے منصوبوں کا بھی جائزہ لے رہے ہیں۔ نیز، وہ بین الاقوامی معیارات کو تیزی سے اپنانے؛ شریعت سے ہم آہنگ صکوک اسٹرکچر کی تشکیل، روایتی سرکاری قرضوں کو اسلامی قرضوں میں تبدیل کرنے اور اسلامی بینکاری میں منتقلی کرنے میں مددگار آئی ٹی ایکو سسٹم کی تشکیل کا بھی جائزہ لے رہے ہیں۔ ورکنگ گروپ اپنے متعلقہ شعبوں میں پالیسی اور عملی سفارشات دینے کے لیے سرگرم اور فعال ہیں تاکہ شریعت سے ہم آہنگ بینکاری میں ہموار طریقے سے تبدیلی لائی جاسکے۔

روایتی بینکوں کو اسلامی بینکوں میں ڈھالنے کے کام کی وسیع نوعیت کے پیش نظر اسٹیٹ بینک نے دسمبر 2022ء میں اپنے ادارہ جاتی ڈھانچے میں بھی ردوبدل کیا ہے تاکہ اپنے مقاصد کو ترجیح اور ان پر توجہ دی جاسکے۔ اس مقصد کے لیے بینک میں ایک خصوصی اسلامی مالیات گروپ بنایا گیا ہے جس میں دو مختلف مینڈیٹ کے حامل شعبے شامل ہیں: شعبہ اسلامی مالیات پالیسی اور شعبہ اسلامی مالیات ترقی۔ یہ ادارہ جاتی تبدیلی ملک میں اسلامی بینکاری کے فروغ کے لیے اسٹیٹ بینک کا عزم ظاہر کرتی ہے۔

بین الاقوامی اشتراک کا استحکام

اسٹیٹ بینک نے اسلامک فنانشیل سروسز بورڈ (آئی ایف ایس بی) کی کونسل کے اجلاس کی پہلی بار میزبانی کی۔ اعلیٰ اختیاراتی کونسل کا یہ 41واں اجلاس تھا جو 15 دسمبر 2022ء کو اسلام آباد میں منعقد ہوا اور جس کی صدارت گورنر اسٹیٹ بینک جناب جمیل احمد نے کی جو آئی ایف ایس بی کونسل کے چیئرمین برائے 2022ء بھی تھے۔ آئی ایف ایس بی ملائشیا میں قائم ضوابطی اور نگران اداروں کا ایک ادارہ ہے جس کا کام بین الاقوامی معیار سازی ہے اور دنیا بھر میں اسلامی مالیاتی خدمات کی صنعت کے استحکام اور پائیداری کو یقینی بنانا اس کی ذمہ داری ہے۔ کونسل کے مذکورہ اجلاس میں گورنروں اور ضوابطی اور نگران اداروں کے سینئر حکام نے شرکت کی۔

اس موقع پر اس کے علاوہ متعدد ذیلی تقریبات منعقد کی گئیں جن میں بینکاری اور نان بینکاری شعبے کی استعداد کار بڑھانے کے لیے پورے دن کے دو الگ الگ پروگرام شامل ہیں۔ علاوہ ازیں آئی ایف ایس بی ارکان کا سیشن ہوا اور پائیدار ترقیاتی اہداف (ایس ڈی جی) پر بورڈ کا پندرھواں پبلک لیکچر ہوا جس کا موضوع "اسلامی مالیات کا فلسفہ: آگے بڑھنے کا راستہ" تھا۔ ان پروگراموں میں شرکا کو دیگر امور کے علاوہ اسلامی مالیات کی پیچیدگیوں سے متعلق خصوصی مہارتوں اور معلومات سے آراستہ کرنے اور صنعت میں موثر کردار ادا کرنے کی صلاحیتیں بڑھانے پر توجہ مرکوز کی گئی۔ آئی ایف ایس بی کونسل کے مرکزی اجلاس کے ساتھ ساتھ ان ذیلی تقریبات کے انعقاد نے استعداد سازی، بین الاقوامی نیٹ ورکنگ اور عوامی آگاہی کے لیے ایک جامع پلیٹ فارم فراہم کیا۔

اسٹیٹ بینک نے اے اے او آئی ایف آئی کے چار مزید شریعہ معیارات اپنا لیے

اسلامی بینکاری صنعت میں شریعہ کے تعمیلی فریم ورک کو مزید مضبوط بنانے اور اس صنعت کو شریعہ کی تعلیمات سے ہم آہنگ کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک نے اکاؤنٹنگ اینڈ آڈٹنگ آرگنائزیشن فار اسلامک فنانشل انسٹی ٹیوشنز (اے اے او آئی ایف آئی) کے چار مزید شریعہ معیارات اپنا لیے جن میں 1) سلم اور متوازی سلم، 2) استصناع اور متوازی استصناع، 3) معاہدوں کا امتزاج اور 4) آبپاشی شراکت داری (مساقات) شامل ہیں۔

روایتی بینکاری طریقوں کو اسلامی بنانے میں مدد

اسٹیٹ بینک نے روایتی بینکاری کو اسلامی بینکاری میں تبدیل کرنے کے سلسلے میں ہمیشہ فعال کردار ادا کرتے ہوئے اس کام کو سہولت دی ہے۔ مالی سال 23ء کے دوران فیصل بینک لمیٹڈ نے اپنے تمام روایتی آپریشنز کو اسلامی آپریشنز میں تبدیل کرکے خود کو اسلامی بینک میں منتقل کر لیا۔ فیصل بینک کا یہ اقدام نہ صرف پاکستان کی بینکاری تاریخ میں اپنی نوعیت کا پہلا اقدام ہے بلکہ یہ عالمی سطح پر (اسلامک انٹرنیشنل ریٹنگ ایجنسی کے مطابق) کسی روایتی بینکاری ادارے کی اسلامی بینک میں منتقل ہونے کی سب سے بڑی سرگرمی بھی ہے۔ اسٹیٹ بینک نے فیصل بینک کی اس تبدیلی میں اہم کردار ادا کیا اور ہر ممکن ضوابطی مدد اور نگرانی کی صورت میں تعاون فراہم کیا، جس کے نتیجے میں فیصل بینک کے اس بڑے منصوبے پر آسانی سے عمل درآمد ہوا۔

ملکی ریاستی صکوک کے اجرا میں تعاون

اسٹیٹ بینک حکومت پاکستان کو ملکی ریاستی صکوک جاری کرنے میں تعاون فراہم کر رہا ہے۔ مالی سال 23ء کے دوران حکومت نے 872 ارب روپے کے ملکی صکوک جاری کیے جبکہ اس سے پہلے سال میں 1623 ارب روپے کے صکوک جاری کیے تھے، اور ان کے اجرا میں اسٹیٹ بینک نے مکمل تعاون کیا۔

آگاہی اور استعداد سازی کے اقدامات

اسلامی بینکاری اور مالیات کے بارے میں آگاہی بڑھانے اور غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک نے اسلامی بینکاری صنعت اور دیگر متعلقہ فریقوں کے ساتھ قریبی تعاون جاری رکھا اور ملک کے طول و عرض میں آگاہی کے متعدد پروگرام منعقد کیے۔ مزید برآں، نچلی سطح سے ہنرمند افرادی قوت کی فراہمی کے لیے اسٹیٹ بینک نے اعلیٰ تعلیم کے صوبائی اور وفاقی کمیشن سے بھی رابطہ کیا تاکہ وہ اپنے متعلقہ نصاب میں اسلامی بینکاری اور مالیات کو شامل کریں۔ مالی سال 23ء کے دوران اسٹیٹ بینک نے 'نباف' کی تکنیکی معاونت سے تعلیمی اداروں، بینکاری صنعت، شریعہ برادری اور سرکاری عہدیداروں کو اسلامی بینکاری اور مالیات پر مختلف کورسز کرائے۔

(iii) زرعی قرضے کے فروغ کے اقدامات

زراعت پاکستان کی معیشت کا کلیدی شعبہ ہے جس کا جی ڈی پی میں حصہ 22.9 فیصد ہے اور ملک کی 37.4 فیصد افرادی قوت کا روزگار اسی شعبے سے وابستہ ہے۔ اسٹیٹ بینک اس اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے زراعت کے لیے مناسب مالکاری کی فراہمی پر خاصا زور دیتا ہے۔ مالی سال 23ء میں زرعی شعبے کو متعدد دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا، خاص طور پر 2022ء کا تباہ کن سیلاب، اور اس کے ہمراہ بڑھتی ہوئی پیداواری لاگت۔ چنانچہ اسٹیٹ بینک کی جانب سے متعدد اقدامات کیے گئے جن سے اس شعبے کو مالکاری کی سہولت اور چھوٹے کاشتکاروں کو قرضے کے حصول تک بہتر رسائی ملی۔ ان اقدامات کے نتیجے میں مالی سال 23ء کے دوران زرعی قرضوں کی تقسیم سال بہ سال 25 فیصد سے زائد اضافے کے ساتھ 1,776 ارب روپے تک پہنچ گئی۔ مزید برآں واجب الادا زرعی قرضے بھی 10 فیصد سال بسال اضافے سے جون 2023ء کے اختتام تک 760 ارب روپے تک پہنچ گئے۔ نیز، زرعی قرضے کے اسکورنگ ماڈل سے مالی سال 23ء میں بھی کارکردگی میں بہتری کا سلسلہ جاری رہا اور مقرر کردہ اہداف پورے کیے جاتے رہے۔

وزیراعظم کا کسان پیکیج

سیلاب 2022ء سے متاثرہ علاقوں میں ریلیف کی فراہمی اور بحالی کے لیے اسٹیٹ بینک نے حکومتِ پاکستان کی مدد سے وزیر اعظم کے کسان پیکیج پر عمل درآمد کیا۔ کسان پیکیج کے تحت مالی سال 23ء کے لیے زرعی قرضوں کا ہدف بڑھا کر 1819 ارب روپے کر دیا گیا جسے جون 2023ء کے اختتام تک مالی ادارے 97.6 فیصد حاصل کرنے میں کامیاب رہے۔ مزید برآں، اسٹیٹ بینک نے سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں زرعی شعبے کو مضبوط بنانے کے متعدد اقدامات کیے جن میں واجب الادا چھوٹے قرضوں پر مارک اپ کی معافی شامل ہے، جس میں حکومت نے 23

بینکوں کو 1.48 ارب روپے کے دعووں کی ادائیگی کی تھی اور بقیہ 50 فیصد مارک اپ بینکوں نے معاف کر دیا تھا۔ نیز، اسٹیٹ بینک کی جانب سے بلا سود قرضے کی دو اسکیمیں نافذ کی گئیں جن کے تحت 35 ہزار 923 گذر او قاتی کاشت کاروں کو 8.1 ارب روپے جاری کیے گئے جبکہ 30 ہزار 504 بے زمین کاشتکاروں میں 3.9 ارب روپے تقسیم کیے گئے۔[1]

اس کے علاوہ میکانائزیشن یعنی مشینوں کے استعمال کو فروغ دینے اور قومی غذائی تحفظ کو یقینی بنانے کی غرض سے زرعی مشینری خریدنے کے لیے زرِ اعانت کی ایک اسکیم بھی متعارف کرائی گئی جس کے تحت جون 2023ء کے اختتام تک 1233 کاشتکاروں میں 2.5 ارب روپے تقسیم کیے گئے۔ ان اسکیموں میں بینکوں کے لیے خطرے کی کوریج بھی فراہم کی گئی۔ مزید بر آں، زراعت سے تعلق رکھنے والے ایس ایم ای اداروں کو دو اسکیموں سے فائدہ پہنچایا گیا۔ انہیں اسٹیٹ بینک کی ایس ایم ای اداروں کو جدید بنانے کے لیے ری فنانس سہولت اور وزیر اعظم کی یوتھ بزنس اینڈ ایگریکلچر لون اسکیم میں شامل کرکے زرعی شعبے کو سستے قرضے فراہم کیے گئے۔[2]

چیمپئن بینک ماڈل

اسٹیٹ بینک نے مالی سال 22ء میں چیمپئن بینک ماڈل متعارف کرایا، جس کا ہدف ملک کے نیم محروم علاقے ہیں اور اس ماڈل کا مقصد ان علاقوں میں زرعی قرضوں کی مستحکم طلب کو پورا کرنا ہے۔ چنانچہ چھ بینکوں کو اس ماڈل کی قیادت سونپ کر چیمپئن بینک کے طور پر نامزد کیا گیا۔ کوشش کی گئی ہے کہ چیمپئن بینک دیگر بینکوں کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ اپنے علاقائی اہداف کو پورا کریں، قرضے جاری کرنے کے خصوصی پروگرام بنائیں، آگاہی کی مہم چلائیں اور کسانوں کو درپیش مقامی مسائل حل کرائیں۔

چیمپئن بینکوں، بینکوں کی علاقائی افرادی قوت، اسٹیٹ بینک اور اسٹیٹ بینک-بی ایس سی کی مشترکہ کاوشوں سے زرعی مالکاری میں بہتری کے علاوہ نیم محروم علاقوں بالخصوص بلوچستان اور خیبر پختونخوا میں محصولات سے متعلق مسائل بھی حل ہوئے ہیں۔ اس اقدام سے مالی سال 23ء کے دوران نیم محروم علاقوں میں زرعی مالکاری میں نمایاں اضافہ دیکھا گیا ہے: آزاد کشمیر میں 55 فیصد، بلوچستان میں 53 فیصد، خیبر پختونخوا میں 46 فیصد، اور سندھ اور پنجاب دونوں میں 25، 25 فیصد اضافہ۔ تاہم گلگت بلتستان میں زرعی مالکاری میں تقریباً 4 فیصد کی معمولی کمی ہوئی۔ علاقے کی اس صورت حال سے نمٹنے کی خاطر مالی سال 24ء کے لیے اداروں کے مختص اہداف کو وہاں زرعی مالکاری کے استحکام سے ہم آہنگ کیا گیا ہے تاکہ علاقے کے اب تک استعمال نہ ہونے والے امکانات کو تلاش کیا جاسکے۔ دیگر اقدامات کے ساتھ ساتھ، چیمپئن بینک ماڈل کے تحت بینکوں کی علاقائی افرادی قوت اور گلگت بلتستان کے دیگر متعلقہ فریقوں کے متعدد اجلاس ہوئے ہیں۔ توقع ہے کہ یہ اقدام وسط سے طویل مدت کے دوران مثبت ساختی تبدیلیوں کا باعث بنے گا۔

زرعی قرضے کی حد میں اضافہ

غذائی تحفظ کی قومی ضروریات کے پیش نظر اور 2022ء کے سیلاب کے باعث اسٹیٹ بینک نے اگست 2022ء میں گندم کی فصل کے لیے قرضے کی علامتی حد 67 فیصد بڑھا کر ایک لاکھ روپے فی ایکڑ کر دی تھی، تاکہ کاشتکاروں کو خام مال کی ضروریات پوری کرنے کے لیے بینکوں سے مناسب قرضے مل سکیں۔ اس کے علاوہ باقی فصلوں، باغات، جنگلات اور مالکاری کے دیگر زمروں کے لیے قرض کی علامتی حد میں اوسطاً 20 فیصد اضافہ کیا گیا۔ قرضے کی یہ علامتی حد صوبائی حکومتوں اور بینکوں کو رہنمائی دیتی ہے۔ یہ حد زرعی قرض گیروں کی قرضے کی ضروریات کا تخمینہ لگانے اور ان کے تجزیے میں مدد کرتی ہے جس کے بعد زرعی قرضے کے اہداف مقرر کیے جاتے ہیں اور قرضے کی حد کی منظوری دی جاتی ہے۔

گودام کی برقی رسید سے قرضہ (ای ڈبلیو آر ایف)

اسٹیٹ بینک نے فروری 2022ء میں گودام کی برقی رسید سے قرضہ (ای ڈبلیو آر ایف) کا طریقہ باضابطہ طور پر متعارف کرایا جو فی الحال صرف مکئی اور چاول کی فصلوں کے لیے تھا۔ اس اسکیم کا مقصد یہ ہے کہ کاشتکاروں، تاجروں اور پراسیسرز کو رہن یا گروی رکھنے کے روایتی طریقے کے بغیر بینکوں سے قرضہ لینے

[1] اے سی اینڈ ایم ایف ڈی سرکلر نمبر 03 برائے 2022ء، بتاریخ 21 دسمبر 2022ء

[2] اے سی اینڈ ایم ایف ڈی سرکلر نمبر 04 برائے 2022ء، بتاریخ 21 دسمبر 2022ء

کے قابل بنایا جاسکے اور تسلیم شدہ گوداموں میں ذخیرہ کردہ اجناس کی برقی رسید کے عوض یہ سہولت ملے۔ مکئی اور چاول کی فصلوں کے لیے قرضہ جاری کرنے کے بینکوں کو خصوصی اہداف دیے گئے تھے۔ بینکوں نے اس اسکیم کے تحت جون 2022ء کے اختتام تک 259.3 ملین روپے کے قرضے دیے۔ اس کے مقابلے میں مالی سال 23ء کے دوران 865 ملین روپے کے قرضے دیے گئے۔ مزید برآں، گودام کی برقی رسید سے قرضہ جاری کرنے کا مالی سال 24ء کا ہدف 1,741 ملین روپے مقرر کیا گیا ہے۔

فصلی قرضے کی بیمہ اسکیم (سی ایل آئی ایس)

اس مستقل (recurring) اسکیم کے ذریعے وفاقی حکومت چاہتی ہے کہ کاشت کاربرادری پر قدرتی آفات کے اثرات کم کرنے کی خاطر اہل قرض گیروں کی فی موسم فی فصل بیمہ پریمیم لاگت کا احاطہ کیا جائے۔ یہ گندم، کپاس، چاول، گنے اور مکئی جیسی فصلوں کے لیے بینکوں / مائیکرو فنانس بینکوں کے زرعی پیداواری قرضوں پر لاگو اور لازمی ہے۔ بینکوں نے فصلی قرضے کی بیمہ اسکیم کے تحت جولائی 2008ء سے جون 2023ء تک 7.0 ملین استفادہ کنندگان کے 11.1 ارب روپے کے بیمہ پریمیم کلیم جمع کرائے۔

گلہ بانی کی بیمہ اسکیم برائے قرض گیر (ایل آئی ایس بی)

یہ اسکیم بیماریوں، قدرتی حالات، حادثات، اور سیلاب، خشک سالی، طوفان اور شدید بارشوں جیسی قدرتی آفات سے مویشیوں کو پہنچنے والے نقصان کے ازالے کے لیے بیمے کا تحفظ فراہم کرتی ہے۔ اہل قرض دار کے لیے بیمہ پریمیم کی لاگت وفاقی حکومت برداشت کرتی ہے۔ یہ اسکیم گائے، بھینس اور بیل کی خریداری کے لیے بینکوں / مائکرو فنانس بینکوں کی طرف سے دیے گئے قرضوں پر لاگو ہوتی ہے۔ یہ خاص طور پر چھوٹے مویشیوں کے گلہ بانوں کے لیے ہے، جس سے وہ 10 جانور تک خرید سکتے ہیں۔ اس بیمہ اسکیم کے تحت جولائی 2014ء سے جون 2023ء تک کے دوران بینکوں نے 0.94 ملین استفادہ کنندگان کے 3.20 ارب روپے کے بیمہ پریمیم کلیم جمع کرائے۔

(iv) مالی خواندگی کے اقدامات

اسٹیٹ بینک مالی خواندگی کے مختلف اقدامات پر عمل درآمد کر رہا ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ ملک بھر میں شمولیتی معاشی ترقی اور استحکام کے فروغ کے لیے مالی تعلیم اور آگاہی پھیلائی جائے۔ ان اقدامات کا ہدف بینکوں کی خدمات سے محروم / نیم محروم طبقات اور پست آمدنی سے اوسط آمدنی والے نوجوانوں، گھرانوں اور پیشہ ور افراد کو بنایا گیا ہے تاکہ انہیں باخبر مالی فیصلے کرنے میں مدد دی جاسکے۔ ان اقدامات سے پاکستان بھر میں 30 لاکھ سے زائد نوجوانوں اور بالغ افراد تک آگاہی پہنچ چکی ہے، ان میں 50 فیصد سے زائد خواتین ہیں۔

جون 2022ء میں مالی خواندگی کے قومی پروگرام (این ایف ایل پی) کے کامیاب اختتام کے بعد اسٹیٹ بینک-بی ایس سی نے مالی خواندگی کی رسائی اور اثرانگیزی کو بڑھانے کے لیے ایک جامع خود کفیل منصوبہ 'مالی استعداد کی حکمت عملی' (این ایف ایل پی-2) تیار کیا، جس میں خاص طور پر ڈجیٹل مالی خواندگی پر توجہ دی گئی ہے۔ عمل درآمد کے پہلے سال یعنی مالی سال 23ء میں 'این ایف ایل پی-2' نے کلاس روم سیشنز اور اسٹریٹ تھیٹرز کے ذریعے دو لاکھ افراد کو مالی خواندگی کی تعلیم دی۔

اسٹیٹ بینک نے نباف کے تعاون سے اکتوبر 2017ء میں "مالی خواندگی کا قومی پروگرام برائے نوجوانان" (این ایف ایل پی-وائی) کا آغاز کیا تھا جو پانچ سالہ پروگرام ہے اور اس کا مقصد 1.6 ملین پاکستانی نوجوانوں اور اسکول کے طلبہ کو بنیادی مالی تعلیم دینا ہے تاکہ انہیں روپیہ پیسہ سنبھالنا سکھایا جائے اور مالی معاملات پر ان کی سوجھ بوجھ کو بڑھایا جائے۔ اپنے نفاذ کے آخری سال یعنی مالی سال 23ء میں اس پروگرام کے تحت 439,817 افراد کو آن لائن تربیت اور 157,000 افراد کو روبرو تربیت فراہم کی گئی۔ منصوبے کا مجموعی ہدف عبور کرتے ہوئے 1,873,000 افراد کو مستفید کیا گیا۔

(v) ایس ایم ای مالیات

چھوٹے اور درمیانے کاروباری ادارے (ایس ایم ای شعبہ) معاشی نمو، روزگار کے مواقع پیدا کرنے اور غربت کے خاتمے کے جو وسیع امکانات رکھتے ہیں ان کے پیشِ نظر اسٹیٹ بینک نے مالیات تک ایس ایم ای اداروں کی رسائی آسان بنانے کے لیے متعدد اقدامات کیے ہیں۔ قومی ایس ایم ای پالیسی 2021ء کے

مطابق بینکوں / ترقیاتی مالی اداروں کو 800 ارب روپے کی واجب الادا ایس ایم ای مالیات کا ہدف دیا گیا ہے جو مالی سال 2025ء کے اختتام تک حاصل کرنا ہے۔ چنانچہ 31 دسمبر 2022ء تک بینکوں اور ترقیاتی مالی اداروں نے مقررہ ہدف کا 93 فیصد یعنی 540 ارب روپے 157,126 ایس ایم ای قرض دہندگان کو جاری کیے۔ تاہم جون 2023ء کے اختتام پر ایس ایم ای اداروں پر واجب الادا قرضہ 457 ارب روپے ہے جو گذشتہ سال کے اسی عرصے کے تقریباً 485 ارب روپے کے مقابلے میں 5.7 فیصد کمی کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ شرحِ قرض گاری میں اضافہ اور دشوار معاشی ماحول ہے۔ اس سلسلے میں اہم اقدامات ذیل میں دیے گئے ہیں:

وزیر اعظم کی یوتھ بزنس اینڈ ایگریکلچر لون اسکیم

حکومتِ پاکستان نے اسٹیٹ بینک کے اشتراک سے جنوری 2023ء میں "وزیر اعظم کی یوتھ بزنس اینڈ ایگریکلچر لون اسکیم" شروع کی۔ اسکیم کا مقصد نوجوانوں کو کاروبار کی طرف راغب کرنا اور ان کے لیے خود روزگار کے مواقع کو فروغ دینا تھا۔ اسکیم کے تحت نوجوانوں کو کاروبار اور زراعت کے لیے قرضے رعایتی شرحوں پر فراہم کیے جاتے ہیں جو صفر فیصد سے لے کر 7 فیصد تک ہوتی ہیں۔ اسکیم کے لیے مارک اپ سبسڈی حکومتِ پاکستان دیتی ہے۔ نوجوان کاروباری افراد کو جاری کردہ قرضے کے حوالے سے خطرے سے تحفظ دینے کے لیے حکومت اسکیم کے تحت کریڈٹ گارنٹی بھی دیتی ہے۔ اسٹیٹ بینک نے مالی سال 23ء کے لیے بینکوں کو 30 ارب روپے جاری کرنے کا ہدف دیا (ایس ایم ای شعبے اور زرعی شعبے دونوں کے لیے 15، 15 ارب روپے مختص ہوئے)۔ مذکورہ اسکیم کے تحت بینکوں نے 30 جون 2023ء تک 30 ارب روپے کے قرضے 61,687 قرض گیروں کو جاری کرکے ہدف پورا کیا۔

بارش /سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں معاون سیالیت کے لیے لائن آف کریڈٹ فنڈ

بارشوں اور سیلاب سے متاثرہ علاقوں کے لیے نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (این ڈی ایم اے) اور صوبائی ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹیز کی جانب سے مختص کردہ لائن آف کریڈٹ اسکیم کے تحت اسٹیٹ بینک کو 5.2 ارب روپے فراہم کیے گئے ہیں۔ یہ رقم چھوٹے قرضے (مائکروفنانس یا خردمالکاری) دینے والے اداروں کو کریڈٹ لائن کے طور پر فراہم کیا گیا تاکہ وہ اسے آگے بڑھا کر چھوٹے قرض دہندگان بشمول چھوٹے کاروباری اداروں اور چھوٹے مکانات تک بطور قرض پہنچائیں۔ اس سہولت کا بنیادی مقصد مائکروفنانس شعبے کی سیالیت میں رکاوٹیں کم کرنا اور مخصوص علاقوں میں گزر بسر اور معاشی سرگرمیاں بحال کرنے کے لیے پائیدار اور مارکیٹ پر مبنی حکمت عملی کے ذریعے رقوم تک رسائی دینا ہے۔

(vi) معذور افراد کی مالی شمولیت کے لیے اسٹیٹ بینک کے اقدامات

اسٹیٹ بینک نے بینکوں کو جامع ہدایات جاری کی ہیں کہ وہ تمام اقسام کے معذور افراد یعنی جسمانی معذور، بصارت سے محروم اور سماعت اور بولنے سے معذور افراد کو بھی مالی شمولیت سے ہمکنار کریں۔ بینکوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ معذور افراد کی مخصوص ضروریات کو پورا کرنے والے طبیعی اور معاون تکنیکی انفراسٹرکچر، خدمات کی ترجیجی دستیابی، مصنوعات اور خدمات کی فراہمی کو یقینی بنائیں۔ اس سلسلے میں اسٹیٹ بینک نے بینکوں کو متعلقہ پالیسی فریم ورک بنانے اور اس پر عمل درآمد کی وقتاً فوقتاً نگرانی کرتے رہنے کی ہدایت کی ہے۔ بینکوں کے پالیسی فریم ورک کے بنیادی ستونوں میں یہ چیزیں شامل ہونی چاہئیں: 1) بینک کی برانچوں تک رسائی بڑھانے کے لیے طبیعی انفراسٹرکچر دستیاب ہو؛ 2) بینکاری مصنوعات اور خدمات تک رسائی دی گئی ہو؛ 3) بینک کی حدود تک رسائی کا آڈٹ کیا جاسکے؛ 4) عملے کی استعداد کار بڑھائی جائے تاکہ وہ معذور افراد کو سہولت دے سکے؛ 5) معذور افراد کی ملازمت، ملازمت کا استحکام اور کیریئر کی ترقی؛ 6) معذور افراد کی مالی شمولیت کے لیے ان کی استعداد کار میں اضافہ؛ اور 7) کمزور بصارت والے / نابینا افراد کے لیے عمومی ہدایات۔

اس تناظر میں اسٹیٹ بینک نے ملک بھر میں بشمول آزاد جموں و کشمیر اور گلگت بلتستان ماڈل برانچوں کا ایک خصوصی نیٹ ورک بنانے میں پہل کی۔ چنانچہ ملک کے 108 اضلاع میں بینکاری صنعت کی کُل 389 ماڈل برانچوں کے قیام کا منصوبہ بنایا گیا۔ ان ماڈل برانچوں میں معذور افراد کے لیے درکار تمام طبیعی، تکنیکی اور معاون انفراسٹرکچر اور خدمات کی فراہمی کو یقینی بنایا گیا۔ جون 2023ء کے اختتام تک زیرِ منصوبہ 389 ماڈل برانچوں میں سے 95 فیصد برانچیں فعال ہوچکی ہیں۔

مزید برآں اسٹیٹ بینک نے مالی سال 2021ء اور 2022ء پر محیط دو سالہ ایکشن پلان کے تحت بینکوں کو ہدایت کی تھی کہ وہ اپنے اے ٹی ایم کیبن اور کاروبار کی جگہ کے داخلی راستے پر 11,081 ڈھلانیں (ریمپ) بنوائیں تاکہ کسی مدد کے بغیر، معذور افراد کا وہاں تک پہنچنا آسان ہو۔ چنانچہ تقریباً 90 فیصد ہدف پورا کر لیا گیا جبکہ بقیہ کاروباری مقامات / اے ٹی ایم کے لیے ڈھلان کی تعمیر مختلف وجوہات کی بنا پر ممکن نہ تھی، جیسے مقامی بلدیاتی قوانین، بازاروں کی تنگ گلیاں، قریب میں سڑکوں کی موجودگی اور شاپنگ مالز کے اندر کاروباری مقامات۔

(vii) مکاناتی مالکاری

تعمیرات اور ہاؤسنگ جیسے شعبے معاشی سرگرمیوں کی بحالی، روزگار کے مواقع پیدا کرنے اور معیار زندگی کو بہتر بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اسٹیٹ بینک نے پاکستان میں مکاناتی مالکاری (ہاؤسنگ فنانس) کے فروغ اور ترقی کے لیے متعدد اقدامات کیے ہیں، جن میں یہ چیزیں شامل ہیں: مکاناتی مالکاری کے علیٰحدہ محتاطیہ ضوابط کا اجرا، متعلقہ فریقوں کی استعداد کار بڑھانے کی جاری کوششیں اور قرضے کے لیے درکار دستاویزات کو یکساں بنانا۔ اسٹیٹ بینک نے بینکوں کو تعمیراتی اور مکاناتی مالکاری کے علامتی اہداف دیتے ہوئے ان کو ہدایت کی کہ وہ نجی شعبے کو جاری کردہ قرضوں میں سے کم از کم 7 فیصد قرضے تعمیراتی اور مکاناتی جزدان کو دیں اور یہ ہدف 30 جون 2023ء تک پورا کریں۔ تاہم بڑھتی ہوئی شرح سود اور مجموعی طور پر دشوار معاشی حالات کی وجہ سے، جس کے سبب معاشی نمو تیزی سے کم ہوئی، مکاناتی مالکاری مالی سال 23ء کے دوران خاطر خواہ نہ بڑھ سکی۔ چنانچہ جون 2023ء کے اختتام تک پر مکاناتی مالکاری کے واجب الادا قرضے کی رقم 456.8 ارب روپے رہی جو 30 جون 2022ء کو 450.8 ارب روپے تھی۔

(viii) برآمدات میں معاونت

اسٹیٹ بینک ملک کی مجموعی معاشی ترقی ممکن بنانے کے لیے صنعتی نمو اور برآمدات کے فروغ میں مستعدی کے ساتھ تعاون کرتا ہے۔ اس مقصد کے لیے اس نے نومالکاری (ری فنانس) سہولتوں سمیت مختلف حکمت عملیاں اپنائی ہیں۔ گزشتہ برسوں کے دوران اسٹیٹ بینک نے اپنی نومالکاری سہولتوں کے ذریعے متعدد خصوصی اسکیمیں شروع کیں جن سے قدرِ اضافی کی حامل صنعتوں کو رعایتی نرخوں پر خاطر خواہ رقوم ملیں۔ ان اسکیموں سے ان صنعتوں کو جاری سرمائے کی ضروریات پورا کرنے اور اپنی پیداواری صلاحیت بڑھانے میں مدد ملی۔ اہم اسکیموں میں ایک برآمدی مالکاری اسکیم (ای ایف ایس) ہے جس میں برآمد کنندگان کو قلیل مدتی قرضے دستیاب ہو جاتے ہیں، جبکہ طویل مدتی برآمدات کے ذریعے نمو کی حوصلہ افزائی کے لیے طویل مدتی مالکاری سہولت (ایل ٹی ایف ایف) ہے۔

برآمدی مالکاری اسکیم (ای ایف ایس)

برآمدی مالکاری اسکیم 1973ء سے کام کر رہی ہے۔ یہ قدرِ اضافی کی اشیا کے لیے ایک قلیل مدتی مالکاری سہولت ہے جس کے قرض کی مدت 180 دن ہے۔ شریعت کے مطابق متبادل 'برآمدی اسلامی مالکاری اسکیم' (آئی ای آر ایس) بھی دستیاب ہے۔ برآمد کنندگان کو راغب کرنے کے لیے فروری 2022ء میں ای ایف ایس کے تحت برآمدی بلوں / وصولیوں کی روپے میں رعایت متعارف کرائی گئی۔ اس کے تحت برآمد کنندگان برآمدی بلوں / وصولیوں کو ڈسکاؤنٹ کر کے اپنی برآمدی آمدنی پر مالکاری حاصل کر سکتے ہیں۔ برآمدی مالکاری اسکیم کے تحت آئی ای آر ایس اور روپے پر مبنی ڈسکاؤنٹنگ سہولت سمیت کل واجب الادا رقم جون 2023ء تک 745 ارب روپے جبکہ جون 2022ء میں یہ 775.2 ارب روپے تھی۔ ایک نیا فریم ورک تیار کیا گیا ہے جس کے تحت دو سب سے بڑی نومالکاری اسکیموں (ای ایف ایس اور ایل ٹی ایف ایف) میں اسٹیٹ بینک کی عملی شرکت اگلے 5 سال کے اندر ختم ہو جائے گی۔ اس عبوری مدت کا آغاز جولائی 2023ء سے ہوا ہے۔

طویل مدتی مالکاری سہولت (ایل ٹی ایف ایف)

طویل مدتی مالکاری سہولت کے تحت برآمدی منصوبوں کی خاطر درآمد شدہ اور ملکی ساختہ نئے پلانٹس اور مشینری خریدنے کے لیے قرضے کی پیشکش کی جاتی ہے۔ ہر منصوبے کی زیادہ سے زیادہ حد 5 ارب روپے تک ہے۔ شریعت سے ہم آہنگ متبادل بھی دستیاب ہے۔ جون 2023ء کے اختتام تک طویل مدتی اسلامی مالکاری سہولت (آئی ایل ٹی ایف ایف) سمیت ایل ٹی ایف ایف کی مجموعی واجب الادا رقم 302.6 ارب روپے تھی جبکہ جون 2022ء میں یہ رقم 329.0 ارب روپے تھی۔ برآمدی مالکاری اسکیم اور طویل مدتی مالکاری سہولت دونوں کے آخری صارفین کے لیے شرح کو مالی سال 23ء کے دوران جولائی 2022ء میں پالیسی

ریٹ کے ساتھ منسلک کرتے ہوئے 5 فیصد کا فرق رکھا گیا تھا۔ بعد میں ان دونوں اسکیموں کے آخری صارفین کے لیے شرح اور پالیسی ریٹ کے درمیان فرق مزید کم کرکے 3 فیصد کر دیا گیا۔[3]

4.2 مالی خدمات کی ڈجیٹائزیشن

(i) آسان موبائل اکاؤنٹ—ابلاغِ عامہ کی مہم

اسٹیٹ بینک نے آسان موبائل اکاؤنٹ تک رسائی اور استعمال کے بارے میں عوام میں آگاہی پیدا کرنے اور ترغیب دلانے کے لیے 11 اگست 2022ء کو ایک میڈیا مہم کا آغاز کیا۔ جو ملک بھر کی علاقائی زبانوں میں ٹی وی، ریڈیو، پرنٹ اور ڈجیٹل میڈیا سمیت مختلف ذرائع سے شروع کی گئی تھی۔ آسان موبائل اکاؤنٹ پلیٹ فارم کے ذریعے اکاؤنٹ کھولنے اور رسمی مالی خدمات کے استعمال کو آسان بنانے میں مدد ملی۔ مزید برآں، میڈیا مہم نے اس اسکیم کی (فروخت کا منفرد محرک) یو ایس پی کے بارے میں آگاہی پیدا کی کہ انٹرنیٹ کی ضرورت کے بغیر بنیادی فیچر فون رکھنے والا کوئی بھی شخص صرف #2262* ڈائل کرکے بینک اکاؤنٹ کھول اور استعمال کر سکتا ہے۔ مالی سال 23ء میں آسان موبائل اکاؤنٹ میڈیا مہم کے نتیجے میں عوام کی جانب سے مجموعی طور پر 3.5 ملین اکاؤنٹس کھولے گئے، جو مالی سال 22ء کی نسبت 83 فیصد زیادہ ہیں۔ 30 جون 2023ء تک اکاؤنٹس کی مجموعی تعداد 7.7 ملین تھی، جن میں سے 38 فیصد خواتین کے ہیں۔

(ii) ملک کے منضبط نظامِ ادائیگی کا منظر نامہ

گزشتہ برسوں کے رجحان کی پیروی کرتے ہوئے، مالی سال 23ء میں پاکستان کے منضبط ڈجیٹل ادائیگی ایکو سسٹم میں نمو جاری رہی۔ سال کے دوران بینکوں اور مائیکرو فنانس بینکوں کے ذریعہ پراسیس کردہ ای بینکنگ ٹرانزیکشنز میں بلحاظ حجم 28.6 فیصد اور بلحاظ مالیت 21.4 فیصد اضافہ ہوا۔ مزید برآں، سال کے دوران بینک پر مبنی کُل خردہ ٹرانزیکشنز کے حوالے سے مالی سال 23ء میں ای بینکاری ٹرانزیکشنز کا حصہ بلحاظ حجم 84.7 فیصد اور بلحاظ مالیت 42 فیصد رہا، اس کی نسبت مالی سال 22ء میں یہ حصہ بالترتیب 80.4 فیصد اور 42 فیصد تھا۔

30 جون 2023ء تک ملک بھر میں بینک برانچز اور اے ٹی ایمز کا نیٹ ورک مالی سال 22ء میں 17,031 اور 17,133 سے بڑھ کر بالترتیب 17,693 اور 17,808 تک پہنچ گیا۔ مزید برآں بینکوں کی پی او ایس مشینیں بھی سال کے دوران 10 فیصد بڑھ کر آخر جون 2023ء تک 115,288 تک پہنچ گئیں، جبکہ مالی سال 22ء میں پی او ایس ٹرانزیکشنز کا حجم 702.2 ارب روپے سے بڑھ کر مالی سال 23ء میں 1063.6 ارب روپے تک پہنچ گیا۔ مزید برآں، کارڈز سے ادائیگیاں قبول کرنے والے رجسٹرڈ ای کامرس مرچنٹس کی تعداد مالی سال 23ء میں 41 فیصد اضافے سے 6,889 تک پہنچ گئی۔

اسٹیٹ بینک نے سال بھر ملک میں ادائیگی کے نظام کے بنیادی ڈھانچے اور ضوابطی فریم ورک کو مضبوط بنانے کے لیے بھی متعدد اقدامات کیے۔ جن کے ذریعے اسٹیٹ بینک کی جانب سے الیکٹرانک منی انسٹی ٹیوشنز (ای ایم آئیز) کو لائسنس جاری کرکے نان بینکاری اداروں کو ادائیگیوں کے منظر نامے میں شامل کیا گیا۔ اسٹیٹ بینک نے کمرشل آپریشنز کے لیے اب تک چار الیکٹرانک منی انسٹی ٹیوشنز کو لائسنس جاری کیے ہیں جبکہ متعدد ممکنہ الیکٹرانک منی انسٹی ٹیوشنز یا تو آزمائشی مرحلے میں کام کر رہے ہیں یا ان کی اصولی منظوری حاصل کر لی گئی ہے۔ یہ ادارے لین دین، صارفین کی تعداد اور ادائیگی کے آلات کے لحاظ سے نمو ظاہر کر رہے ہیں۔ ان کے توسط سے مجموعی طور پر 20 لاکھ ای والٹ اکاؤنٹس کھولے اور صارفین کو 2.8 ملین ادائیگی کارڈ جاری کیے گئے ہیں۔

(iii) ادائیگی کے انفرااسٹرکچر کی کارکردگی

2021ء میں اسٹیٹ بینک نے پاکستان کے فوری ادائیگی کے نظام کی تنصیب کا آغاز کیا، جسے 'راست' کہا جاتا ہے۔ متذکرہ پلیٹ فارم ادائیگی کو تیز، محفوظ، باہمی تعامل اور تمام ادارہ جاتی اور انفرادی ادائیگیوں کا احاطہ کرنے والی ہر قسم کی ادائیگیوں کے لیے انتہائی قابلِ رسائی بنانے کے لیے تشکیل دیا گیا ہے۔ مالی سال 23ء کے دوران، 'راست' نے اپنے استعمال کے دونوں معاملات میں مسلسل ترقی کا تجربہ کیا، یعنی بڑی رقوم کی ادائیگیاں اور فرد تا فرد لین دین۔ مالی سال 23ء کے

[3] آئی ایچ اینڈ ایس ایم ای ایف ڈی سرکلر نمبر 01 برائے 2022ء، بتاریخ 07 جولائی 2022ء، ایس ایچ اینڈ ایس ایف ڈی سرکلر نمبر 13 بتاریخ 29 دسمبر 2022ء

اختتام تک بڑی رقوم کی ٹرانزیکشنز کی تعداد لگ بھگ 84 ارب روپے کے حجم کے ساتھ 343,772 رہی جبکہ فرد تا فرد ٹرانزیکشنز کی تعداد 3085 ارب روپے کے حجم کے ساتھ 154.6 ملین رہی۔

آر ٹی جی ایس (جسے پرزم کے نام سے بھی جانا جاتا ہے) پاکستان میں بڑی مالیت کی ادائیگیوں کی پروسیسنگ کا واحد نظام ہے، جو نہ صرف صارفین بلکہ بینکوں کو بھی بروقت اپنے لین دین کو طے کرنے میں مدد دیتا ہے۔ مالی سال 23ء کے دوران پرزم کے ذریعے یومیہ اوسطاً 1.8 ٹریلین روپے مالیت کی پروسیسنگ کی گئی، اس لین دین کی مجموعی سالانہ مالیت 640.4 ٹریلین روپے رہی۔ انٹر بینک کلیئرنگ اینڈ سیکیورٹیز مالی سال 22ء میں 614.7 ٹریلین روپے سے کم ہو کر مالی سال 23ء میں لگ بھگ 557 ٹریلین روپے رہ گئیں، جبکہ صارفین کی منتقلیاں مالی سال 22ء کی تقریباً 67 ٹریلین سے بڑھ کر مالی سال 23ء میں 83 ٹریلین روپے تک پہنچ گئیں۔

(iv) ڈیجیٹل ادائیگیوں کے لیے رہنما خطوط

ڈیجیٹل چینلز/ خدمات کی بندش کے اوقات کے حوالے سے رہنما خطوط

صارفین نے ڈیجیٹل بینکنگ چینلز جیسے موبائل ایپس اور ویب پورٹلز کا وسیع پیمانے پر استعمال قبول کرنا شروع کر دیا ہے۔ نتیجتاً، صارفین بینکوں کے ڈیجیٹل چینلز اور خدمات کی ہمہ وقت دستیابی کی توقع کرتے ہیں۔ ڈیجیٹل چینلز کی عدم دستیابی کی رپورٹنگ کو بہتر بنانے کے لیے اسٹیٹ بینک نے اپنے دائرہ کار میں آنے والے اداروں کو ہدایات جاری کی ہیں کہ وہ ایس ایم ایس الرٹس، ای میلز اور سوشل میڈیا پلیٹ فارمز جیسے مختلف چینلز کے ذریعے منصوبہ بند اور خدمات میں غیر متوقع خلل کے بارے میں بروقت مطلع کریں۔ اس کا مقصد صارفین کو بہتر طور پر آگاہ کرنے اور ممکنہ پریشانیوں کا اندازہ لگانے میں سہولت فراہم کرنا ہے۔ مزید برآں، صارفین کی شکایات کی نگرانی اور ان کے ازالے کے لیے میکانزم کا قیام اسٹیٹ بینک کی جانب سے بلا تعطل ڈیجیٹل بینکاری اور ادائیگیوں کا تجربہ فراہم کرنے کے عزم کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ اقدام صارفین اور مالی اداروں کے درمیان اعتماد کو تقویت دیتا ہے، جس سے اس میں شامل تمام اسٹیک ہولڈرز کے لیے زیادہ قابل اعتماد اور موثر ادائیگیوں کے ماحولیاتی نظام کو فروغ ملتا ہے۔

غیرمجاز ڈیجیٹل قرضہ ایپس کو ڈیجیٹل ادائیگی خدمات کے حوالے سے بینکوں کے لیے رہنما خطوط

غیر مجاز اور غیر قانونی ڈیجیٹل قرض دینے والی ایپس صارفین کا ڈیٹا اکٹھا کرنے اور شہریوں کو ہراساں کرنے اور ڈرانے دھمکانے کے غیر اخلاقی طریقوں کی وجہ سے صارفین کے تحفظ کے لیے بڑا مسئلہ ہیں۔ صارفین کو غیر مجاز / غیر قانونی ڈیجیٹل قرض دینے والی موبائل ایپس اور ویب پلیٹ فارمز سے بچانے کے لیے بڑے پالیسی اقدام کے تحت اسٹیٹ بینک نے اپنے دائرے میں آنے والے اداروں کو 6 جون 2023ء کو ہدایات جاری کیں کہ وہ ایسی ایپس کو ڈیجیٹل مالیاتی خدمات فراہم کرنے سے روکیں۔ خاص طور پر اسٹیٹ بینک نے بینکوں اور اپنے دائرہ کار میں آنے والے دیگر مالی / ادائیگی خدمات فراہم کرنے والے اداروں کو ہدایت کی کہ وہ غیر مجاز / غیر لائسنس یافتہ ڈیجیٹل قرض دینے والے پلیٹ فارمز (افراد یا کاروباری اداروں) کو براہ راست یا بالواسطہ طور پر ڈپازٹس یا قرض دینے کی مصنوعات، موبائل ایپلی کیشن کے ارتباط (انٹیگریشن)، پیمنٹ گیٹ وے خدمات، کریڈٹ اسکورنگ اور قرضے کے حوالے سے اعتماد کا جائزہ، والٹ سروسز اور ایپلی کیشن پروگرامنگ انٹیگریشن (اے پی آئی) خدمات فراہم نہ کریں۔

اسٹیٹ بینک نے اپنے دائرہ کار میں آنے والے مالی اور ادائیگی اداروں کو بھی ہدایت دی ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ ڈیجیٹل قرض دینے والے پلیٹ فارمز / موبائل ایپلی کیشنز کی لائسنسنگ کی حیثیت اور ان کے کاروبار کرنے کے اختیار کے متعلقہ ضابطہ کاروں (ایس ای سی پی، اسٹیٹ بینک) سے ان کے وائی سی / سی ڈی ڈی عمل کے حصے کے طور پر تصدیق کی جائے۔ اسٹیٹ بینک نے اپنے دائرہ کار میں آنے والے مالی اداروں کو بھی ہدایت دی ہے کہ وہ لائسنسنگ کی حیثیت کے ہمراہ اپنے موجودہ صارفین کے کاروبار کرنے کی اجازت پر نظر ثانی کریں جو ڈیجیٹل قرضے کی خدمات کی پیشکش کر رہے ہیں۔

پاکستان میں پیمنٹ کارڈ کی قبولیت کا انفراسٹرکچر

اسٹیٹ بینک نے تاجروں اور صارفین کے لیے کم قیمت پر ڈیجیٹل ادائیگیوں کی قبولیت کو فروغ دینے کے لیے، کارڈ ادائیگیوں پر انٹر چینج فیس (آئی آر ایف) کو معقول بنانے کے لیے نئی ہدایات مارچ 2023ء میں جاری کیں۔ جن میں ڈیبٹ اور پری پیڈ کارڈز کے لیے انٹر چینج کو 0.2 فیصد اور کریڈٹ کارڈز کے لیے 0.7 فیصد مقرر کیا گیا ہے۔ اسٹیٹ بینک کو توقع ہے کہ انٹر چینج شرح کم کرنے سے کاروبار کا حصول بینکوں کے لیے زیادہ منافع بخش ہوگا اور وہ ملک میں پی او ایس ٹرمینلز تعینات کر کے تمام شعبوں میں زیادہ سے زیادہ تاجروں کی آن بورڈنگ کو جارحانہ انداز میں آگے بڑھائیں گے۔ اسی طرح اسٹیٹ بینک نے مرچنٹ ڈسکاؤنٹ ریٹ (ایم ڈی آر) کی کم از کم حد بھی ختم کر دی ہے۔ اسے توقع ہے کہ مرچنٹ ڈسکاؤنٹ ریٹ کی نچلی رینج ختم کرنے سے کاروبار حاصل کرنے والے بینک تاجروں کو کم سے کم شرحوں کی پیشکش کرنے کے قابل ہوں گے، اس طرح تاجروں کو اپنے کاروبار میں پی او ایس تعینات کرنے کی ترغیب ملے گی۔

(v) برقی زری اداروں (ای ایم آئیز) کے ضوابط میں ترمیم

پاکستان میں ادائیگی کے آلات روایتی طور پر بینکوں کی طرف سے غیر بینکاری اداروں کی شرکت کے بغیر جاری کیے جاتے تھے۔ تاہم، اب نئی تکنیکی اختراعات غیر بینکاری شعبے کو صارفین تک بہت کم قیمت پر جدید اور موثر ادائیگی کی خدمات فراہم کرنے میں مدد دے رہی ہیں۔ اسٹیٹ بینک نے نان بینکاری اداروں کے داخلے کی رکاوٹیں ختم کرنے کے مقصد سے اپریل 2019 میں ای ایم آئیز کے لیے ضوابط جاری کیے تھے تاکہ پاکستان میں ای ایم آئیز کے قیام اور عملی کام کے لیے ایک موثر ضوابطی فریم ورک فراہم کیا جاسکے۔ یہ ضوابط ڈیجیٹل ادائیگیوں اور مالی شمولیت کو فروغ دیتے ہوئے ملک کے قانونی فریم ورک کے مطابق صارفین کے تحفظ سے متعلق ممکنہ خطرات کو بھی حل کرتے ہیں۔

اسٹیٹ بینک کو ان ضوابط کے اجرا کے بعد سے مارکیٹ کے شرکا کی جانب سے حوصلہ افزا ردِعمل موصول ہوا، اور متعدد اداروں کو مارکیٹ میں ای منی سروسز فراہم کرنے کا لائسنس دیا گیا ہے۔ اسٹیٹ بینک کے ای ایم آئیز کے ضوابط کو بھی غیر ملکی سرمایہ کاروں اور اداروں کی جانب سے مثبت ردِعمل ملا۔ اسٹیٹ بینک ای منی سروسز کے استعمال کو بڑھانے کے لیے موجودہ اور ممکنہ ای ایم آئیز کو ترغیب دلاتا ہے کہ وہ نئے کاروباری ماڈلز، کیسیز اور تکنیکی حل پیش کریں۔ اسٹیٹ بینک نے مقامی تجربات اور بہترین عالمی روایات کی روشنی میں ای ایم آئیز کے قواعد و ضوابط پر نظر ثانی کر دی ہے۔ یہ ضابطے 21 جون 2023ء سے نافذ العمل ہوئے۔

(vi) ڈیجیٹل بینک بنانے کے لیے پانچ درخواست گزاروں کو اجازت نامے جاری کر دیے گئے

اسٹیٹ بینک نے مالی شمولیت کو بڑھانے اور مالی نظام کو ٹیکنالوجی پر مبنی اختراع کے ذریعے تبدیل کرنے کے لیے، جو مالی شعبے میں تیزی سے اپنایا گیا ہے، جنوری 2022ء میں ڈیجیٹل بینکوں کے لیے لائسنس کے اجرا اور ضوابطی فریم ورک جاری کیا۔ بعد ازاں، جنوری 2023ء میں، اسٹیٹ بینک نے ڈیجیٹل بینکوں کے قیام کے لیے درج ذیل پانچ (05) درخواست گزاروں کو اجازت نامے دیے:

- ٹیلی نار ڈیجیٹل بینک لمیٹڈ
- ہوگو بینک لمیٹڈ
- کے ٹی بینک پاکستان لمیٹڈ
- رقمی ڈیجیٹل بینک لمیٹڈ

(vii) ڈیجیٹل بینکاری مصنوعات اور خدمات کے تحفظ کو بڑھانے کے اقدامات

اسٹیٹ بینک نے مالی شعبے میں ڈیجیٹائزیشن کو فروغ دینے کے لیے متعدد اقدامات کیے ہیں، یہ امر مالی خدمات کی انقلاب آفریں فراہمی اور انتظام کے طریقوں کی اہمیت کا اعتراف ہے۔ اسٹیٹ بینک نے مالیاتی شعبے میں ڈیجیٹائزیشن کو فروغ دینے کے لیے متعدد اقدامات کیے ہیں۔ تاہم، ڈیجیٹل مالی خدمات کو اپنانے میں اضافے نے دھوکہ دہی کے نئے ہتھکنڈوں کو بھی جنم دیا ہے، جس نے خطرات کم کرنے کے لیے مناسب تدارک کا نفاذ ضروری ہو گیا ہے۔ اسٹیٹ بینک نے ڈیجیٹل بینکاری کی مصنوعات اور خدمات کا تحفظ یقینی بنانے کے لیے جامع اقدامات کیے[4]، جن پر عملدرآمد کے لیے مالی ادارے پابند ہیں، ان میں ڈیجیٹل فراڈ کی

[4] بی پی آر ڈی سرکلر نمبر 4 بتاریخ 14 اپریل 2023ء

روک تھام کی پالیسی کی تشکیل، بورڈ یا اس کی نامزد کمیٹی کی نگرانی میں ڈیجیٹل فراڈ انتظام خطر کا قیام اور اسے مضبوط بنانا، ڈیجیٹل بینکاری میں جانے پہچانے خطرات کے مطابق ٹرانزیکشنل کنٹرولز کا استعمال، انٹرپرائز فراڈ مینجمنٹ وغیرہ کا نفاذ شامل ہیں۔ ان اقدامات پر عمل درآمد سے مالی ادارے اپنے صارفین کو محفوظ اور قابلِ اعتماد ڈیجیٹل بینکاری خدمات فراہم کر سکتے ہیں جس سے صارفین کا اعتماد بڑھ سکتا ہے اور مالی شعبے میں ڈیجیٹل طریقے اپنانے کو فروغ مل سکتا ہے۔

(viii) کلاؤڈ سروس فراہم کنندگان کی آؤٹ سورسنگ کا فریم ورک

کلاؤڈ بیسڈ سروسز مالی اداروں کو ایسی ٹیکنالوجی فراہم کر سکتی ہیں، جو انہیں معاشرے کے کم آمدنی والے طبقوں اور دور دراز علاقوں میں رہنے والوں تک خدمات پہنچانے میں مدد کرتی ہیں۔ مالی خدمات تک رسائی کے بغیر، افراد اور چھوٹے کاروباری ادارے خوشحالی اور ترقی کی منازل طے کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ بینکاری خدمات کی کمی یا اس سے محرومی کے شکار افراد تک پہنچنے کے لیے کم قیمت پر مالی حل لازمی فراہم کیا جانا چاہیے۔ یہ امر کلاؤڈ کمپیوٹنگ کے موثر، حجم پذیر اور پائیدار ترسیل کے ماڈل کے ذریعے ممکن ہے۔

اسٹیٹ بینک نے مالی اداروں کو کلاؤڈ سروس پرووائیڈرز کے ذریعے جدید مصنوعات اور خدمات تشکیل دینے اور پیش کرنے کے قابل بنانے کی غرض سے جنوری 2023ء میں کلاؤڈ سروس پرووائیڈرز (سی ایس پیز) کو آؤٹ سورسنگ کا فریم ورک جاری کیا تھا۔ یہ فریم ورک ملکی اور بین الاقوامی کلاؤڈ سروس فراہم کنندگان کو خطرے پر مبنی نقطۂ نظر کے ذریعے محفوظ طریقے سے مواد کے ساتھ ساتھ غیر مادی ورک لوڈ کی آؤٹ سورسنگ کی اجازت دیتا ہے۔ تاہم بینکوں، مائیکرو فنانس بینکوں، ڈیجیٹل بینکوں، ترقیاتی مالی اداروں اور نامزد پیمنٹ سسٹم آپریٹرز (پی ایس اوز) / پیمنٹ سروس پرووائیڈرز (پی ایس پیز) کے معاملے میں آف شور / بین الاقوامی سی ایس پیز کو مواد کے ورک لوڈ کی آؤٹ سورسنگ اسٹیٹ بینک کی منظوری سے مشروط ہوگی، جس کے تحت اسٹیٹ بینک معاملے کی نوعیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے منظوری دینے کا مجاز ہے۔

4.3 زرِ مبادلہ کے ضوابطی فریم ورک میں اصلاحات

(i) توازنِ ادائیگیوں کے توازن کو سہارا دینے کے اقدامات

ملک کے ادائیگیوں کے توازن پر دباؤ کو کم کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک نے اضافی 177 ایچ ایس کوڈ کی درآمدات پر 100 فیصد غیر منافع بخش کیش مارجن ریکوائرمنٹ (سی ایم آر) 7 اپریل 2022ء تا 31 دسمبر 2022ء عائد کیا۔ تاہم بیرونی کھاتوں کے دباؤ کے پیشِ نظر اسے بعد میں 31 مارچ 2023ء تک بڑھا دیا گیا۔ سی ایم آر کے لیے یہ 177 ایچ ایس کوڈ ان اشیا کی موجودہ فہرست کے علاوہ تھے جو بڑھتی ہوئی درآمدات پر قابو پانے کے لیے سی ایم آر کو راغب کرتی ہیں۔ تخمینے کے مطابق جولائی تا دسمبر مالی سال 22ء کے دوران ان 177 ایچ ایس کوڈز کے تحت درآمدات کی مالیت 5.9 ارب ڈالر رہی۔[5]

سی ایم آر کے نفاذ کے بعد 177 ایچ ایس کوڈز کی ماہانہ درآمدات میں کمی آنا شروع ہوگئی تھی، جس میں اجناس کی بڑھتی ہوئی قیمتیں، روپے کی قدر اور ملکی طلب میں کمی بھی شامل تھی، جس کی وجہ سے درآمدات بھی گھٹ گئی تھیں۔ درآمدات اپریل 2022ء میں 4.2 ملین ڈالر سے کم ہو کر جون 2022ء میں 3.9 ملین ڈالر اور اگست 2022ء تک 2.3 ملین ڈالر رہ گئیں۔[6]

اسٹیٹ بینک نے بیرونی کھاتوں کی صورت حال میں کچھ بہتری کے بعد سی ایم آر کے لیے دو سطحی نقطۂ نظر اپنایا۔ سرکلر کے مطابق، ان معاملوں کے لیے سی ایم آر میں 100 فیصد نرمی کی گئی تھی جہاں درآمد کی قرض شرائط 90 یوم سے زائد تھیں۔ چنانچہ، بینکوں کو یہ ہدایت کی گئی کہ وہ (i) 91 سے 180 دن کی درآمدی ادائیگی کی مدت والی اشیا کے لیے 25 فیصد سی ایم آر حاصل کریں اور (ii) 181 دن یا اس سے زیادہ کی درآمدی ادائیگی کی مدت والی اشیا کے لیے 0 فیصد سی ایم آر حاصل کریں۔[7]

[5] بی پی آر ڈی سرکلر لیٹر نمبر 9 بتاریخ 7 اپریل 2022ء، بی پی آر ڈی سرکلر لیٹر نمبر 37 بتاریخ 30 دسمبر 2022ء، بی پی آر ڈی سرکلر لیٹر نمبر 6 برائے 2023ء

[6] بی پی آر ڈی سرکلر لیٹر نمبر 9 بتاریخ برائے 2022ء

[7] بی پی آر ڈی سرکلر لیٹر نمبر 25 بتاریخ 5 اگست 2022ء

(ii) آئی ٹی کمپنیوں، فری لانسرز اور برآمد کنندگان کے بیرونی کرنسی اکاؤنٹ

اسٹیٹ بینک کی جانب سے مختلف ضوابطی اقدامات کیے گئے ہیں تاکہ آئی ٹی / آئی ٹی سے منسلک خدمات کی برآمدات میں مصروف سافٹ ویئر / آئی ٹی سروس کمپنیوں اور فری لانسرز کو ترغیب دلائی جاسکے کہ وہ اپنی برآمدی آمدنی کو ملک میں لائیں اور اس آمدنی کا 35 فیصد تک غیر ملکی کرنسی کی شکل میں برآمد کنندگان کے خصوصی فارن کرنسی ریٹینشن اکاؤنٹس (ایس ایف سی اے) میں رکھ سکیں۔ مزید برآں، اسٹیٹ بینک نے اشیا/ خدمات کی برآمدات کو آسان بنانے کے لیے برآمد کنندگان کے خصوصی فارن کرنسی اکاؤنٹس میں دستیاب فنڈز کے استعمال کے دائرہ کار میں اضافہ کردیا ہے جس میں سافٹ ویئر کی خریداری، ہوسٹنگ اور لائسنسنگ سبسکرپشن وغیرہ کے امور شامل ہیں۔

(iii) برآمدی آمدنی کے حصول کا طریقہ کار پختہ کرنا

برآمد کنندگان کو مقررہ عرصے کے اندر برآمدی آمدنی کی ملک میں واپسی کی ترغیب دینے کے لیے متعلقہ ہدایات میں ترمیم کردی گئی ہے تاکہ ان آمدنیوں کی واپسی کا طریقہ کار مضبوط بنایا جاسکے۔ اس ترمیم کے تحت مجاز ڈیلر برآمد کنندہ کی جانب سے وصول کی جانے والی برآمدی آمدنی کی رقم پر لین (lien) چارج کرے گا اور اس طرح کے تمام لین کے بارے میں ایک مشترکہ گوشوارہ شعبہ امورِ زرِ مبادلہ (ایف ای او ڈی) کو پیش کرے گا۔ یہ شعبہ برآمدی آمدنی کی وصولی میں تاخیر کے سلسلے میں تمام رپورٹ شدہ معاملات شعبہ فارن ایکسچینج ایڈجوڈیکشن (ایف ای اے ڈی) میں بطور شکایت درج کرائے گا۔ اس کے بعد شعبہ فارن ایکسچینج ایڈجوڈیکشن کے حکم کے مطابق مجاز ڈیلر جرمانے کی رقم اسٹیٹ بینک میں جمع کرائے گا۔

(iv) رئیل اسٹیٹ انویسٹمنٹ ٹرسٹ اسکیموں میں بیرونی سرمایہ کاری

رئیل اسٹیٹ انویسٹمنٹ ٹرسٹ اسکیموں میں غیر ملکی سرمایہ کاری کو مزید آسان بنانے کے لیے اسٹاک ایکسچینج میں درج رئیل اسٹیٹ انویسٹمنٹ ٹرسٹ اسکیموں میں سرمایہ کاری کی موجودہ شقوں کے ہمراہ اور نئی پبلک آفرز کے ذریعے رئیل اسٹیٹ انویسٹمنٹ ٹرسٹ مینجمنٹ کمپنیاں اپنے یونٹس اب نجی اختصاص کے ذریعے جاری کرسکتی ہیں اور ایسے یونٹس غیر رہائشیوں کو منتقل کرسکتی ہیں۔[8]

(V) ڈیبٹ / کریڈٹ کارڈز کے ذریعے بیرونِ ملک ٹرانزیکشنز

اسٹیٹ بینک نے ورچوئل کارڈز سمیت کارڈز کا محتاط استعمال یقینی بنانے کے لیے بیرونِ ملک ٹرانزیکشنز پر انفرادی کارڈز کی سالانہ حد مقرر کردی ہے۔ فی شخص 30 ہزار ڈالر کی حد اب بھی برقرار ہے۔ بینکوں کو ہدایت دیدی گئی ہے کہ وہ صرف اُس لین دین کی اجازت دیں جو ان کے صارفین کے خاکہ خطر سے ہم آہنگ ہوں اور صرف ان کی ذاتی ضروریات کے لیے کیے جائیں۔[9]

(vi) بیرونِ ملک چندہ / عطیات کی وصولی کے لیے اندرونِ ملک ترسیلاتِ زر کی ذریعے میں توسیع

اسٹیٹ بینک کی جانب سے سال کے دوران پاکستان میں موسمیاتی تباہی سے نمٹنے کے لیے ایک اہم پالیسی اقدام کیا گیا۔ پاکستان میں ترسیلاتِ زر کے ذرائع کا دائرہ کار بڑھا دیا گیا ہے تاکہ چندے / عطیات کے طور پر ملک میں وصول پانے والی ترسیلاتِ زر کو بغیر کسی مالی حد کے قبول کیا جاسکے۔

(vii) برآمدی آمدنی کی برقی سند (ای پی آر سی)، پی آر سی کی اسٹیٹمنٹ (ایس-پی آر سی)

غیر مقیم پاکستانیوں اور ملک کے شہریوں کی سہولت کے لیے مجاز ڈیلرز کو یہ ہدایت دیدی گئی ہے کہ وہ بیرونِ ملک سے ترسیلاتِ زر کی وصولی کے حوالے سے برآمدی آمدنی کی سند کے اجرا اور تصدیق کے عمل کو خودکار بنائیں۔ اس اقدام سے پاکستان میں ترسیلاتِ زر کے استفادہ کنندگان کو سہولت ملی ہے کیونکہ اب وہ بینک کے پی آر سی پورٹل پر چند کلکس کی مدد سے اپنی برآمدی آمدنی کی برقی سند اور برآمدی آمدنی کی سند کی اسٹیٹمنٹ حاصل کرسکتے ہیں۔[10]

[8] ای پی ڈی سرکلر لیٹر نمبر 7 برائے 2023ء بتاریخ 24 مارچ 2023ء

[9] ایف ای سرکلر نمبر 5 بتاریخ 15 اگست 2022ء

[10] ایف ای سرکلر نمبر 5 بتاریخ 15 اگست 2022ء

(viii) ایکسچینج کمپنیوں سے غیر ملکی کرنسی کی خریداری۔ بینکاری ذرائع کا استعمال

ایکسچینج کمپنیوں کے لیے ضوابطی نظام مزید مضبوط بنانے اور صارفین کو غیر ملکی زرمبادلہ کی خریداری کے لیے بینکاری ذرائع استعمال کرنے کی ترغیب دلانے کی خاطر ایکسچینج کمپنیوں کو پابند کردیا گیا ہے کہ وہ پاکستانی روپے کے عوض 2 ہزار ڈالر یا اس سے زائد (یا دیگر کرنسیوں میں اس کے مساوی) کی غیر ملکی کرنسی کی فروخت صارفین کے ذاتی اکاؤنٹ سے بینک ٹرانسفر / چیک کے ذریعے کریں۔

(ix) ملک میں ترسیلاتِ زر جمع کرنے کے لیے ایکس چینج کمپنیوں کو مراعات دینا

موصولہ ترسیلاتِ زر کو مزید مجتمع کرنے اور اسے بین البینک میں واپس کرنے کے حوالے سے ایکسچینج کمپنیوں کو مراعات دی گئی ہیں۔ اسکیم کے تحت ملک میں موصولہ ترسیلاتِ زر کو بین البینک منڈی میں واپس کرنے پر فی ڈالر ایک روپیہ دیا جائے گا، تاہم ایسا ایکسچینج کمپنی کی جانب سے 100 فیصد موصولہ ترسیلاتِ بین البینک منڈی کے سپرد کرنے سے مشروط ہوگا۔ اسی طرح ترسیلات زر کے ملکی تقسیم کے نیٹ ورک کو وسعت دینے کے لیے ایکسچینج کمپنیوں کو بھی مجاز ڈیلروں کے ساتھ معاہدے کی اجازت دی گئی ہے کہ وہ ان کے ذیلی ایجنٹس کے طور پر اپنے بین الاقوامی ذرائع سے موصولہ ترسیلاتِ زر استفادہ کنندگان کو روپوں میں ادا کرسکیں۔ مزید برآں، ترسیلات زر کا بہاؤ بڑھانے کے لیے ایکسچینج کمپنیوں کو غیر ملکی اداروں کے ساتھ بھی ایجنسی کے نئے مواقع تلاش کرنے کی ہدایت دیدی گئی ہے۔

(x) ایکسچینج کمپنیوں، زمرہ 'ب' کی ایکسچینج کمپنیوں اور ایکسچینج کمپنیوں کی فرنچائزز کے درمیان غیر ملکی کرنسی کا لین دین

اسٹیٹ بینک نے غیر ملکی زرمبادلہ کے لین دین میں دستاویزیت اور شفافیت کو فروغ دینے کے لیے ہدایت دی ہے کہ ایکسچینج کمپنیوں، زمرہ 'ب' کی ایکسچینج کمپنیوں اور ایکسچینج کمپنیوں کی فرنچائزز کے درمیان روپے کے عوض غیر ملکی کرنسی کا لین دین ان کے متعلقہ بینک اکاؤنٹس کے ذریعے کیا جائے گا۔

4.4 سمندر پار پاکستانیوں کے لیے سہولت

اسٹیٹ بینک نے بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے متعدد اقدامات کیے ہیں۔ قبل ازیں، اسٹیٹ بینک نے کمرشل بینکوں کے تعاون سے غیر مقیم پاکستانیوں (انفرادی شخصیات) کو اپنے اقامتی ملکوں سے بینک اکاؤنٹ کھولنے کی سہولت فراہم کی تھی۔ اب اسٹیٹ بینک نے "فریم ورک فار ریموٹ / ڈیجیٹل اکاؤنٹ اوپننگ آف نان ریزیڈنٹ لیگل اینٹی ٹیز" جاری کردیا ہے، جس کی مدد سے پاکستانی بینکوں کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ غیر مقیم پاکستانی اداروں (بیرون ملک میں اندراج یا قائم شدہ) کے ڈیجیٹل اکاؤنٹ کھول سکیں، اس کے توسط سے انہیں پاکستان میں اپنے کاروباری الحاق کو مضبوط بنانے، ادائیگیوں میں سہولت اور پاکستان میں بلند نفع کے حامل تمسکات میں سرمایہ کاری کے لیے بیرون ملک سے فنڈز لانے کی ترغیب ملے گی۔ یہ اقدام ملک کے مالی شعبے کی ڈیجیٹائزیشن کی جانب ایک اور قدم ہے۔[11]

(i) روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹ کے صارفین کے لیے ایپلی کیشنز پر خدمات کا کم از کم معیار

سال 2020ء میں اسٹیٹ بینک نے روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹ اسکیم متعارف کرائی، جس نے غیر مقیم پاکستانیوں کے لیے بینکاری کے تجربے میں انقلاب برپا کیا اور انہیں کاغذی کارروائی میں شامل کیے بغیر دنیا میں کہیں سے بھی بآسانی اکاؤنٹ کھولنے اور اسے چلانے کی اجازت دی۔ ملک کے لیے روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹ ایک کامیاب اقدام ثابت ہوا، کیونکہ ایک لاکھ 56 ہزار سے زائد اکاؤنٹس کھولے گئے ہیں، جن میں سال کے دوران تقریباً 1.6 ارب ڈالر کی مجموعی رقم آئی۔ اسٹیٹ بینک کی جانب سے روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹ کا اقدام پاکستانیوں شہریوں کی بھی ڈیجیٹل آن بورڈنگ کے لیے ایک نظام تشکیل دینے کی بنیاد بنا، جسے بعد میں 2022ء کے دوران شروع کیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اسٹیٹ بینک نے روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹ کی سہولت دینے والے بینکوں کو مکمل طور پر فعال موبائل ایپلی کیشن کے ذریعے جامع خدمات پیش کرنے کی ہدایت کرکے غیر مقیم پاکستانیوں کی سہولت کی خاطر اقدامات کیے۔ اس شمولیتی نقطۂ نظر نے بینکوں کی موبائل ایپلی کیشنز کو 'ون اسٹاپ سلوشن' بنادیا، جس کے ذریعے غیر مقیم پاکستانی کو بآسانی

[11] ایف ای سرکلر نمبر 33 برائے 2022ء بتاریخ یکم اگست 2022ء

کلائنٹ آن بورڈنگ، ٹرانزیکشنز کی استعداد، سرمایہ کاری خدمات اور مالکاری مصنوعات کا اختیار مل گیا۔

(ii) روشن پنشن پلان

روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹ کی مصنوعات میں روشن پنشن پلان ایک اور مفید اضافہ رہا ہے۔ روشن پنشن پلان غیر مقیم پاکستانی اور پاکستانی اوریجن کارڈ (پی او سی) کے حامل افراد کے لیے ایک خصوصی پروڈکٹ ہے، جس سے وہ اپنی بعد از ریٹائرمنٹ زندگی محفوظ بنانے کے لیے ڈیجیٹل اور دنیا میں کہیں سے بھی روشن پنشن پلان میں حصہ ڈال سکتے ہیں۔ مکمل طور پر ڈیجیٹل پروسیس اور سادہ طریقۂ کار غیر مقیم پاکستانیوں کے لیے روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹ کے حامل بینک سے وابستہ مجاز پنشن فنڈ منیجر / انتظامِ اثاثہ کمپنی کو اپنے غیر مقیم پاکستانی روپی ویلیو اکاؤنٹ کے ذریعہ روشن پنشن پلان میں مطلوبہ تواتر سے حصہ ڈالنے کو آسان اور موثر عمل بناتا ہے۔

(iii) روشن ڈیجیٹل کاروبار اکاؤنٹ

اسٹیٹ بینک نے نہ صرف بیرونِ ملک مقیم انفرادی پاکستانیوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے مختلف اقدامات کیے ہیں بلکہ غیر مقیم پاکستانیوں یا غیر مقیم پی او سی حاملین کی ملکیت اور زیرِ انتظام کمپنیوں کو بھی سہولت فراہم کی ہے۔ اسٹیٹ بینک نے روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹ کے حامل بینکوں کو بیرونِ ملک قائم یا رجسٹرڈ اور غیر مقیم پاکستانیوں کی ملکیت اور زیرِ انتظام قانونی اداروں کے لیے روشن ڈیجیٹل بزنس اکاؤنٹ متعارف کرانے کی اجازت دی ہے۔ روشن ڈیجیٹل بزنس اکاؤنٹ کے حاملین ادارے پاکستان میں سرمایہ کاری اور بینکاری کی متعدد سہولتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ یہ ادارے ڈیجیٹل ذرائع سے پاکستان میں اپنے بینک اکاؤنٹ کو دنیا میں کہیں سے بھی چلا سکیں گے، نیز انہیں غیر ملکی کرنسی کو روپے میں بروقت تبدیل کرنے کی آن لائن سہولت بھی فراہم کی جائے گی۔

(iv) روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹ کے بارے میں آگہی مہمات

اسٹیٹ بینک نے روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹس اور اس سے وابستہ مصنوعات سے متعلق ابھرتی ہوئی پیشرفتوں کے بارے میں آگاہی کو فروغ دینے اور پاکستانی تارکین وطن کو باخبر رکھنے کے لیے 240 آن لائن ویب نارز کا انعقاد کیا۔ ان سیشنز کے ذریعے پاکستانی تارکین وطن دنیا کے مختلف شہروں اور ممالک میں مصروف عمل رہے ہیں۔ ان ویب نارز نے بیرونِ ملک مقیم پاکستانیوں کے خدشات اور سوالات کو حل کرنے میں مدد کی اور غیر مقیم پاکستانیوں کی سہولت یقینی بنانے کی خاطر مزید اقدامات کے لیے اسٹیٹ بینک کو رائے فراہم کی۔

4.5 پائیدار ترقی کی مالکاری کو فروغ دینے کے اقدامات

موسمیاتی تبدیلیوں کے خطرے کے پیشِ نظر پائیدار ترقی کے لیے مالکاری پاکستان کے لیے ناگزیر ہو گئی ہے۔ اس مقصد سے مضبوط اور پائیدار معیشت کے قیام میں سہولت فراہم کرنے کے حوالے سے مالی صنعت کا کردار انتہائی اہم ہے۔ اس مسئلے کی حساسیت کو تسلیم کرتے ہوئے اسٹیٹ بینک نے آئندہ پانچ سال کے اسٹریٹجک پلان میں موسمیاتی تبدیلی کو ایک اہم کارفرما موضوع کے طور پر شامل کیا ہے۔ یہ ارتباط موسمیاتی تبدیلی سے پیدا ہونے والے چیلنجوں سے نمٹنے اور پائیدار ترقی کو فروغ دینے کی فوری ضرورت تسلیم کرتے ہوئے موسمیاتی خطرات کی تخفیف اور انتظامی صلاحیتیں بڑھانے کے حوالے سے اسٹیٹ بینک کے عزم کی عکاسی کرتا ہے۔

اس سلسلے میں اسٹیٹ بینک نے مالی شعبے میں پائیداری کا نقطۂ نظر شامل کرنے کے لیے متعدد ماحول دوست اقدامات کیے ہیں، جو بہترین بین الاقوامی روایات سے مطابقت رکھتے ہیں۔ ان اقدامات میں بنیادی طور پر ماحول دوست بینکاری کے رہنما خطوط (2017ء)، ای ایس آر ایم عملدرآمد مینوئل (2022ء) اور مالکاری اسکیم برائے قابلِ تجدید توانائی (2019ء) شامل ہیں۔

(i) ماحولیاتی اور سماجی انتظامِ خطر عملدرآمد مینوئل

اسٹیٹ بینک نے ماحول دوست بینکاری گائیڈ لائنز کے تحت مالی شعبے میں ماحولیاتی اور سماجی انتظامِ خطر کے کم از کم معیارات کی تعمیل یقینی بنانے کے لیے نومبر 2022ء میں ماحولیاتی اور سماجی انتظامِ خطر عملدرآمد مینوئل جاری کیا۔ جس کا مقصد بین الاقوامی معیارات کی بنیاد پر، بالخصوص "انتظامِ خطر" کے شعبے میں، جی بی جیز کی تازہ کاری کرنا اور بہتری لانا ہے۔ متذکرہ مینوئل بینکاری صنعت کو ان

کے ماحولیاتی اور سماجی انتظام خطر کے قیام میں سہولت دینے کے لیے آلات اور چیک لسٹ فراہم کرتا ہے۔ ماحولیاتی خطرات کے ساتھ ساتھ، اس مینوکل کی توجہ سماجی انتظام خطر پر بھی مرکوز ہے، جیسے بچہ مزدوری، اراضی کا غیر قانونی حصول، کارکنوں کی حفاظت اور دیگر متعلقہ امور، جنہیں قرض کی فراہمی میں مالی اداروں کو زیرِ غور لانا چاہیے۔

اسٹیٹ بینک نے ماحولیاتی اور سماجی انتظام خطر عملدرآمد مینوکل کے ایک حصے کے طور پر سہ ماہی رپورٹنگ کرنے والے بینکوں / ڈی ایف آئیز کی جی بی جیز عمل درآمدی پیشرفت (بشمول ای ایس آر ایم سرگرمیاں) کے لیے گرین بینکنگ مانیٹرنگ اینڈ ایویلیوایشن (ایم اینڈ ای) ٹیمپلیٹ بھی جاری کردیا ہے۔

(ii) اسٹیٹ بینک کی مالکاری اسکیم برائے قابلِ تجدید توانائی

اس اسکیم کا مقصد صاف ستھری توانائی کے منصوبوں کی مالکاری کرنا اور ملک میں قابلِ تجدید توانائی کے ذرائع سے بجلی کی بڑھتی ہوئی طلب پوری کرنا ہے۔ اسکیم کے تحت متبادل / قابلِ تجدید توانائی کے ذرائع (یعنی شمسی، پون چکی، پن چکی، بایو گیس، بایو ایندھن، گنے کا پھوک اور جیو تھرمل بطور ایندھن) استعمال کرتے ہوئے 50 میگاواٹ تک بجلی کی پیداوار کے لیے تین زمروں میں زیادہ سے زیادہ 6 فیصد سالانہ کی شرح پر مالکاری دستیاب ہے۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس اسکیم میں پیش رفت ہوئی، اس کے تحت 2600 سے زائد منصوبوں کی مالکاری کی گئی، جس سے مجموعی طور پر قابلِ تجدید توانائی کے ذرائع سے بجلی سازی کی استعداد میں تقریباً 1726 میگاواٹ کا اضافہ ہوا۔ مالکاری برائے قابلِ تجدید توانائی اسکیم کے تحت آخر جون 2023ء تک واجب الادا رقم تقریباً 92 ارب روپے ہے، جو جون 2022ء میں 88 ارب روپے تھی۔

مالی سال 23ء کے دوران طلب میں اضافے اور قابلِ تجدید توانائی کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے مالکاری برائے قابلِ تجدید توانائی اسکیم کی مدت 30 جون 2022ء سے بڑھا کر 30 جون 2024ء کر دی گئی۔ مزید برآں، بینکوں / ڈی ایف آئیز کو مختص سالانہ حدود کی نگرانی کا طریقہ کار قرضوں کی تقسیم سے واجبات کی بنیاد پر تبدیل کر دیا گیا۔ قابلِ تجدید توانائی اسکیم کا شریعت سے ہم آہنگ ورژن، یعنی اسلامی مالکاری برائے قابلِ تجدید توانائی، کی سہولت بھی دستیاب ہے۔

ضمیمہ 1: پاکستان کے مالی نظام کا اسٹرکچر اور ضوابطی ساخت

پاکستان میں اسٹیٹ بینک اور سیکیورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان (ایس ای سی پی) کو مالی شعبے کی نگرانی کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ اسٹیٹ بینک بینکوں، ترقیاتی مالی اداروں (ڈی ایف آئیز)، خرد مالکاری بینکوں (ایم ایف بیز)، مبادلہ کمپنیوں، کریڈٹ بیوروز، پیمنٹ سروس آپریٹرز / پیمنٹ سسٹم پرووائیڈرز اور برقی زر کے اداروں (ای ایم آئیز) کی ضابطہ کاری کرتا ہے۔ دوسری جانب ایس ای سی پی غیر بینک مالی اداروں (این بی ایف آئیز) اور مبادلہ کمپنیوں کی ضابطہ کاری کرتی ہے۔ مزید برآں، سینٹرل ڈائریکٹوریٹ آف نیشنل سیونگز (سی ڈی این ایس) عوام کی بچتوں کو جمع کرتا ہے (شکل الف)۔

شکل الف: پاکستان کے مالی نظام کی ساخت

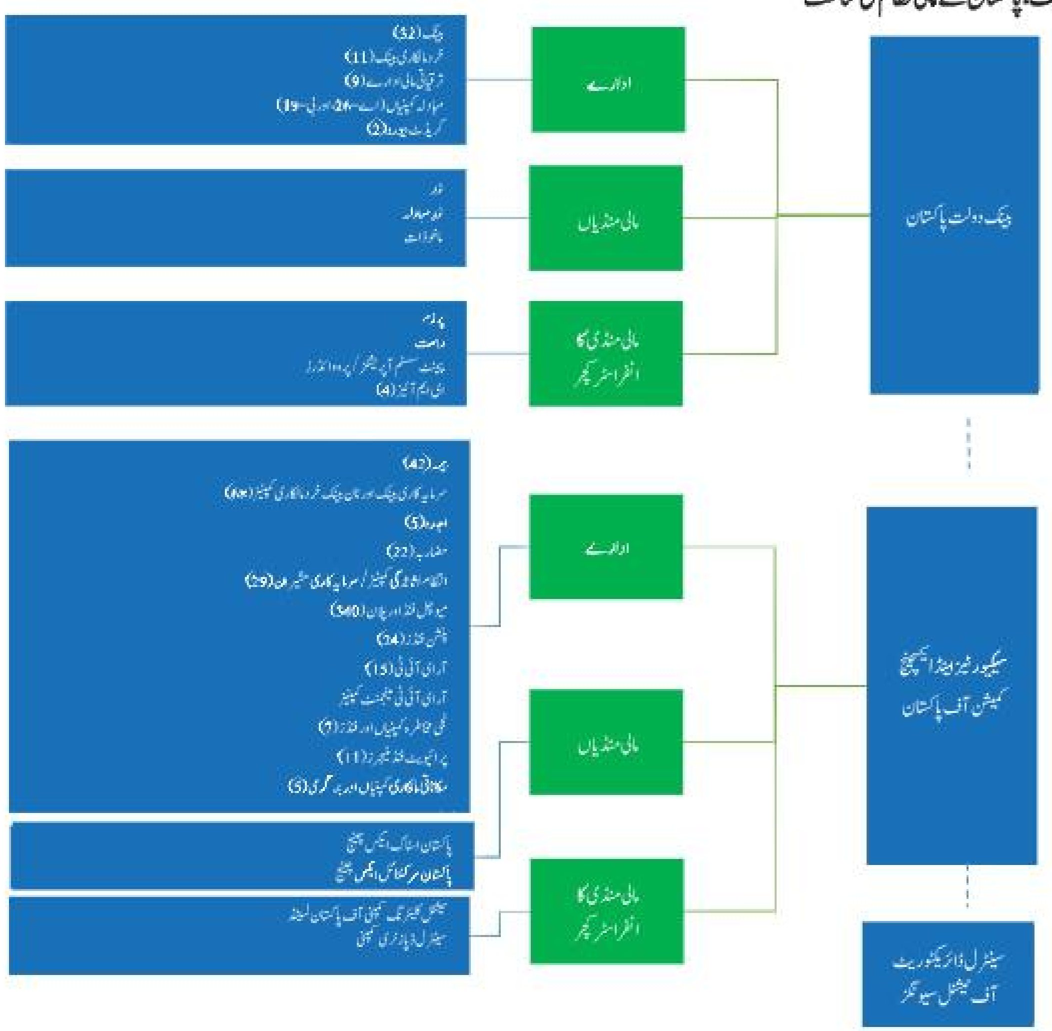

Sources: State Bank of Pakistan and Securities and Exchange Commission of Pakistan

فرہنگ (انگریزی-اردو)

accommodative	گنجائشی	liabilities	واجبات
balance of payments	توازن ادائیگی	liquidity	سیالیت
borrowing	قرض گیری	maturity profile	خاکہ عرصیت
budgetary support	اعانتِ میزانیہ	monetary	زری
circular debt	گردشی قرضہ	money market	بازار زر
current account	جاری کھاتہ	NCPI	قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی
deficit	خسارہ	net domestic assets	خالص ملکی اثاثے
documentation	دستاویزیت	net foreign assets	خالص بیرونی اثاثے
DSSI	قرضہ واپسی تعطل اقدام	OMOs	بازار زر کے سودے
exchange rate	شرح مبادلہ	portfolio investment	جزدانی سرمایہ کاری
external debt	بیرونی قرضہ	productivity	پیداواریت
financial	مالی	remittances	ترسیلاتِ زر
financing	مالکاری	revenues	محصولات، محاصل
fiscal	مالیاتی	services account	خدمات کا کھاتہ
fixed investment	معینہ سرمایہ کاری	solvency	ادائیگی قرض کی صلاحیت
Foreign Direct Investment	بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	spread	تفاوت
headline inflation	عمومی مہنگائی	subsidy	زرِ اعانت
indicator	اظہاریہ	trade account	تجارتی کھاتہ
interbank	بین البینک	volatility	تغیرپذیری
lending	قرض گاری	working capital	جاری سرمایہ

فرہنگ (اردو-انگریزی)

ادائیگی قرض کی صلاحیت	solvency	خدمات کا کھاتہ	services account
اظہاریہ	indicator	خسارہ	deficit
اعانتِ میزانیہ	budgetary support	دستاویزیت	documentation
بازارِ زر	money market	زر اعانت	subsidy
بازار زر کے سودے	OMOs	زری	monetary
بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری	Foreign Direct Investment	سیالیت	liquidity
بیرونی قرضہ	external debt	شرح مبادلہ	exchange rate
بین البینک	interbank	عمومی مہنگائی	headline inflation
پیداواریت	productivity	قرض گاری	lending
تجارتی کھاتہ	trade account	قرض گیری	borrowing
ترسیلاتِ زر	remittances	قرضہ واپسی تعطل اقدام	DSSI
تغیر پذیری	volatility	قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی	NCPI
تفاوت	spread	گردشی قرضہ	circular debt
توازن ادائیگی	balance of payments	گنجائشی	accommodative
جاری سرمایہ	working capital	مالکاری	financing
جاری کھاتہ	current account	مالی	financial
جزدانی سرمایہ کاری	portfolio investment	مالیاتی	fiscal
خاکہ عرصیت	maturity profile	محصولات، محاصل	revenues
خالص بیرونی اثاثے	net foreign assets	معینہ سرمایہ کاری	fixed investment
خالص ملکی اثاثے	net domestic assets	واجبات	liabilities